دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

۵

مرتب

حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب

پسند فرمودہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

جدید ترتیب و اضافہ

اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

ادارہ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

(061-4540513-4519240

فہرست عنوانات

محرم اور تعزیے

بدعات محرم اور کتاب جواہر نفیس کا حکم

سوال: دس محرم کو قبروں پر پانی چھڑکنا جیسا کہ ہمارے علاقے میں مروج ہے کہ ہر شخص اس روز اپنے مردوں کی قبور پر پانی چھڑکتا ہے اور اس کو باعث ثواب جانتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ یا بدعت ہے؟ اس باب میں جواہر نفیس ایک کتاب ہے جس میں امام ابوحنیفہ کا مذہب منقول ہے اور ابن عباسؓ سے ایک روایت اس میں منقول ہے۔ یہ اندراج معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس دن روزے کے علاوہ نوافل یا طعام کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

جواب: اس دن روزہ، صدقہ، عیال پر کھانے کی وسعت کے علاوہ کوئی دوسری چیز وارد نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے سوا جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ بدعت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۸)

محرم میں خاک اڑانا، سینہ پیٹنا وغیرہ

سوال: ترمذی شریف میں بہ باب مناقب حسین بن علیؓ حدیث سلمی قالت دخلت علی ام سلمة وهي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم تعني في المنام وعلى رأسه ولحيته التراب فقلت مالك يا رسول الله قال شهدت قتل الحسين آنفا سے معلوم ہوا کہ محرم کے ان ایام میں مٹی ڈالنی، سیاہ کپڑے پہننے کیا جائز ہے؟

جواب: اول تو خواب میں ضروری نہیں کہ وہ واقعہ اپنی حقیقت پر نظر آئے، اکثر صورت مثالیہ میں متشکل ہوتا ہے، اسی لئے اس میں حاجت تعبیر کی ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس رنج و غم پر مٹی کا نظر آنا یہ صورت مثالیہ حزن کی تھی تو اس سے خاک ڈالنے کا جواز کہاں سے نکلا، دوسرے خاک کا پڑ جانا اور بات ہے اور خاک ڈالنا اور بات ہے، سو خواب میں تو خاک پڑی ہوئی نظر آئی جو سفر کے بعد بدن پر مسافت بعیدہ کے قطع کرنے سے پڑ جاتی ہے، اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ آپ نے خاک ڈالی تھی۔ تیسرے جب دلائل شرعیہ سے ان افعال کی حرمت ثابت ہے تو خواب سے جو دلائل شرعیہ میں سے نہیں حرمت منتفی نہیں ہو سکتی، اس سے عدم شرعیت کی تائید ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۳)

اور احتمال تحقیر سے بچنا چاہئے سوال میں مذکور فقرہ تقریباً سب سے گرا ہوا ہے

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۵)

دس محرم کو مٹھائی تقسیم کرنا

سوال: بعض ملکوں میں رواج ہے کہ دس محرم میں مٹھائی وغیرہ کھانے کی چیزیں مسجد میں اور یا گھر میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کوئی شرعی چیز نہیں قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس کو شرعی چیز سمجھنا غلط ہے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دس محرم کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے اور اس دن کھانے میں کچھ وسعت کر لینا باعث برکت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۴۲)

محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم

سوال: بعض لوگ محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اس ماہ کو غم اور مصیبت کا مہینہ کہتے ہیں تو کیا محرم الحرام میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: محرم الحرام بھی سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے جس طرح سال کے دوسرے مہینوں میں شادی بیاہ کرنا جائز ہے اسی طرح محرم میں بھی جائز ہے۔ کسی بھی دلیل شرعی سے حرمت و ممانعت ثابت نہیں۔ یہ محض روافض اور شیعوں سے لی گئی ہے اور یہ بے بنیاد مسئلہ لوگوں میں رائج کر رکھا ہے مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بدعت کو ترک کر دیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۱۷)۔

یوم عاشوراء کو عید کی طرح تزئین کرنا

سوال: عاشوراء کو ایام عید کی طرح زینت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بدعت ہے اور بعض حضرات جواز کے قائل ہیں اور تائید میں حدیث پیش کرتے ہیں مگر جواز پر دلالت کرنے والی تمام احادیث موضوع ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۵۰۹)

یوم عاشوراء میں مسلمان کیا کریں؟

سوال: یوم عاشوراء کے متعلق شریعت نے کیا حکم دیا ہے اس دن مسلمان کیا کریں؟

جواب: اس دن کے متعلق شریعت نے خاص دو چیزیں بتلائی ہیں۔ ا۔ روزہ رکھنا۔ ۲۔ اہل و عیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے یوم عاشوراء کو اپنے اہل و عیال پر کھانے پینے کی وسعت کی تو خدا تعالیٰ پورے سال روزی میں اضافہ کریں گے

البتہ عورت کے حق میں ثابت ہے کہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے اور اگر شوہر کے سوا کوئی دوسرا اس کے اقارب میں سے فوت ہو تو صرف تین دن تک، خوشبو ترک زینت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور تین دن کے بعد درست نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی اردو ج ۱ ص ۱۸۱)

تعزیہ، مرثیہ اور درود وغیرہ کا حکم

سوال: تعزیہ داری کی مجلس میں گریہ وزاری کی نیت سے حاضر ہونا اور وہاں جا کر مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مجلس میں گریہ وزاری کی نیت سے حاضر ہونا ناجائز ہے۔ اس واسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ اس کی زیارت کے لئے جائے اور وہاں چند لکڑی جو تعزیہ بنا کر بنائی ہوئی ہیں وہ زیارت کے قابل نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب تم خلاف شرع کسی امر کو دیکھو تو اس کو مٹا دو اپنے ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے اس کو برا جانے۔

اور مرثیہ وغیرہ سننے کا حکم یہ ہے کہ اگر مرثیے اور کتاب میں احوال واقعی نہ ہوں بلکہ جھوٹ اور بہتان ہو اور اس میں ایسا ذکر ہو جس سے بزرگوں کی تحقیر ہوتی ہو تو ایسا مرثیہ اور کتاب سننا درست نہیں بلکہ ایسی مجلس میں جانا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ اس طرح کا مرثیہ سننے کے بارے میں حدیث شریف میں منع وارد ہے۔ عن ابن ابی اوفی قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن المراثی. رواه ابن ماجه

اور اگر مرثیے میں احوال واقعی ہوں تو ایسے مرثیے اور کتاب کے فی نفسہ سننے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن اس مجلس کی ہیئت بدعتیوں کی مجلس کی طرح نہ کرنی چاہیے کہ اس میں بدعتی گروہ سے مشابہت ہوگی اور بدعتیوں کی مشابہت سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

اور فاتحہ و درود وغیرہ پڑھنا فی نفسہ درست ہے لیکن تعزیے کی مجلس میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹائی جائے اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے اور فاتحہ درود ایسی جگہ پڑھنا چاہئے جو جگہ ظاہری و باطنی نجاست سے پاک ہو یعنی جو شخص پاخانے میں تلاوت قرآن کرے اور درود شریف پڑھے وہ ملامت و طعن کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح جس جگہ نجاست باطنی ہو اور قابل دور کرنے کے ہو تو وہاں بھی پڑھنا باعث ملامت و طعن ہوگا اس واسطے کہ وہ بے محل پڑھا ہوگا۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳)

سلف سے ثابت نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کے لئے قبروں کی زیارت کے لئے جانے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۵)

مساجد میں تعزیہ لانے کا حکم

سوال: ہمارے محلے میں بریلوی حضرات کی ایک مسجد ہے محرم الحرام میں یہ لوگ تعزیہ کو مسجد میں لاتے ہیں اور وہاں حضرت امام حسینؓ کی یاد میں مرثیہ خوانی کرتے ہیں اور وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد کرتے ہیں، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مسجد میں تعزیہ لانا اور مرثیہ خوانی وغیرہ کی مجالس قائم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اولاً تو اسلام میں کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ احادیث میں اس پر کافی وعیدیں آئی ہیں البتہ عورت اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کر سکتی ہے۔ ثانیاً اسلام میں تعزیہ سازی کا کوئی وجود نہیں چہ جائیکہ اسے مسجد میں لایا جائے بلکہ ایسا کرنا خلاف شرع اور بدعت ہے۔

لما قال العلامۃ مفتی عزیز الرحمنؒ: تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور بالخصوص مساجد میں یہ کام سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الٰہی ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنا چاہئے یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں مگر کفر نہیں ہیں اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۰۳ کتاب البدعات والرسوم)

تعزیے میں قرابت داری کی وجہ سے جانا

سوال: اس مسئلے میں کیا حکم ہے کہ بعض اشخاص محض کسی امر تعزیہ داری وغیرہ میں خود اپنے خیال سے تو نہیں قرابت یا بہ سبب شرکت و نام تائیگی ہونے کے جانا بہ سبب عار سمجھتے ہیں؟

جواب: یہ بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اس سے معصیت میں اعانت کرنا لازم آتا ہے اور معصیت میں اعانت کرنا بھی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۶)

تعزیے داری کو روکنے کی ایک تدبیر کا حکم

سوال: یہاں پہلے سے چوہدری جھنڈا نکالا جاتا ہے۔ زید اس کو روکتا ہے اور ناجائز بتلاتا ہے۔ عمرو نے زید سے کہا کہ اس کے بند ہونے سے اہل تشیع خوشیاں منائیں گے۔ یہ لڑ رہے

یہی وجہ ہے کہ کعبہ کے کسی اور پتھر کو چومنا جائز نہیں تعزیہ، علم اور ضریح کے بارے میں کون سی نص ہے؟
بالفاظ دیگر نذر، منت، رکوع کرنا، بوسہ دینا اور کوئی تعظیمی عمل جو عبادت کے مشابہ ہو تمام دینا اصلاً غیر اللہ کے لئے حرام ہے البتہ جہاں نصوص سے کسی غیر اللہ کے لئے ثابت ہو صرف اسی حد تک جائز ہوگی۔ جہاں نص نہیں وہاں اصل حرمت کا حکم لوٹ آئے گا۔

لیلۃ القدر کی فضیلت ہر مقام پر اس ملک کے اپنے مطلع کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے لہذا الگ الگ راتوں میں اس فضیلت کا حصول ممکن ہے۔ (واللہ اعلم) (فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۱۲۳)

تعزیے کے جواز پر ایک استدلال کا جواب

سوال ... ایک شخص از روئے حدیث کریمہ صحابی اور وضع من لاشیء لہ تعزیہ بنانے کو جائز بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ تعزیے کو بروز محرم صرف اس اعتقاد سے دیکھنا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کا نقشہ ہے تو اس میں کوئی قصور ہے اور نہ ہی اس کا سجدہ کیے جائز ہے۔ جیسے روضہ نبوی کا نقشہ اور بیت اللہ کا نقشہ دیکھنا جائز ہے ایسے ہی اس کا دیکھنا جائز ہے۔
ایک عالم نے شخص مذکور کے بارے میں فتویٰ دیا ہے کہ اب شخص رافضی ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے دوبارہ نکاح کرنا ہے کیا یہ فتویٰ صحیح ہے اور اس اعتقاد سے تعزیہ بنانا اور دیکھنا کیسا ہے؟
جواب۔ تعزیہ بنانا اور تعزیے کے ساتھ شریک ہونا اور بنظر تعظیم اس کو دیکھنا روافض کے شعار میں سے ہے اور روافض کے ساتھ مشابہت ہے اور جو شخص شعار روافض ادا کرے وہ بحکم ظاہر شرع روافض میں شمار ہے۔ دیکھو زنار پہننا اور ہندوؤں کا لباس اختیار کرنا بروئے شرع کفر لکھا ہے حالانکہ بظاہر وہ شخص اپنے اعتقاد میں مسلمانی ظاہر کرتا ہے لہذا جو شعار اختیار کیا جائے گا اسی کا حکم ہوگا۔ پس ایسے شخص پر جو تعزیہ بناتا ہے گو کسی طرح کے اعتقاد سے بنائے اور چاہے کیسی ہی اچھی نیت ہو۔ لیکن بحکم ظاہر شرع اس کو رافضی سے تعبیر کیا جائے گا۔ اور مستفتی نے جس حدیث سے تعزیہ کا جواز ثابت کرنا چاہا ہے وہ بھی غلط ہے اور اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی پس جس عالم نے رافضی کا فتویٰ شخص مذکور پر دیا وہ صحیح ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۳۶)

غیر ذی روح کا تعزیہ بنانا

سوال: تعزیہ بے جان تصویر و نقشہ ہے جیسے کہ کعبۃ اللہ کا نقشہ، روضہ اطہر، بیت المقدس وغیرہ کا نقشہ تو پھر نا جائز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بے جان تصویروں اور نقشوں کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کی عبادت اور خلاف شرع تعظیم نہ کی جاتی ہو۔ (درمختار)

مگر تعزیہ مروجہ تعزیہ سازی اعتقادی و عملی خرابیوں سے پاک نہیں۔ تعزیے کو سجدہ کیا جاتا ہے اس کا طواف کیا جاتا ہے نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں اس کے پاس مرادیں مانگی جاتی ہیں اس پر عرضیاں چسپاں کی جاتی ہیں۔ اسی لئے اس کا بنانا اور گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ اگر مروجہ عقیدہ کی خرابیاں اور نقشوں کے ساتھ بھی یہ مقصد کی ہو تب بھی تعزیہ داری ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۰۷)

تعزیہ کے طور پر براق کی صورت بنانے کا حکم

سوال: ماہ محرم الحرام میں بعض لوگ براق کی صورت بنا کر بطور تعزیہ پیش کرتے ہیں اور اس کو کار خیر اور موجب ثواب سمجھتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسلام نے ہر جاندار کی تصویر سازی کی بڑی سختی سے ممانعت کی ہے، چونکہ براق بھی ایک جاندار مخلوق ہے اس لئے کسی بھی عنوان سے اس کی صورت بنانا شرعاً ممنوع ہے اسی طرح تعزیہ بنانا چاہے گھر میں ہو یا دوسرے کاموں کے لئے ناجائز و بدعت ہے۔

كما ورد في الحديث عن سعيد بن ابي الحسن قال كنت عند ابن عباس اذ جاءه رجل فقال يا ابن عباس اني رجل انما معيشتي من صنعة يدي واني اصنع هذه التصاوير فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يقول من صور صورة فان الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح و ليس بنافخ فيها ابدا فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الا ان تصنع فعليك بهذه الشجرة و كل شئ ليس فيه روح

(مشكوة ص ۳۸۶ باب التصاوير الفصل الثالث) وعن ابي طلحة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير متفق عليه (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۱ باب من کرہ القعود علی الصورة کتاب اللباس) وشمائل الرماد الفتاوی ج ۵ ص ۳۳۲ الفصل المحرم فی فصل المحرم۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۴۔

واجب نہیں کیونکہ وہ خطبہ پر قدرت ہونا جمعہ واجب ہونے کی شرائط میں سے ہے۔"

یہی تفصیل تقریباً تمام مالکی کتابوں میں موجود ہے (ملاحظہ ہو جواہر الاکلیل مختصر خطاب ۱/۲۹۵، والخرشی علی مختصر خلیل ۲/۷۸، شرح الزرقانی علی مختصر خلیل ۲/۵۸، الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی ۱/۲۶۲)

اس تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک خطبہ کا ہر حال میں عربی میں ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر عربی پر قدرت نہ ہو تب بھی غیر عربی میں خطبہ دینا جائز نہیں، بلکہ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی۔

شافعی مسلک

علامہ رملی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: (ویشترط کونہا) ای الخطبۃ (عربیۃ) لاتباع السلف والخلف، ولانہا ذکر مفروض فاشترط فیہ ذلک کتکبیرۃ الاحرام (نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج ۲/۳۰۲)

"اور خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے سلف وخلف کی اتباع کی وجہ سے اور اس لئے کہ یہ فرض ذکر ہے لہٰذا اس میں یہ شرط ہے جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ کے لئے عربی زبان میں ہونا شرط ہے"۔

اور علامہ شروانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

(ویشترط کونہا) ای الارکان دون ما عداہا (عربیۃ) فلاتباع نعم ان لم یکن فیہم من یحسنہا ولم یمکن تعلمہا قبل ضیق الوقت خطب منہم واحد بلسانہم، وان امکن تعلمہا وجب علی کل منہم، فان مضت مدۃ امکان تعلم واحد منہم ولم یتعلموا عصوا کلہم ولا جمعۃ لہم بل یصلون الظہر (حواشی الشروانی علی تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۲/۴۵۰)

"اور خطبہ کے ارکان کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے سلف کی اتباع کی وجہ سے، ہاں اگر مجمع میں کوئی شخص عربی میں ٹھیک ٹھیک خطبہ نہ دے سکتا ہو اور وقت کے تنگ ہونے سے پہلے عربی خطبہ سیکھنا بھی ممکن نہ ہو تو مجمع کا کوئی شخص اپنی زبان میں خطبہ دے سکتا ہے اور اگر سیکھنا ممکن ہو تو سب پر سیکھنا واجب ہے یہاں تک کہ اگر اتنی مدت گزر گئی جس میں کوئی ایک آدمی خطبہ سیکھ سکتا اور کسی نے نہ سیکھا تو سب گنہگار ہوں گے اور ان کا جمعہ صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ ظہر پڑھیں گے۔"

یہی تفصیل شافعیہ کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے (ملاحظہ ہو مغنی المحتاج شرح المنہاج ۱/۲۸۶، روضۃ الطالبین [illegible]، اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین ۲/۶۶، والفقہ المنصوص [illegible] الفقہی ۱/۳۲۰)

حنبلی مسلک

علامہ بہوتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: (ولا تصح الخطبة بغير العربية مع القدرة عليها بالعربية (كقراءة) فإنها لا تجزئ بغير العربية وتقدم (وتصح) الخطبة بغير العربية (مع العجز) عنها بالعربية، لأن المقصود بها الوعظ والتذكير، وحمد الله والصلاة على رسوله صلى الله عليه وسلم، بخلاف لفظ القرآن فإنه دليل النبوة وعلامة الرسالة ولا يحصل بالعجمية (غير القراءة) فلا تجزئ بغير العربية لما تقدم (فإن عجز عنها) أي عن القراءة (وجب بدلها ذكر) قياسا على الصلاة (كشاف القناع عن متن الإقناع ۲/۳۶، ۳۶۔۳۷)

"اور عربی زبان پر قدرت کے باوجود کسی اور زبان میں خطبہ دینا صحیح نہیں جیسا کہ نماز میں قرآت کسی اور زبان میں درست نہیں البتہ اگر عربی زبان پر قدرت نہ ہو تو غیر عربی زبان میں خطبہ صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا مقصد وعظ و تذکیر اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے بخلاف قرآن کریم کے الفاظ کے کیونکہ وہ نبوت کی دلیل اور رسالت کی علامت ہے کہ وہ عجمی زبان میں حاصل نہیں ہوتی لہٰذا قرآت کسی بھی صورت میں عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں جائز نہیں چنانچہ اگر کوئی شخص عربی زبان میں نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو قرآت کے بدلے ذکر واجب ہوگا"۔

تقریباً یہی مسئلہ علامہ ابن مفلح کی کتاب الفروع ۲/۱۱۲، ۱۱۳ میں بھی موجود ہے۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے مذہب میں عربی خطبہ پر قدرت ہوتے ہوئے کسی دوسری زبان میں خطبہ دینا نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ ایسا خطبہ معتبر بھی نہیں اور اس کے بعد پڑھا ہوا جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ شافعیہ اور حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مجمع میں کوئی بھی شخص عربی زبان میں خطبہ دینے پر قادر نہ ہو اور سیکھنے کا بھی وقت نہ ہو تو کسی اور زبان میں دیا ہوا خطبہ جمعہ کی شرط پوری کر دے گا اور اس کے بعد جمعہ پڑھنا جائز ہوگا۔ یہی قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تحقیق

جہاں تک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے ان کے موقف کو سمجھنے کیلئے کچھ تفصیل درکار ہے

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح شروع میں نماز کی قراءت غیر عربی زبان میں جائز سمجھتے تھے اسی طرح جمعہ کا خطبہ بھی غیر عربی میں جائز سمجھتے تھے بعد میں جس طرح انہوں نے نماز میں قراءت کے جواز سے رجوع کر لیا اسی طرح خطبہ کے غیر عربی میں ہونے سے بھی رجوع فرمالیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں اور دونوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مختلف ہے۔

ایک مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی قراءت غیر عربی زبان میں معتبر ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام صاحب کا قول پہلے یہ تھا کہ اگر کوئی شخص عربی پر قدرت ہونے کے باوجود کسی اور زبان میں قراءت کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن نماز کا فرض ادا ہو جائے گا۔ جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد اور جمہور فقہاء یہ کہتے تھے کہ ایسی صورت میں نماز ہی نہیں ہوتی۔ بعد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین اور جمہور فقہاء کے قول کی طرف رجوع فرمالیا اب ان کا قول بھی یہ ہے کہ اگر عربی پر قدرت کے باوجود غیر عربی میں قراءت کی تو نماز ہی نہیں ہوگی گویا کہ اس مسئلہ میں ان کے، صاحبین اور جمہور فقہاء کے درمیان اب کوئی اختلاف باقی نہیں رہا اور اب اس پر اجماع ہے کہ نماز میں قراءت صرف عربی زبان ہی میں ہو سکتی ہے اور کسی دوسری زبان میں قراءت کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی قراءت کے علاوہ دوسرے اذکار مثلاً تکبیر تحریمہ، یا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات، تشہد اور خطبہ جمعہ غیر عربی میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں بھی امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف تھا، صاحبین کا قول یہ تھا کہ جب تک عربی زبان پر قدرت ہو ان تمام اذکار کا عربی میں ہونا شرط ہے لہٰذا اگر کوئی شخص عربی پر قدرت ہوتے ہوئے یہ اذکار کسی اور زبان میں ادا کرے تو وہ معتبر نہیں ہوں گے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ عربی زبان پر قدرت ہوتے ہوئے ان اذکار کو کسی اور زبان میں ادا کرنا اگرچہ مکروہ ہے لیکن غیر عربی میں بھی یہ اذکار معتبر ہیں، بعض حضرات مثلاً علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے مسئلہ میں بھی صاحبین رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع فرمالیا تھا چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

واما الشروع بالفارسية او القراءة بها فهو جائز عند ابي حنيفة رحمه الله مطلقاً، وقالا: لا يجوز الا عند العجز، وبه قالت الثلاثة، وعليه الفتوى، وصح رجوع ابي حنيفة الى قولهما (شرح العینی علی الکنز ۱:۳۲۹)

جامع الفتاوی جلد 2

وغیرہ کی عبارتیں اس بارے میں تقریباً صریح ہیں کہ انہوں نے حالت عجز کی قید صرف قراءۃ میں لگائی ہے اور صاحب درمختار نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بارے میں جو یہ کہا کہ اس کی کوئی سند نہیں جانتا جو اسے قوی قرار دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو ان کے دعا کو قوی قرار دے، کیونکہ قراءت کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف اس لئے رجوع فرمایا کہ فرض قراءت قرآن ہے اور قرآن اس کلام کا نام ہے جو عربی الفاظ میں اس خاص نظم کے ساتھ نازل ہوا اور جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اور کسی بھی ترجمہ کو قرآن مجازاً ہی کہا جا سکتا ہے چنانچہ اس سے قرآن کے لفظ کی نفی درست ہے لہٰذا چونکہ صاحبین کی دلیل قوی تھی اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف رجوع کر لیا تھا لیکن جہاں تک فارسی زبان میں نماز شروع کرنے کا تعلق ہے تو اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل زیادہ قوی ہے اور وہ یہ کہ نماز شروع کرنے میں مطلوب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم ہے جو کسی بھی لفظ سے اور کسی بھی زبان میں حاصل ہو سکتی ہے، جہاں تک اللہ اکبر کا لفظ اس لئے واجب ہے کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین نے مداومت فرمائی۔ لیکن وہ فرض نہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً یہی بات بحرالرائق کے حاشیہ پر بھی تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائی ہے۔ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق [illegible])

علامہ ابوالسعود حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملا مسکین کی شرح میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے کہ نماز شروع کرنے اور دوسرے اذکار کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع نہیں فرمایا، بلکہ اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ ہی کا قول معتمد ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

> وقول العيني المعزى على قول الصاحبين انه لا يصح الشروع بالفارسية الا كان يحسن العربية، فيه نظر، بل المعتمد فيه قول الامام، ان الشروع كغيره مما ذكرنا صحيح، ولهذا نقل في الشرح التاتارخانية ان الشروع بالفارسية كالخطبة يجوز اتفاقا (فتح المعين على شرح الكنز لملا مسكين [illegible])

"علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا محل نظر ہے کہ اس مسئلے میں صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے کہ جب کوئی شخص عربی میں تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ صحیح نہیں ہوتی، بلکہ درحقیقت اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول معتبر ہے کہ تکبیر تحریمہ اور اس کے علاوہ میں امام ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہما اللہ کا اتفاق ہے اس لئے در مختار میں تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے کہ فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا تلبیہ کی طرح ہے یعنی دوسری زبانوں میں بالاتفاق ادا ہو سکتا ہے"۔

نیز مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

وذكر العيني في شرح الكنز ثم الطرابلسي ثم الشرنبلالي رجوعه في مسئلة التكبير ايضا الى قولهما وهو خلاف ما عليه عامة الكتب من بقاء الخلاف في مسئلة التكبير والخطبة والتسمية وغيرها و هذا المبحث طويل الذيل كم زلت فيه الاقدام و تحيرت فيه الافهام (السعایۃ ۲/۱۵۵)

"علامہ عینی رحمۃ اللہ نے شرح الکنز میں پھر علامہ طرابلسی نے پھر شرنبلالی نے بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر کے مسئلے میں بھی صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا حالانکہ یہ بات عام کتابوں کے خلاف ہے جن کی رو سے تکبیر، خطبہ اور تسمیہ وغیرہ میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف برقرار ہے اور یہ بحث بڑی طویل الذیل ہے اور اس میں نہ جانے کتنے قدم ڈگمگائے ہیں اور کتنے ذہن حیران ہوئے ہیں"۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ اس رسالہ کا نام "آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس" ہے۔

اس رسالے میں وہ تحریر فرماتے ہیں: **والحق انه لم يرد رجوعه في مسئلة الشروع بل هي على الخلاف، فان اجلة الفقهاء منهم صاحب الهداية و شراحها العيني والسغناقي والبابرتي والمحبوبي وغيرهم و صاحب المجمع و شراحه و صاحب البزازية والمحيط والظهيرية وغيرهم ذكروا رجوعه في مسئلة القراءة فقط، وابقوا في مسئلة الشروع حكاية الخلاف**

(دیکھئے آکام النفائس ص ۲۷، مطبوعہ مجموعہ رسائل خمس، مطبع یوسفی ۱۳۳۲ ہجری)

"سچی بات یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع مروی نہیں، بلکہ اس میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف اب بھی موجود ہے، اس لئے کہ جلیل القدر فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ اور اس کے شراح میں سے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سغناقی اور علامہ بابرتی اور علامہ محبوبی وغیرہ اور صاحب مجمع اور اس کے شراح اور صاحب بزازیہ و محیط و ظہیریہ

صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کا ذکر صرف قرات کے مسئلے میں کیا ہے اور نماز شروع کرنے کے مسئلے میں دونوں سے اختلاف نقل کرنے پر اکتفا کیا۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ خود علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس بات پر صریح نہیں ہے کہ امام صاحب نے دونوں مسئلوں میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا بلکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ رجوع کا تعلق صرف قراءت سے ہو لہٰذا ان کے بارے میں حتمی طور سے یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے دونوں مسئلوں میں رجوع نقل کر کے غلطی کی ہے۔ نیز انہوں نے علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی تردید کی ہے کہ تاتارخانیہ کی ایک عبارت سے جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار والے مسئلے میں صاحبین نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کیا' یہ بات بھی صحیح نہیں کیونکہ تاتارخانیہ میں فارسی زبان میں تکبیر کہنے کا متفق علیہ طور پر جو معتبر قرار دیا گیا ہے اس سے مراد تکبیر تحریمہ نہیں بلکہ تکبیر ذبح ہے لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار صلوٰۃ اور خطبہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف برقرار ہے' نہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا' اور نہ صاحبین نے امام صاحب کے قول کی طرف۔

(دیکھئے آکام النفائس ص ۳۰ تا ۳۲ مطبوعہ مع مجموعۃ الرسائل الخمس مطبع یوسفی ۱۳۳۷ ہجری)

علامہ علاء الدین حصکفی' علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ بحر العلوم اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہم اللہ کی ان تصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف قرأت کے مسئلے میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا تھا' تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے بارے میں رجوع نہیں فرمایا' یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے متون معتبرہ مثلاً کنز' وقایہ' تنویر الابصار وغیرہ تکبیر تحریمہ کے مسئلے میں یہی لکھتے ہیں کہ غیر عربی زبان میں بھی جائز ہے۔

کنز کی عبارت یہ ہے:

ولو شرع بالتسبيح او بالتهليل او بالفارسية صح كما لو قرء بها عاجزا (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۱/۳۰۷)

وقایہ کی عبارت یہ ہے: فان ابدل التكبير بالله اجل او اعظم او الرحمن اكبر او لا اله الا الله او بالفارسية او قرء بها عاجزا او ذبح وسمى بها جاز (وقاية ۱/۱۵۱)

تنویر الابصار کی عبارت یہ ہے: وصح شروعه بتسبيح و تهليل كما صح

لو شرع بغير عربية او آمن او لبى او سلم او سمى عند ذبح او

قرأ بها عاجزا (تنویر الابصار ۱/۴۸۵)

ان تمام متون میں قرأت کے مسئلے میں صاحبینؒ کے قول کو اختیار کیا گیا ہے کہ قرأت بالفارسیہ صرف حالت عجز میں معتبر ہے لیکن تکبیر تحریمہ وغیرہ کے مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق علی الاطلاق صحت کا حکم لگایا گیا ہے اور کسی متن میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا کوئی ذکر نہیں نیز علامہ فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تکبیر تحریمہ کے مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا ذکر نہیں فرمایا جب کہ قرأت کے مسئلے میں رجوع کی روایت نقل فرمائی ہے۔ (تبیین الحقائق للزیلعی شرح کنز ۱/۱۱۰)

اس سے جہاں علامہ ابن عابدین وغیرہ کی تحقیق کی تائید ہوتی ہے وہیں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام صاحب کا رجوع صرف قرأت کے مسئلے میں ثابت ہے تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے بارے میں انہوں نے اپنے قول سے رجوع نہیں فرمایا بلکہ ان کا مذہب اب بھی یہی ہے کہ غیر عربی زبان میں یہ اذکار معتبر ہیں۔

دوسری طرف یہ بات واضح ہے کہ خطبہ جمعہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرأت نماز کے حکم میں نہیں بلکہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے حکم میں ہے چنانچہ فقہاء کرام نے خطبہ کا ذکر بھی اذکار کے ساتھ فرمایا ہے مثلاً علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تکبیر تحریمہ وغیرہ کا مسئلہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وعلى هذا الخلاف الخطبة والقنوت والتشهد (البحر الرائق ۱/۳۰۷)

"خطبہ، دعاء قنوت اور تشہد کے بارے میں بھی امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف ہے (کہ وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی زبان میں معتبر ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں)"۔

نیز علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ بھی تکبیر تحریمہ کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وعلى هذا الخلاف الخطبة و جميع اذكار الصلوة (الدر المختار ۱/۴۸۵)

"اور خطبہ اور نماز کے دوسرے تمام اذکار کے بارے میں بھی یہی اختلاف ہے"

نیز علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تکبیر تحریمہ کا مسئلہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

وعلى هذا الخلاف الخطبة والقنوت والتشهد (تبیین الحقائق

سرخسی شرح کبیر ۱:۰۰۱)

"یہی اختلاف خطبہ، قنوت اور تشہد میں بھی ہے" جو فتاویٰ تاتارخانیہ میں قراءت کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رجوع کا ذکر کرنے کے بعد نقل کیا گیا ہے (فتاویٰ تاتارخانیہ ۱: [illegible])

نیز خطبہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے

ولو خطب بالفارسية جاز عند ابی حنيفة رحمه الله على كل حال

(فتاویٰ تاتارخانیہ کتاب الصلوٰۃ شرائط الجمعۃ ۲/۵۰)

"اور اگر فارسی زبان میں خطبہ دیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر حال میں صحیح ہو گیا۔

نیز فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف نقل کرنے کے بعد انہوں نے بھی یہ فرمایا و التشهد والخطبة على هذا الاختلاف

(فتاویٰ تاتارخانیہ ۱/[illegible])

"یعنی یہی اختلاف خطبہ اور تشہد کے بارے میں بھی ہے"۔

اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

وفي النهاية وجامع المضمرات والمجتبى وغيرها ان الخطبة على الاختلاف يعني انه يجوز عند ابي حنيفة بغير العربية للقادر والعاجز كليهما وعندهما لاحدهما (آکام النفائس ص ۱۲)

"اور ہدایہ اور جامع مضمرات اور مجتبیٰ وغیرہ میں لکھا ہے کہ خطبہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف ہے یعنی وہ غیر عربی زبان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اس شخص کے لئے بھی جو عربی زبان میں خطبہ دینے پر قادر ہو اور اس شخص کے لئے بھی جو عربی پر قادر نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک ان میں سے صرف اس شخص کے لئے جائز ہے جو عربی پر قادر نہ ہو"۔

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خطبہ جمعہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ وہ غیر عربی زبان میں بھی درست ہو جاتا ہے اور اس سے علامہ صاحب نے رجوع نہیں فرمایا اور محققین حنفیہ نے اسی پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی زبان میں خطبہ جمعہ کے درست ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس سے خطبے کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور وہ خطبہ اس درجہ سے شرعاً معتبر ہو جاتا ہے کہ صحت جمعہ کی شرط پوری ہو جائے اور اس کے

بعد جمعہ کی نماز درست ہو جائے گی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر عربی زبان میں جمعہ کا خطبہ دینا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ نماز اور اس کے متعلقات میں جن جن اذکار کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ غیر عربی زبان میں معتبر ہیں ان سب میں اس بات کی صراحت ہے کہ ان کا غیر عربی زبان میں ادا کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں ان اذکار کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے غیر عربی میں صحیح اور معتبر قرار دیا گیا ہے، وہاں مکروہ تحریمی ہونے کی صراحت بھی کی گئی ہے۔

مثلاً در مختار میں ہے: وصح شروعه مع كراهة التحريم بتسبيح وتهليل ... كما صح لو شرع بغير عربية (الدر المختار: ۱/۳۵۲، ۳۵۴)

"نماز کو سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ سے شروع کرنے سے کراہت تحریمی کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے جیسے کہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان کے لفظ سے شروع کرنے سے"۔

اور علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں: فعلى هذا ما ذكره في التحفة والذخيرة والنهاية من ان الاصح انه يكره الافتتاح بغير الله اكبر عند ابي حنيفة فالمراد كراهة التحريم..... فعلى هذا يحمل ما صححه السرخسي من ان الاصح لا يكره (البحر الرائق: ۱/۳۰۶)

"تحفہ، ذخیرہ اور نہایہ میں جو کہا گیا ہے کہ صحیح قول کے مطابق اللہ اکبر کے سوا کسی اور لفظ سے نماز شروع کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے مراد کراہت تحریمی ہے... علامہ سرخسی نے جو یہ کہا ہے کہ صحیح قول کی بناء پر مکروہ نہیں وہ بات کمزور ہے"۔

اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: ولو كبر بالفارسية بأن قال "خدا بزرگ است" جاز عند ابي حنيفة سواء كان يحسن العربية او لا يحسن العربية الا انه اذا كان يحسن العربية لا يخلو عن الكراهة (الفتاوى التاتارخانية: ۱/۴۰۳)

"اور اگر فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے یہ کہا "خدا بزرگ است" تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز ہو گئی چاہے عربی اچھی طرح جانتا ہو یا نہ جانتا ہو البتہ اگر عربی میں کہنا اچھی طرح آتا ہو تو کراہت ضرور ہوگی"۔

جس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ غیر عربی زبان میں خطبہ جمعہ کے بارے میں فتاویٰ تاتارخانیہ کی جو عبارت پیچھے گزری ہے اس میں "جائز" سے مراد یہ ہے کہ خطبہ کراہت کے ساتھ ادا ہو

گئے۔ یہ مطلب نکل آیا کہ ایسا کرنا جائز ہے اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والظاهر ان الصحة في هذه المسائل عند ابي حنيفة لاتنفي
الكراهة وقد صرحوا به في مسئلة التكبير (السعاية ۲/۱۵۵)

”اور ظاہر یہ ہے کہ ان مسائل میں (فارسی میں قراءت کی ادائیگی کے باوجود نماز کا) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہو جانا کراہت کی نفی نہیں کرتا، اور تکبیرات کے مسئلہ میں فقہاء کرام نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے“۔

اور مکروہ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔ لہٰذا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہوا کہ ان اذکار کو غیر عربی زبان میں ادا کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے لیکن اگر کسی شخص نے اس ناجائز کام کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ اذکار غیر عربی زبان میں ادا کر لئے تو وہ اس حق میں شرعاً معتبر ہوں گے کہ اگر وہ ذکر فرض ہے تو فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن ”اذکار“ کے الفاظ چونکہ واجب ہیں اس لئے ترک واجب کا ارتکاب لازم آئے گا جس کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ اور اگر وہ ذکر واجب ہے۔ مثلاً تشہد، قنوت، ان کو غیر عربی میں ادا کرنے سے واجب ساقط ہو جائے گا اگرچہ ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ لہٰذا خطبہ جمعہ کے بارے میں بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ غیر عربی زبان میں خطبہ دینا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے لہٰذا لوگوں کو اس سے منع کیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی نے اس مکروہ تحریمی کا ارتکاب کر لیا تو کراہت کے باوجود صحت جمعہ کی شرط پوری ہو جائے گی اور اس کے بعد ادا کیا ہوا جمعہ صحیح ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد سئلت مرة بعد مرة عن هذه المسئلة فاجبت بانه يجوز عنده مطلقا
لكن لايخلو عن الكراهة فعارضني بعض الاعزة بان الخطبة انما هي لافهام
الحاضرين و تعليم السامعين وهو مفقود في العربية في البلاد العجمية
بالنسبة الى اكثر الحاضرين فينبغي ان يجوز مطلقا من غير كراهة. قلت:
الكراهة انما هي لمخالفة السنة لان النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه قد
خطبوا كلها بالعربية وبالجملة فالاحتياج الى الخطبة بغير العربية لفهم
اصحاب العجمية كان موجودا في القرون الثلاثة فلم يرو ذلك من احد في
تلك الازمنة وهذا ادل دليل على الكراهة وهو لايخلو ان يكون

لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع يمنع منه او لعدم التنبه له او للتكاسل عنه او لكراهته و عدم مشروعيته والاولان منتفيان لانا قد ذكرنا ان الحاجة في تلك الازمنة ايضا اليه كانت موجودة - ولم يكن مانع يمنع عنه بالكلية لانهم كانوا مقتدرين على الالسنة العجمية وكذا الثالث والرابع ايضا مفقودان لانه بعيد في الامور الشرعية من النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه و من تبعهم بل مثله لايظن به لعلماء الشريعة فكيف بهم واذا انتفت الوجوه الخمسة تعينت الكراهة - فان قلت فما معنى قولهم يجوز كذا وكذا قلت معنى الجواز امر آخر والجواز بلاكراهة امر آخر واحدهما لايستلزم ثانيهما - و تفصيله ان في الخطبة جهتين الاولى كونها شرطا لصلاة الجمعة والثانية كونها في نفسها عبادة ولكل منهما حكم على حدة فمعنى قولهم يجوز الخطبة بالفارسية انها تكفي لتادية الشرط و صحة صلاة الجمعة وهو لايستلزم ان يخلو عن البدعة والكراهة من حيث الجهة الثانية (آكام النفائس ۱۰، ۹۳)

"اس مسئلے کے بارے میں مجھ سے بار بار سوال ہوا (کہ غیر عربی میں خطبہ جائز ہے کہ نہیں؟) تو میں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں بعض اعزہ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ خطبے کا مقصد حاضرین کو سمجھانا اور سامعین کو تعلیم دینا ہے اور عجمی ملکوں میں اگر عربی میں خطبہ دیا جائے تو حاضرین کے اعتبار سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو ان ملکوں میں عجمی زبان کا خطبہ مطلقاً بغیر کراہت کے جائز ہونا چاہئے۔ تو میں نے کہا کہ کراہت سنت کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے ہمیشہ عربی زبان ہی میں خطبہ دیا۔ خلاصہ یہ کہ قرون ثلاثہ میں بھی عجمی لوگوں کو سمجھانے کے لئے غیر عربی میں خطبہ دینے کی حاجت موجود تھی اس کے باوجود کسی سے مروی نہیں ہے کہ اس زمانے میں کسی عجمی زبان میں خطبہ دیا گیا ہو اور یہ کراہت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور اس زمانے میں غیر عربی میں خطبہ نہ دینے کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس کی حاجت نہ ہو یا یہ کہ کوئی رکاوٹ پائی جاتی ہو یا یہ کہ اس کی طرف کسی کا خیال نہ گیا ہو یا یہ کہ لوگوں نے سستی کا مظاہرہ کیا ہو یا یہ کہ ایسا کرنا مکروہ اور غیر مشروع ہو۔ پہلے دو احتمال اس لئے نہیں ہو سکتے کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ اس

اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہو تو اس میں شرکت کیوں کر گوارا کی جا سکتی ہے۔

باغ فدک کا قصہ اور صدیق اکبرؓ کی کمال نیازمندی

سوال: باغ فدک کے متعلق صدیق اکبرؓ کے فیصلہ اور حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اصل میں باغ فدک مال فئی تھا جو حاجتمندوں کے لیے مخصوص تھا، حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے باغ فدک کا مطالبہ بطور میراث کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو ایک حدیث سنائی جس میں نبی کریمؐ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے ترکہ میں میراث نہیں ہوتی اور پھر فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے مگر اس واقعہ میراث میں حق وہی ہے جو میں نے عرض کیا، حضرت صدیق اکبرؓ نے ایسی نرمی اور لطف سے جواب دیا کہ اس وقت حضرت فاطمہؓ راضی ہو کر اٹھیں۔

شیعوں کی معتبر کتاب اصول کافی میں امام جعفر سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے سارا مال پیش کیا کہ یہ سب آپ کا مال ہے اس میں جس طرح آپ چاہیں تصرف فرمائیں لیکن مال فئی کے بارے میں آپ کے والد ماجد کا ارشاد گرامی یہی ہے جو میں نے عرض کیا، حقیقت فقط یہی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا تھا یہ ان کی کمال نیازمندی تھی۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص۵۴۳)

مرثیوں کی کتابوں کا جلانا

سوال: مرثیے جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں ان کو جلانا مناسب ہے یا فروخت کرنا؟

جواب: ان کو بعد ریزہ زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۵۶۶)

"تاکہ پیروں میں کسی اور نہ جائے" م ع

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہلم کیا؟

سوال: جنۃ الحرمین میں ہے کہ رسول اللہؐ نے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد سوم، دہم، چہلم وغیرہ کیا، چھوارے پر فاتحہ دی اور مساکین کو کھلایا، اور موجودہ زمانے کے علماء پھول پان وغیرہ اور دسواں، چہلم وغیرہ سے منع کرتے ہیں تو ان کا منع کرنا کیسا ہے، غلط؟

جواب: جنۃ الحرمین میں لکھا ہوا قصہ بالکل غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان تک نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص۵۴۴)

حضرت حسینؓ کے نام مبارک کو بگاڑ کر کہنا

سوال۔ حضرت حسینؓ کو "حسے" کہہ کر پکارنا۔

جواب: کسی شخص کو اس کے نام سے بگاڑنا معیوب ہے مثلاً "عبدالحق" کو "حقے" کہہ کر پکارنا، یہ ٹھیک نہیں جبکہ ایسے پکارنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ پکارنے والے کے دل میں جس کو پکار رہا ہے اس کی بالکل وقعت و عزت نہیں۔ جو لوگ "حسے" کہہ کر پکارتے ہیں ان کے دل میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی احترام نہیں ہوتا جبکہ ان کو پورے نام سے پکارا جانا چاہیے "حسے" کہنا ٹھیک نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۵)

منگنی کے وقت کی بعض رسموں کا حکم

سوال... نکاح سے پہلے لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے مٹھائی وغیرہ لینا شرط کر کے یا بلاشرط عرف کی بناء پر اور لڑکے والوں کا دینا خوشی یا مجبوری کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: یہ رشوت ہے اگر شرط کی جائے اور لڑکے والے خوشی سے مگر معروف ہونے کی بناء پر دیتے ہیں تب بھی بحکم المعروف کالمشروط ناجائز ہے۔

اگر شرط کر لی جائے اور مجبوری دیں تو اس کا ناجائز ہونا بالکل ظاہر ہے۔ ہاں اگر کہیں عرف نہ ہو اور بلا طلب و بلا شرط بخوشی دیں تو یہ ہدیہ ہوگا اس کا لینا درست ہے۔

سوال... ڈالی مقرر کرنی کا جواز ہے یا نہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب جانبین سے لڑکا اور لڑکی والے راضی ہو جاتے ہیں تو ایک دن مقرر کیا جاتا ہے اور اس دن لڑکے والے چند اشخاص مع کچھ مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کپڑے اور پان چھالیاں لے کر لڑکی والے کے یہاں پہنچتے ہیں۔ اور وہاں لڑکی والے کے برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ایک ڈالی میں کچھ پان چھالیاں اور کچھ نقد رکھ کر لڑکی کی والدہ یا دادی وغیرہ کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ وہ سب چیزیں لے لی جاتی ہیں اور چند پان اور چند چھالیاں واپس کر دی جاتی ہیں۔ باقی پان چھالیاں تقسیم کر دیے جاتے ہیں اور بعض جگہ کا رواج یہ ہے کہ اس ڈالی کو لڑکا خود یا کسی کے ساتھ مسجد میں بھیجتے ہیں اور کہیں تو عورتیں بجگہ ہندوؤں کے سبب میں سلام وغیرہ کرنے کو چلی جاتی ہیں۔ اب ان صورتوں میں کیا کیا حکم ہوگا؟ جائز یا ناجائز یا بدعت ہوگی؟ کیا جواز کی بھی کوئی صورت نکل سکتی ہے؟

جواب: اس ڈالی میں دو امر قابل غور ہیں۔ اول ان اشیاء کا حکم جو لڑکے والے لڑکی

والوں کو دیتے ہیں۔ دوم اس وقت مخصوص کا عمل۔ سوال میں وہی تفصیل ہے جو کہ جواب سوم میں گزری۔ دوم کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً بے اصل ہے کہ محض ایک رسم ہے۔ جس کا التزام ترک ہے اور التزام بلا التزام جائز ہے۔ مگر اس میں فخر اور ریا ہے اس کی وجہ سے یہ رسم کی جاتی ہے۔ بہرحال شرعاً ممنوع ہے۔ اس قسم کے رسوم کے مفاسد کو اصلاح الرسوم میں نہایت بسط سے بیان کیا ہے۔

سوال: جمعرات کے دن کی مقرری کے دن پیامات کے دن حمام وغیرہ دیگر اخراجات کے لئے روپیوں کا لڑکے والوں سے لینا کیسا ہے؟

جواب: لینا جائز ہے۔

سوال: عقد سے پہلے دن کی مقرری کے دن لڑکے والوں سے کپڑے لڑکی والوں کو پہنانا کیسا ہے؟

جواب: اس کا جواب نمبر ۲ میں گزرا۔ اس میں اتنی وسعت اور ہے کہ اگر ان کپڑوں کو مہر میں شمار کر لیا جائے تو شرعاً درست ہے۔ لیکن اس مخصوص رسم کا عدم جواز جواب ۲ میں گزر چکا۔

سوال: اگر مذکورہ بالا امور کا ارتکاب کئے بغیر کسی شادی میں دقت ہو یا بڑی مشکل ہوتی ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ کیا کوئی جواز کی صورت نکل سکتی ہے؟ ایسے موقعوں پر مقتدایان قوم کو کیا کرنا چاہئے؟ جب کہ رسوم کی پابندی کے بغیر شادی کا ہونا بہت دشوار ہوتا ہے؟

جواب: جو امور شرعاً ناجائز ہیں وہ شادی کی رعایت میں جائز نہیں ہو سکتے انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے سچے دین اور شرعی احکام پر چلے۔ ان شاء اللہ کوئی مجبوری پیش نہ آئے گی۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور مقتدا کو تو ایسے مواقع میں خصوصاً احکام شرعیہ پر نہایت سختی سے عامل رہنا چاہئے کیونکہ اس کی شرکت سے عوام کی طبیعتوں میں ان برے امور کے اچھا ہونے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۵ ص ۲۱۸)

منگنی میں کپڑا اوڑھاتے وقت کی بعض رسمیں

سوال: منگنی میں جب لڑکے کا کپڑا پہنایا جاتا ہے تو عورتیں گھر بند کر کے بیٹھتی ہیں اور چھانا چاول پاپڑ کا گھاس پھول وغیرہ لڑکے کو چبواتی ہیں جس میں محرم و غیر محرم سب اکٹھی ہوتی ہیں۔

جواب: یہ رسم خلاف شرع ہے اس کو بند کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۳۵)

شادی میں گھر کو لیپنا اور انگلیوں کے نشانات لگانا

سوال: شادی سے دو چار دن پہلے گھر کو لیپنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور انگلیوں کے

نشانات اور رنگ کے چھینٹے وغیرہ دیواروں پر دیے جاتے ہیں؟

جواب: مسلمانوں کے نئے گھر کا پہنچ میں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر انگلیوں کے نشانات وغیرہ لگانا غلط رسم ہے اس کو بند کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۳۳۲) "اور اگر کوئی فاسد عقیدہ بھی شامل ہے تو قباحت وشناعت اشد ہو جائے گی" (م۔ع)

سہرا باندھنا رسم کفر ہے

سوال: زید نے اپنی دختر کا عقد کرنے کے لئے بکر کا بچہ مکان پر بلایا۔ کہ اس کے ماتھے پر سہرا باندھا ہوا ہے کیا اس صورت میں مسلمان شرکت عقد کر سکتے ہیں؟

جواب: سہرا باندھنا ہندوانہ رسم ہے انہیں سے لی گئی ہے اور قابل ترک ہے۔ جس شخص کو علم ہے کہ یہ ہندوانہ رسم ہے اور پھر اسے رواج دینا چاہتا ہے اس کی تقریب میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۷۶) "تاکہ وہ اس رسم کو ترک کردے" (م۔ع)

شادی کے موقع پر ایک بیہودہ رسم

سوال: نکاح کے بعد کچھ عورتیں نوشہ کو اندر لے جا کر بٹھانے کے ساتھ لڑکے کی تین انگلیوں سے لڑکی کی مانگ میں سیندور لگواتی ہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب: یہ رسم قبیحہ مذکورہ جائز نہیں ایسا کرنے والے اور عقیدہ رکھنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں ان کو توبہ کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۱۵۸)

"دیندار حضرات ایسے لوگوں کو سمجھائیں" م۔ع

سیندور اور مہندی لگانا

سوال: سیندور لگانا۔ جو عورتیں شادی کے وقت دلہا کو لگاتی ہیں یا اس کے علاوہ مہندی وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سیندور لگانا اسی حکم میں شامل ہے۔ بلکہ کچھ زیادہ ہے۔ عورتوں کو مہندی لگانا درست ہے بلکہ ان کے لئے مخصوص ہے کہ ہاتھ پیر کو لگائیں۔ مردوں کو ان کی مشابہت اختیار کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۱۵۵)

کے حق میں بھی یہی سمجھا جائے گا۔ مگر بے قصد کرنے کا خرچ اہل کے لئے جائز ہو جائیں گے۔

اس شرعی قاعدے کا حاصل وہ ہے جس کو عقل قانون میں قومی ہمدردی کہتے ہیں یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو نفع پہنچائے، اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسروں کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔ کیا کوئی باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہے اس کے سامنے بیٹھ کر حلوا کھانا عقل درست سمجھے گا یا پسند کرے گا؟ کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسی طرح ضروری نہیں۔ اس سے مختصراً سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ کسی کے لئے بھی ان رسموں کی اجازت نہیں۔

اس کے بعد آں عزیز نے دستور العمل دریافت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ اتفاق مجھ کو پڑتا تو اس وقت خیال یہ ہے کہ میں یوں کرتا کہ اس کام کے لئے وطن آنے کی ضرورت نہ سمجھتا۔ وطن نہ آتا اور مصارف سفر میں اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا۔ لڑکے والوں کو لکھ دیتا کہ لڑکا اور ایک اس کا کوئی خادم سرپرست اور دو اس کے خادم کل چار آدمی یہاں آ جائیں اور اسی مکان میں یا کوئی اور اچھا وسیع مکان ایک یا متعدد یعنی مکان ہر ایک کے لئے جدا جدا اور بھی بہتر تھا کرایہ پر لے کر ان کا قیام کراتا اور لڑکیوں کو اپنے گھر کا جوڑا پہناتا اور لڑکوں کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑا پہن کر آؤ اور مجلس نکاح میں کسی کو اہتمام کر کے نہ بلاتا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سب کو لے جاتا اور نماز کے بعد کہہ دیتا کہ سب ذرا ٹھہر جائیں۔ وہی مجمع اعلان و شہادت کے لئے کافی ہوتا اور خود یا کسی عالم سے نکاح پڑھوا دیتا اور دو چار روپے کے خرمے تقسیم کرتا۔ اس میں مسجد میں نکاح پڑھنے کی بھی تعمیل ہو جاتی۔ وہاں سے مکان پر آ کر اسی وقت یا جس وقت موقع ہوتا لڑکیوں کو بلا تجہیز ان مکان کرایہ میں رخصت کر دیتا اور ایک ایک معتبر عورت کو ان کے ساتھ بھیجتا پھر گھر کے روز اپنے مکان سکونت پر بلاتا اور ایک دو روز رکھ کر پھر اسی مکان کرایہ میں بھیج دیا جاتا۔ جب دیکھتا کہ لڑکیاں مانوس ہو چکی ہیں لڑکوں کے ہمراہ ان کے وطن روانہ کر دیتا۔ جہیز میں پانچ جوڑے پچاس پچاس روپے کے زیور اور پانسو پانسو روپے کی جائیداد ضروری دینا برتن پلنگ قرآن مجید جانماز کرنے کے لئے اور متعلق وغیرہ کچھ دیتا اور دولہا دلہن کے کسی عزیز و قریب کو ایک پیسہ نہ دیتا وہاں کے کمینوں کو پانچ پانچ روپے صرف ان کے خرچ پورا کرنے کے لئے اور وطن کے کمینوں کو دس دس روپے دیتا۔ اور تمام عمر معمولی طور پر لڑکیوں کو وقتاً فوقتاً جو کچھ دینے کو جی چاہتا کہ بے ورق ویسے والی طرف کی خوشی کے مطابق ان کو دیتا رہتا اور جائیداد ان کی بستیوں میں ہوتی ان کو انتظام سپرد کر دیتا اور اگر اپنے وطن میں ہوتی خود انتظام کرتا اور ان کو ان کے حاصل ششماہی یا

شیرینی کھائیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (احسن الفتاویٰ ج۱ ص ۳۶۸)

چیلوں کو گوشت پھینکنا

سوال۔۔۔ کسی بیمار کی طرف سے بکرا صدقہ کرنا اور اس کا گوشت چیلوں کو پھینکنا کہ جلد آسانی سے روح نکل جائے۔ یا صدقہ کی برکت سے اللہ شفا عطا فرمائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔۔۔۔ یہ جہال کی خرافات میں سے ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس قسم کے ٹونے ٹوٹکے ہندوؤں سے لئے گئے ہیں۔ اس کا بہت سخت گناہ ہے البتہ مطلق صدقے سے آفت ٹلتی ہے۔ صدقہ بطور نقد دینا افضل ہے یعنی نقد رقم کسی مسکین کو دے دی جائے یا کسی کا غم ہلکا کر دیا جائے۔ (احسن الفتاویٰ ج۱ ص ۳۶۶)

عید کے دن گلے ملنا

سوال۔۔۔۔ نماز عید کے بعد معانقہ کرنا رسماً ہو یا سنت سمجھ کر کیا جائے جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز یا بدعت ہے تو اگر روکے تو کیسے رنج علیم کا شعر و عید کے یا نہیں؟ اور اگر اس دلیل سے کرے کہ دلوں میں حسد اور کدورت ہو تو دور ہو جائے اور آپس میں ملاپ ہو تو کیا حکم ہے؟

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے۔

جواب۔۔۔۔ عیدین کا معانقہ بدعتی فعل کا شعار ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔ دل میں کینہ اور حسد رکھتے ہوئے محض عید کو معانقہ کر لینے سے ہرگز حسد صاف نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۲ ص ۱۹۰) "جیسے زنگ دینا محض صفائی قلب کے لئے محض معانقہ کافی نہیں" م ع

جمعہ و عیدین کی نماز کے بعد مروجہ مصافحے کا حکم

سوال۔۔۔ آج کل نماز جمعہ و عیدین کے بعد مسجد کے اندر جو مصافحہ مروج ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین اور جمعہ کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر محققین علمائے کرام نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے اور بعض دیگر حضرات نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر مصافحہ کرنے میں التزام بلا لزوم ہو تو ممنوع ہے ورنہ گنجائش ہے تاہم نہ کرنا بہتر ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد اداء الصلوٰة بکل حال لان الصحابة رضی الله عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیة انها بدعة مکروهة لا اصل لها فی الشرع وانه ینبه فاعلها اولاً ویعزر ثانیاً ثم قال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل انها من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلوٰة فحیث وضعها الشرع یضعها فینهی عن ذلک ویزجر فاعله لما اتی به خلاف السنة (رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۲) و بحثاً فی النسخة الاخری (رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰) کتاب الحظر والاباحة) قال العلامة الحصکفیؒ ... عنه شارح المجمع من انها بعد الفجر والعصر لیس بشیء (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰ کتاب الحظر والاباحة) و مثله فی حالة مسائل ص ۲۸۵ سوال جواب و بحثه۔
(فتاوی حقانیہ ج ۲ ص ۳۵)

عید کے دن مبارکباد دینا

سوال: کیا عید اضحیٰ کے دن مبارکباد دینا کہیں ثابت ہے؟

جواب: مبارکباد ضروری نہیں اور ضروری سمجھنا بھی جائز نہیں، اس عقیدہ کے بغیر اگر کسی کو روزے مکمل ہونے کی مبارکباد دی جائے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۲)

عید مبارک کہنے کا حکم

جواب: آپ نے "عید مبارک" کہنے کو مکروہ لکھا ہے اور مولانا سید اصغر حسین صاحب نے اپنی کتاب تحفۂ مسلمین میں لکھا ہے کہ جائز اور باعث ثواب ہے (ظفر الدین الکبیر)

جواب یہ فعل تقسیم شرعاً بے دلیل ہے۔ اس تاریخ میں غسل صحت ثابت نہیں۔ البتہ شدت مرض کی روایت مدارج النبوت میں ہے۔ یہود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض سے خوش ہونا بالکل ظاہر اور ان کی عداوت وشقاوت کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں کا اس دن مٹھائی تقسیم کرنا شدت مرض کی خوشی میں ہے۔ یہود کی موافقت میں ہے ان کو اس روح عمل کی خبر ہے شیطانی عمل کر رہے ہیں اس لئے اس حال میں کفر وشرک کا حکم نہ ہوگا۔ ہاں یہ کہا جائے گا کہ پہلا طریقہ ہے اس سے بچنا لازم ہے خصوصاً جبکہ اس روز غسل صحت ثابت نہیں۔ کوئی عبادت منصوص کی تحت معصیت ہے بلکہ یہ تو موافقت کی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا ہے۔

نرمی سے کام لینا نے دار مرشدوں کو چاہئے کہ اصل حقیقت ان کے ذہن میں لائیں اور اس دن کا مشغلہ کا اسلام کسی دوسری تاریخ میں پیدا کر دے۔ مثلاً رمضان، عید، بقر عید کے موقع پر صدقہ کرے جس سے ان کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ یہ عمل کسی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ بہرحال کام کرنے والے کی عقل سے عقدہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۰)

صفر کے آخری بدھ میں عمدہ کھانا پکانا

سوال ..... ماہ صفر کے آخری بدھ کو بہتر یعنی کھانا پکانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض سے شفا ہوئی تھی۔ اس خوشی میں کھانا پکانا چاہئے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب یہ غلط اور من گھڑت قصہ ہے اس لئے یہ ناجائز اور گناہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۰)

صفر المظفر میں چوری کی رسم کی شرعی حیثیت

سوال ..... عوام میں مشہور ہے کہ صفر کے مہینے میں آسمان سے بلائیں نازل ہوتی ہیں اور اس ماہ کے آخری بدھ کو گھر وغیرہ صاف کر کے مٹھائی اور چوری وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے کیا چوری کی یہ رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اس ماہ مبارک میں آسمان سے کوئی بلا نازل نہیں ہوتی اور یہ مٹھائی و چوری وغیرہ کی تقسیم کا اہتمام والتزام کرنا بدعت ہے۔

عن جابر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا عدوى ولا صفر ولا غول اخرجه مسلم (عقائد بالسنة

للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۶۲) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۶)

کفن سے بچا کر امام کیلئے مصلیٰ بنانے کی رسم

سوال: جنازہ پڑھانے والے امام کے لیے مصلیٰ جو کفن سے بچا کر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کفن سے کپڑا بچا کر امام کے لئے مصلیٰ بنانا بدعت، رسم اور ناجائز ہے۔ یہ کفن کے مصارف میں داخل نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۷)

انتقال کے بعد کھانا مسجد میں دینا

سوال: ... اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو یہ رسم ہے کہ اس کی خوراک کا کھانا مسجد میں پہنچاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: ... مرنے کے بعد اس کی خوراک کا سوال ختم ہو گیا۔ جو کچھ اس نے چھوڑا ہے ترکہ ہے۔ جو کہ وارثوں کا حق ہے۔ وارث مرضی حسب توفیق جو کچھ مشروع طریقے پر ثواب پہنچانا چاہیں وہ مستحب اور نافع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۰۱) "نابالغ کے حق کو استعمال نہ کیا جائے" م۔ع

کھانا کھلانے سے پہلے ثواب پہنچانا

سوال: ... مردوں کے لئے جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو قرآن پڑھ کر ثواب بخش دیتے ہیں۔ دوسرے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر اس کا ثواب بخشتے ہیں۔ پہلی صورت تو بہت صاف ہے مگر کھانا کھلا کر جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کا طریقہ عموماً یہ ہے کہ ایک شخص کھانا لے کر بیٹھتا ہے اور کچھ آیات قرآنی پڑھ کر ان آیات اور کھانے کا ثواب مردے کو بخش دیتا ہے اس کے بعد وہ کھانا کسی کو دے دیا جاتا ہے تو وہ کھانا غریبوں کو دینے اور کھلانے سے قبل کون سا ثواب کو لوگ مردوں کو بخشتے ہیں؟ یہ صورت بدعت ہے یا جائز؟

جواب: یہ رسم محض نادانوں کی ہے۔ کھلانے سے پہلے کھانے کا ثواب پہنچانے کے کوئی معنی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۲۱ ج ۵) "نیت ایصال ثواب کو بعد اکل طعام کو بخشنے سے تعبیر کرتے ہیں تب بھی یہ رسم قابل ترک ہے" م۔ع

میت کے لئے قرآن بخشنے کی رسم

سوال: نماز جنازہ کے بعد ملا قرآن اٹھا کر مروج طریقے سے جو دعا نکلی وغیرہ پڑھتا

ہے جسے ختم کے طور میں قرآن بخشنا کہتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟

جواب ۔ یہ مروجہ طریقہ ناجائز اور بدعت ہے۔ قرآن، حدیث اور فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی وجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و ایضاً قال لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

جو فعل حضور ﷺ نے نہیں کیا ہم اسے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ نے دین کو پوری طرح مکمل نہیں کیا۔ ہم دین کے مسائل کو حضورؐ سے زیادہ سمجھ رہے ہیں اور معاذ اللہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم بھی غلط ہے۔ غرض یہ کہ اپنی طرف سے دین میں زیادتی کرنا سخت گناہ ہے۔ قال النبی علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ جیسے رکعات فرائض میں اپنی طرف سے زیادتی حرام ہے علاوہ اس اعتقاد کی قبیح رسم سے لوگوں کی جماعت معاصی پر پڑتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص [illegible])

طعام میت سے متعلق بعض عبارات کا جواب

سوال۔ میت کے گھر تین دن تک کھانا وغیرہ کھانے کے ممنوع ہونے پر فقہاء نے حضرت جریرؓ کی روایت کنا نعد الاجتماع عند اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة اور دوسری روایت لا عقر فی الاسلام پیش کی ہے کہ لانه شرع فی السرور لا فی الشرور جو کہ بالکل جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے اس سے منع فرما دیا۔ مجھے یہ اشکال ہے کہ صاحب ہدایہ نے اس طعام کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ اس کی عبارت کو اس میں بحث کرتے ہوئے ناقل حاصل کلام وغیرہ پیش کی ہیں۔

ان دلائل کی موجودگی کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا چاہے فقراء کے لئے ہو یا غیر فقراء کے لئے جائز نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے اسی کو پسند کیا ہے لیکن صاحب بزازیہ نے کتاب الاستحسان میں لکھا ہے۔ وان اتخذ للفقراء کان حسناً اسی طرح قاضی خان کا بھی ایک قول ہے۔ صاحب بہجت نے قاضی خان کے اس قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ فقراء کو ان کے گھر بھجوا دیں۔ اس تاویل کی یہ ضرورت حائل ہے کہ یہ قول روایات بالا کے مخالف ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ بزازیہ اور قاضی خان نے کس بنا پر فقراء کے لئے جواز کا قول نقل کیا ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہے؟ نیز اس دور کے مفتی صاحبان عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر فقراء کے لئے کھانا کا انتظام کیا تو موجب اجر ہے۔ یہ بات کس بنا پر ہے اور کہاں تک صحیح ہے؟ حالانکہ اگر فقراء کے لئے جواز کا فتویٰ دیا تو عام عوام کی صورت میں عمل

جواب: قلنا یا رسول اللہ کیف الصلاۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید (متفق علیہ) الا ان مسلما لم یذکر علی ابراھیم فی الموضعین

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سلام علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ معلوم تھا۔ یعنی التحیات تشہد میں مگر درود کا طریقہ معلوم نہیں تھا۔ سو انہوں نے دریافت کیا اور قول سے بیان کیا گیا ہے یہ مقام ہے تعلیم کا بھی جس طرح تعلیم دی گیا اس میں اور مروجہ سلام پڑھنے میں کوئی تعلق نہیں اگر یہی مروج طریقہ سلام وصلوٰۃ کا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تعلیم دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ مروجہ طریقہ من گھڑت ہے اور من گھڑت چیزوں کو دین کا کام اور ثواب کی امید رکھنا بدعت ہے اس مروجہ طریقے کا ثبوت نہ تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ تابعین اور نہ بزرگان سلف صالحین سے پایا جاتا ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا — توان یافت جز در پے مصطفیٰ

مسجد میں جمع ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بدعتی قرار دیا ہے۔

وعن ابن مسعودؓ سمع قوماً اجتمعوا فی المسجد یھللون و یصلون علی النبیؐ جھراً فراح الیھم فقال ما عھدنا ذالک فی عھدہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اراکم الا مبتدعین (البحر الرائق) (احسن الفتاوی ج ۱ ص ۳۶۲)

بریلوی فتنہ کا علاج

سوال: بریلویوں کی طرف سے اشتہار شائع ہوتا ہے جس سے عوام میں بے چینی ہو جاتی ہے اس کی علاج کے لئے مناسب صورت حال سے مطلع فرمائیں؟

جواب: اس فرقے کی تردید میں "حسام علمائے دیوبند" بہترین رسالہ ہے جو کہ اصل عربی میں تھا اس کو اردو میں شائع کیا گیا ہے۔ جس پر ہندوستان اور عرب کے علماء کے دستخط ہیں اس کتاب کو چھپوا کر شائع کر دیں۔ حضرت "الشہاب الثاقب" میں بھی پوری تفصیل ہے۔

عوام کو سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسجد میں کوئی کتاب سنانے کا انتظام کیا جائے ان کے بچوں کو علم دین پڑھوایا جائے تبلیغی جماعت میں منسلک کرا دیا جائے۔ صحیح سنت بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرا دیا جائے۔ اہل باطل سے حق کے مقابلہ کرانے ہوں گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۰۰)

تبرک یا بدعت

سوال: رجب کے مہینے میں جمعہ کے دن لوگ کونڈے میں روٹی پکاتے ہیں۔ کتابیں پارہ سورہ ملک پڑھواتے ہیں اس کو تبرک کہتے ہیں سب جانتے ہیں کہ یہ سنت نہیں صاحب حضرت جعفر صادق سے ثابت ہے یا بدعت کی ہے۔ مگر بھی پڑھنے والے اس روٹی کو حاصل کرنے کے لئے سبقت کرتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب خانہ سورہ ملک پڑھ دیتا ہے اور سب پر تقسیم کر دیتا ہے اس کو بھی تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب: ایصال ثواب کی یہ صورت من گھڑت اور بدعت ہے اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ قرآن کریم یا اس کی کوئی سورت پڑھ کر اجرت لینا جائز نہیں۔ پڑھنے والے کے حق میں ممانعت کی ایک مستقل وجہ موجود ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۲۹)

متفرقات

ماہ ذیقعدہ کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

سوال: ماہ ذی قعدہ کو "خالی ماہ" کہا جاتا ہے اور اس کو منحوس جان کر شادی نکاح نہیں کرتے اس کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: اس کو منحوس سمجھنا اور شادی نکاح نہ کرنا جاہلانہ عقیدہ اور شرعاً غلط خیال ہے۔ ماہ ذیقعدہ بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو اشہر حرم میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذیقعدہ میں کئے بجز اس عمرہ کے جو حج کے ساتھ کیا تھا وہ بھی ذیقعدہ میں احرام باندھا تھا یہ مہینہ اشہر حج کا ایک ماہ ہے مبارک مہینہ منحوس کیسے ہو سکتا ہے جاہلانہ عقیدہ ہے اس سے توبہ و استغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۸۲)

نیاز کا کھانا خود کھانا

سوال: اگر کوئی نبی یا کسی ولی کو کھانا یا شیرینی نیاز کرے تو اسے خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص کھانے کا ثواب کسی نبی یا کسی ولی کی روح طیبہ کو پہنچائے تو وہ کھانا خود اسے نہیں کھانا چاہیے بلکہ غریبوں کو کھلانا چاہیے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۳۰)

"اور عقیدہ کی خرابی سے بچنا چاہئے" م ع

التزام مالا یلزم کی ممانعت کی دلیل

سوال: امور دینیہ کے التزام مالا یلزم کے ممنوع ہونے کی عبارت جناب سے التماس کیا

قولہ دوسری روایت ہے وہ روایت کہاں ہے؟

قولہ غیر مستحب کو واجب احسن ہے الخ قول کہاں ہیں میں غیر مستحب کی تخصیص ہے مگر اس قید وجہ مجھ سے تو کیا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اگر معنی معلوم نہیں تو غیر مستحب کو واجب کہنے کے معنی معلوم ہونے کی علت صرف تعبیر مشروع تھی اور وہ مشترک ہے ہر حکم میں قباحت کیوں ہے؟ اور اگر معنی معلوم ہے تو مطلب حاصل ہے۔

قولہ ناس التزام کا منع ہے اقول التزام بمعنی دوام و اصرار دونوں کا حکم مع دلیل مذکور ہو چکا۔
(امداد الفتاوی ج ۵ ص ۳۱۵)

ختم قرآن وختم بخاری پر اجرت میں فرق

سوال: المنہج الوہاج (ص ۳۳۵) میں ہے فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لاجل الاکل یکرہ (بزازیہ)

سوال یہ ہے کہ کراہت جو یہاں ہے وہ تحریمی ہے؟ اور بزازیہ کی رائے کلی ہے یا جزئی؟ کیونکہ قرآن اور بخاری کا ختم کل اہل اللہ تعالیٰ جب اجرت پر جائز ہے تو ضیافت مکروہ کیوں؟ نیز وہ ضیافت جس میں ختم کرنے والے اصدقاء اقارب اور چند دیگر ہوں اور ان پر تکلف ہو تو وہ مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب: ختم بخاری شریف بطور رقیہ اور علاج کے لئے ہے جس پر اجرت لینا درست ہے اور ختم قرآن ایصال ثواب کے لئے ہے اور جب اجرت مقصود ہو تو تلاوت محض پر ثواب نہیں ملتا۔ یہ فارق ہے تفصیل شامی کتاب الاجارۃ نیز شرح عقود رسم المفتی میں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱ ص ۲۰۷)

مصیبت کے وقت ختم بخاری شریف

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: قرون ثلاثہ میں بخاری شریف تصنیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۹۲)

آسیب وغیرہ کو حاضرات کرنے کا حکم

سوال: ایک شخص ذریعہ حاضرات بھوت جن وغیرہ دور کرتا ہے یا ایسا ہو کہ ایک چراغ گھی کا جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغوں کے سامنے قریب ہی دو ناخن رکھ کر اس پر گھی ملا جاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچے کو پاس بٹھا کر ان چراغوں کی لو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اس

بغرض رقیہ اجتماعی ختم قرآن کرنا

سوال ... پچھلے دنوں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اس سے بچاؤ بھارت کی شکست اور پاکستان کی فتح و نصرت کے لئے لوگوں نے اجتماعی طور پر قرآن پاک پڑھا کئی مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھی اور سورہ ملک کو درجنوں مرتبہ کیا۔ بچوں نے سپارے پڑھے پر ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ اجتماعی طور پر پڑھنا بدعت ہے اور تعداد کی تعیین بھی غلط ہے لہٰذا ان سب کو ختم کرنا چاہئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب ... اس طرز عمل سے چونکہ رقیہ و علاج مقصود ہے کوئی ثواب و عبادت نہیں لہٰذا اس میں عدد تعیین بھی مضر نہیں۔ اصل ممنوع تو عبادات میں عدد کی تعیین پر اصرار ہے۔ (احسن الفتاوی ج۱ ص ۳۰۶)

دفع مشکلات کے لئے پرندوں کو دانا ڈالنا

سوال ... ایک صاحب بغرض ثواب یا اپنی مشکلات کے دفع ہونے یا اپنے کسی عزیز کی بیماری کے لئے پرندوں (چڑیوں) کو دانہ چگنے کے لئے ڈالتے ہیں بعض حضرات اسے بدعت بتاتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب ... چڑیوں کو دانا ڈالنا اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات کو دور فرمائے گا ٹھیک مگر ضرورت مند انسانوں پر صدقہ کرنے کے بعد وہ بھی مستحق ہیں ایک حدیث میں ہے کہ کسی نے کتے کو پانی پلا دیا تھا تو اس کی بخشش ہو گئی تھی۔ (فتاوی محمودیہ ج۱۲ ص ۹۸)

بسم اللہ خوانی کی تقریب کا حکم

سوال ... یہاں پر بسم اللہ خوانی کا رواج ہو گیا ہے یا نہیں؟ کیا اس کا شمار بدعت میں ہوگا؟ جبکہ اس کو ضروری نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک رواج اور موقع خوشی ہے کہ بچے کی تعلیم کا آغاز ہو رہا ہے تو ایسے موقع پر دعوت وغیرہ کی جاتی ہے کیا ایسی دعوت قبول کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب ... کسی بزرگ اور صالح شخص سے بسم اللہ کرا دی جائے اور کچھ فقراء و احباب کو کھلا پلا دیا جائے تاکہ بچے کی تعلیم میں برکت ہو تو درست ہے مگر تکلفات نہ ہوں یا فخر وغیرہ سے بچنا لازم ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج۱۷ ص ۳۶۱)

بسم اللہ خوانی کے لئے معین عمر کا التزام

سوال ... بعض لوگ بچے کی عمر کی تعیین کر کے بسم اللہ خوانی کراتے ہیں۔ (مثلاً چار سال

چار سیپارے چو روں) یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کا التزام غلط ہے اس طرح سے پہلے بھی ختم القرآن درست ہے اگر کچھ ہو تو بہتر ہو تو اس طرح کے التزام میں اس تاریخ کو ختم نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱ ص۲۹۰)

سورج گرہن کے وقت حاملہ کا کسی چیز کو کاٹنا

سوال: سورج یا چاند گرہن کے وقت حاملہ عورتیں کسی چیز کو چھری سے کاٹ سکتی ہیں یا نہیں؟ لوگوں کا کہنا ہے کہ بچہ کا کوئی عضو کٹ جاتا ہے؟

جواب: لوگوں کا کہنا غلط ہے بوقت ضرورت حاملہ عورتیں چھری سے کسی چیز کو کاٹ سکتی ہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج۱ ص۱۶۱) "شرعاً منع، وہ گناہ نہیں" م۔ سا

مروجہ شبینے قابل ترک ہیں

سوال: اگر شبینہ شرائط کی پابندی کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ نماز با جماعت اور تلاوت قرآن مجید اور یہ اجتماع جائز ہوگا یا نہیں؟ مروجہ شبینوں میں کئی خرافات ہوتی ہیں اور اگر عوام یہ کوشش کریں تو ہوسکتا ہے کہ وہ شرائط کے پابند ہو جائیں وہ شرائط یہ ہیں۔

قرآن کریم شبینہ میں تراویح میں سنا جائے، سامع کا انتظام کیا جائے قرآن کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے نمازی مسجد میں نہ سوئیں۔

جواب: شرائط مذکورہ کے ساتھ ان شرائط کا بھی اہتمام کیا جاوے ۱۔ ترتیل کو ترک نہ کیا جائے ۲۔ نمود و ریا مقصود نہ ہو ۳۔ ضرورت سے زیادہ روشنی نہ کریں اگر ان شرطوں کی رعایت کی جائے تو نفس مسئلہ کی رو سے تو انشاء کی اجازت ہے گو ایک شرط پھر بھی رہ جاتی ہے کہ "امام کو تخفیف صلوٰۃ کا حکم ہے" تاہم اگر سامعین خود اس کے شائق ہوں تو اس کی گنجائش ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی نہیں ہوتی لہٰذا ترک ہی اولیٰ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص۵۲۹)

حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا اصرار کرنا

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ مکبر کے "حی علی الصلوٰۃ" کہنے پر تمام مقتدی کھڑے ہوں اور اس سے پہلے بیٹھے رہیں یہ مسئلہ کتابوں میں موجود ہے مگر بعض علماء اور مروجہ تیں اس سے پہلے کھڑا ہونا بدعت ہے۔

چراغ جلانے کے وقت دعا کرنا

سوال: چراغ روشن ہونے کے وقت مذکورہ دعا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اللہ ربنا و محمد نبینا والاسلام دیننا والکعبۃ قبلتنا والقرآن امامنا والمومنون اخوتنا

جواب: یہ مخصوص دعا چراغ کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری اور روز و شب کی دعائیں حصن حصین اور دوسری کتابوں میں مدون ہیں۔ البتہ اس دعا کا کوئی لفظ غیر ثابت بھی نہیں کہ پڑھنے میں کوئی ضرر ہو۔ ورنہ یہ چراغ کے وقت متعین کرنے میں کوئی خاص فائدہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۳) "مرام احقر کی تحقیق ہے" م ع

ام یزید کی عیسائیوں کی طرف نسبت غلط ہے

سوال: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل کے بارے میں بعض مستشرقین نے لکھا ہے کہ آپ عیسائی مذہب سے تھیں یہ بات کہاں سے پیدا ہوئی۔
اسی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دیدی تھی کیا یہ کسی قسم کی بات صحیح ہے؟

جواب: حضرت میسون کو عیسائی قبیلہ سے قرار دینا تحریف اور بدگمانی کی سازش ہے آپ ہرگز عیسائی قبیلہ سے نہ تھیں بلکہ آپ عرب کے مشہور قبیلہ بنو کلب کے سردار بحدل بن انیف بن جناب کی صاحبزادی تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و جمال عقل و دانش و اعلیٰ درجہ کی ذہانت عطا کی تھی۔ یزید آپ ہی کے بطن سے پیدا ہوا اور حضرت معاویہ نے آپ کو طلاق کسی اور رنجش کی وجہ سے دی تھی۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص ۵۲۷)

تیجہ کے جواز پر پیش کیے جانے والی روایت

سوال: کیا کسی قول حدیث سے ہے کہ آپ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے وفات کے تیسرے دن کھجور منگوایا اور دعا پڑھ کر تقسیم فرمایا؟ اس حدیث سے تیسرے دن قل خوانی کا ثبوت نکل جاتا ہے

جواب: یہ روایت جعلی اور من گھڑت ہے کسی صحیح حدیث سے قل خوانی وغیرہ جیسی رسومات ثابت نہیں۔ یہ سب بدعات ہیں جن کا ترک ضروری ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص ۵۵۶)

جواز نذر و نیاز کے ایک فتویٰ پر تبصرہ

سوال: ایک مولوی صاحب نے اثنائے تقریر میں فرمایا کہ نذر و نیاز صحت متعلق اس چادر کے الفاظ

سکتا کیونکہ ایک ہی ہیں۔ یعنی عبادت اگر اس لفظ کو اللہ کے غیر کے لئے بولا گیا یعنی جس طرح سلام کہتے ہیں یا حضرت پاک کہنا یہ نذر و نیاز غوث پاک کے لئے تو یہ شرک ہے حرام ہے کیا یہ فرمان صحیح ہے؟

جواب: مولوی صاحب کا مطلقاً یہ کہنا درست نہیں بلکہ اولیاء کی نذر میں تفصیل ہے نذر لغوی یعنی ہدیہ و نذرانہ ہو یا ایصال ہو تو بزرگ کے لئے بطور ایصال ثواب کوئی چادر وغیرہ نذر کردی ہو اور نذر اللہ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعث خیر و برکت ہے۔ واضح رہے کہ نذر لغیر اللہ کا مدار نذر کی نیت پر ہے اگر نذر دینے والا عبادت کے طور پر اللہ کے علاوہ کسی اور سے تقرب کا ارادہ رکھتا ہے یا تصرف کرنے والا اللہ کے علاوہ کسی اور کو مانتا ہے تو یہ کفر و شرک ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ اور بزرگان دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر اولیاء کے لئے جائز ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ ص [illegible])

بسنت کا تہوار منانا جائز نہیں

سوال: جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ! ملک عزیز پاکستان کے اکثر شہروں اور دیہاتوں خصوصاً لاہور میں موسم بہار کی آمد کے موقع پر ایک موسمی تہوار بسنت کے نام سے بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں اور اب تو سرکاری سطح پر اس تہوار کو منانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کے تہوار منانا شریعت مقدسہ کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خوشی کا کوئی بھی تہوار جس میں کسی غیر شرعی قباحت کا ارتکاب نہ ہو اور نہ وہ کسی غیر اسلامی مذہب کا جزو ہو تو صرف اظہار مسرت کی حد تک منانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں خود اسلام میں عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کو تہوار کے طور پر منانے کا حکم موجود ہے مگر جس تہوار کا کسی غیر اسلامی مذہب سے تعلق ہو مسلمانوں کو ان تہواروں سے من تشبہ بقوم فہو منہم (الحدیث) کی بناء پر منع کیا گیا ہے۔ بسنت کا تہوار منانے میں دیگر محرمات کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یہ علت بھی موجود ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے۔

مشہور محقق اور مسلم سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "کتاب الہند" میں بسنت کے بارے میں لکھا ہے کہ "اسی مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کیا کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں اور دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں۔" (کتاب الہند باب نمبر ۷۶ ص ۲۹۷)

قرب و جوار کے لوگوں کا ایک مجمع ہوتا ہے جس میں ظاہر تو یہی کیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایصال ثواب کے لئے ہو رہا ہے مگر حقیقت اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہ سب کچھ لوگوں کی ملامت سے بچنے کے لئے یا ریاء و شہرت کے لئے اور لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے اور اس پروگرام کو صرف نقل خوانی کہا جاتا ہے اس موقع پر صاحب وسعت لوگ شادی کی طرح خرچ کرتے ہیں تین تین چار قسم کے کھانے بناتے ہیں اور بڑے بڑے مخصوص اور امیروں کو دعوت دی جاتی ہے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبروں اور وزیروں اور افسروں کو دعوت دی جاتی ہے اور کچھ عرصہ سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کے لئے [illegible] کھانا بھیج کر لوگوں کے پاس بھیجتے ہیں۔ کئی جگہ یہ بھی مشاہدہ ہوا ہے کہ [illegible] کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر کھانا کھلانے کے بعد چندہ بھی وصول کیا جاتا ہے اور اس کام میں ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اور نام ایصال ثواب کا دیا جاتا ہے حالانکہ اس پروگرام سے میت بیچارے کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ ظاہر ہے جو کام ریاء و شہرت کے لئے کیا جائے اور لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے کیا جائے اس میں ثواب کہاں ملتا ہے اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ امراء و وزراء وغیرہ جن میں بہت سے لاکھ پتی بھی ہوتے ہیں ان کے کھلانے میں کوئی ثواب نہیں۔ ہمارے ایک بزرگ بہت سچی بات فرمایا کرتے تھے کہ آج کل میت کے ساتھ یہ مذاق کیا جاتا ہے کہ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے ہزاروں روپے ایصال ثواب کے لئے خرچ کئے ہیں حالانکہ میت بیچارے کو ایک پیسہ کا بھی ثواب نہیں ملتا۔ لوگوں کو یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ خوشی اور سوگ کے موقع پر ایک جیسا عمل کرتے ہیں حالانکہ شریعت شریف کے ماہرین فرماتے ہیں ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعة مستقبحة (فتاوی شامی ص ۲۴۲) پھر بسا اوقات یہ سارا خرچ میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے حالانکہ میت کے وارث کچھ نابالغ بچے ہوتے ہیں جن کی اجازت نابالغی کی حالت میں معتبر ہی نہیں ہے اور بعض وارث غائب ہوتے ہیں جو اس طرح کے پروگرام پر بالکل راضی نہیں ہوتے۔ بعض لوگ اہتمام کرنے کے لئے کچھ حافظوں کو بٹھاتے ہیں اور وہ کچھ قرآن پاک پڑھ لیتے ہیں اور پھر ان کو کھانا کھلاتے یا نقد دیتے ہیں اگر ان کو یقین ہو کہ ہم کو رقم ملے گی یا کھانا ملے گا تو وہ کبھی نہیں پڑھیں گے۔ ماہرین شریعت کا یہ فیصلہ ہے کہ ایصال ثواب کے لئے رقم دے کر قرآن پاک پڑھوانا اور پڑھنے والے دونوں گناہگار ہیں۔ فتاوی شامی میں ہے فالآخذ والمعطی آثمان۔

بجائے ہاتھ اٹھائے یا فاتحہ کا لفظ کہہ دیا اور تھوڑی دیر بیٹھ کر رخصت ہو گئے اس سے تعزیت نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں تعزیت کا بڑا ثواب وارد ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من عزی ثکلی کسی بردا یوم القیامۃ۔ یعنی جس نے کسی غمزدہ کو صبر دلایا حق تعالیٰ قیامت میں اس کو چادر پہنائیں گے لیکن آج کل لوگ تعزیت کا طریقہ نہ جاننے کی وجہ سے اس ثواب سے محروم ہیں۔ تعزیت کا لفظی معنی ہے صبر دلانا جس کی تعزیت کرنی ہو اس کو ایسے کلمات کہنے چاہئیں جس سے اس کو تسلی ہو مثلاً یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھائے۔ اور اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اس کے درجات بلند فرمائے اور آئندہ تمہیں مصائب سے محفوظ رکھے اور اس مصیبت پر تمہیں بہترین اجر عطا فرمائے اس کے علاوہ اور کلمات بھی کہہ سکتا ہے جن میں صبر کی تلقین ہو۔ حضرات فقہاء نے تعزیت کا یہی طریقہ لکھا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی ص ۸۴۳ پر ہے۔ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے۔ دوسرے اوقات میں خصوصاً نمازوں کے بعد میت کے لئے دعا کرتا ہے۔

حکایت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بہت لوگ میری تعزیت کرنے کے لئے آئے لیکن جس طرح ایک دیہاتی شخص نے مجھے تسلی دی اور میری ڈھارس بندھائی ایسا کوئی اور نہ کر سکا اس نے رباعی پڑھی اور وہ یہ تھی:

اصبر نکن بک صابرین فانما صبر الرعیۃ بعد صبر الراس

خیر من العباس اجرک بعدہ واللہ خیر منک للعباس

ترجمہ: آپ صبر کریں ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ سردار کے صبر کرنے سے رعیت بھی صبر کرتی ہے حضرت عباس کے بعد جو آپ کو (صبر کی وجہ سے) ثواب ملے وہ تمہارے لئے حضرت عباسؓ سے بہتر ہے اور حضرت عباس کو اللہ تعالیٰ مل گئے جو تم سے بہتر ہیں۔ یعنی تیرا نقصان ہوا نہ ان کا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

("اصلاحی خطبات و مقالات" حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ)

غم کے موقع پر اہل میت سے کھانا کھانا مکروہ ہے

سوال: کیا غم کے موقع پر کھانے کی دعوت کرنا شرعاً جائز ہے؟
۲۔ کیا اس دعوت سے میت کو کوئی فائدہ ہوگا؟
۳۔ ایسی دعوت کرنے والے اور شرکت کرنے والے کیا عاصی ہوں گے؟
۴۔ کھانے کی دعوت شرعاً کس کس موقع پر جائز ہے؟

جواب: ایسے موقع پر شریعت نے کھانے کا اہتمام کرنے سے منع کیا ہے بلکہ رشتہ داروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اہل میت کے کھانے کا انتظام کریں۔ کیونکہ میت کے پسماندگان بعض اوقات یتیم بچے بھی ہوتے ہیں اس طرح کی دعوتوں میں ان کا بھی مال کھایا جاتا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔
۲۔ جب اس کا مقصد رسم پوری کرنا ہے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟
۳۔ ناجائز کام کرنے والے معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں۔
۴۔ مختلف مواقع ہیں شادی، عقیقہ، ولیمہ وغیرہ۔ (خیر الفتاوی ج۲ ص ۷۵)

اقارب میت کے یہاں اجتماعی دعا کرنا

سوال: تعزیت کا مسنون ہونا کتب فقہ میں موجود ہے کہ بوقت تعزیت میت اور اس کے اقارب کے لئے دعا کی جائے اور ان کو صبر دلایا جائے۔ یہی تعزیت کی حقیقت ہے۔ شامی میں موجود ہے کہ ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے کیا ان مقدمات کو ملانے سے مروجہ فاتحہ یعنی اقارب میت کے یہاں جا کر اور رفع یدین کر کے دعا کا جواز نکل سکتا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں یہ اجتماعی دعا مع رفع یدین اور اس کا التزام جب تک خصوصی طور سے ثابت نہ ہو عمومی دعا و آداب کے فضائل اس کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میت کا ہونا اور اس کی تعزیت کرنا کوئی جدید حادثہ نہیں۔ جو قرون مشہود لہا بالخیر میں پیش نہ آیا ہو اور جس کے لئے عمومات سے استدلال کیا جائے بلکہ ہزارہا واقعات تعزیت کے سلف سے منقول ہیں مگر یہ طریقہ کہیں ایک جگہ بھی منقول نہیں اس لئے اس کو ایک رسم کی طرح پابندی سے ادا کرنا بلاشبہ بدعت کی حد میں داخل کرتا ہے۔ حضرت امام مالک کا ارشاد ہر جگہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

مالم یکن یومئذ دینا لم یکن الیوم دینا

ترجمہ: جو چیز اس دن دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔

قبروں پر آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا

سوال: قرآنی آیات لکھی ہوئی چادریں قبروں پر ڈالنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: یہ کتاب اللہ کی توہین ہے قبر پر ایسی چادر ڈالنا ہرگز جائز نہیں۔ خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۰۵

ایصالِ ثواب کیلئے پارے وصول کرنا

سوال: جو لڑکے یا لڑکیاں مدرسہ میں پڑھتے ہیں ان سے پارے مانگ کر مردوں کو بخشا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگرچہ مانگے ہوئے پارہ کا ثواب پڑھنے والے کے مردہ کو بخشنے سے اس کو پہنچ جاتا ہے لیکن عموماً لوگوں سے پارہ وغیرہ مانگ کر مردوں کو بخشنے کا رواج حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانے میں منقول نہیں ہے۔ یہ رواج بدعت ہے۔ کسی امر غیر ضروری کو ضروری سمجھنا اس کا التزام کرنا قابل ترک ہے۔ یہ مسلم قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی ایسے امر کے مستحب ہونے کا اعتقاد رکھے جو مستحب نہ ہو یا اس کے ساتھ واجب جیسا معاملہ کرے تو یہ شیطان کا حصہ ہے۔ (کذا فی احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۸۶)۔

وفات کے بعد کے اعمال

سوال: وفات کے بعد کون سے اعمال کئے جائیں اور کن اعمال سے بچا جائے؟

جواب: شامی ج ۱ ص ۸۰۱ میں ہے کہ

۱۔ میت کے کفن دفن میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

۲۔ میت کو پردہ میں غسل دینا مستحب ہے اور غسل دینے والے اور مدد کرنے والے کے سوا کوئی نہ دیکھے۔

۳۔ اگر میت کے غسل کے وقت کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کا ذکر کرنا جائز نہیں۔

۴۔ اس کو غسل دینے کے بعد وطن تک لے جا کر دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۔ اس کی موت کی خبر بتانا کہ اس کے لئے دعا میں لوگ جمع ہوں حرج نہیں ہے

۶۔ کوئی شعر وغیرہ اس قسم کا پڑھنا جس میں اس کی مدح ہو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ "اس میں مبالغہ نہ ہو خصوصاً اس کا جنازہ اٹھانے کے وقت کوئی شعر وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے اور بطور رسم کے شعر پڑھنے والے کو جنازہ کے آگے مقرر کیا جائے کیونکہ اس میں ریا و شہرت ہے جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے اور اس صورت میں اس کا آگے چلنا لازم آئے گا"

۷۔ اس میت کے اہل و عیال وغیرہ کو دو وقت کا کھانا دینا مستحب ہے۔

۸۔ میت کے ساتھ والے ہمسایوں اور میت کے قریبی رشتہ داروں کو مستحب ہے کہ اہل میت کے لئے صبح اور شام کا کھانا دیں۔

۹۔ اہل میت کے لئے تین دن اپنے گھر کسی مکان یا مسجد میں بیٹھنا تاکہ لوگ تعزیت کریں اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ خلاف اولیٰ ضرور ہے یہ سب امور شریعت نبوی میں ثابت ہیں۔

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۹۳)

مسئلہ ایصال ثواب

علاوہ ان امور کے جو اوپر مذکور ہیں اہل سنت والجماعت کے نزدیک میت کو اعمال صالحہ کے ذریعہ ثواب بھی پہنچایا جا سکتا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری چیز جس کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہوتی ادائے حقوق واجب ہے ثواب کا پہنچنا تو بعد میں مفید ہوتا ہے۔ اولین فریضہ اہل میت پر ہوتا ہے کہ اگر میت پر کسی کا حق آتا ہو تو اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کریں حضور اقدس ﷺ اس شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھاتے تھے جس پر قرض ہوتا اور اس کا مال اس کی ادائیگی کو کافی نہ ہو سکتا ہو۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۹۵)

ایصال ثواب اور تخصیص ایام کے بارے میں چند سوالات

سوال ... جناب مفتی صاحب ایصال ثواب کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں عنایت فرما کر مہربانی ہوگی۔

(۱) میت اور نذر کے لئے قرآن شریف ختم کرنے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس میں کھانے وغیرہ کا دینا ضروری سمجھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) صدقہ اور نذر پر ختم قرآن شریف کر کے لوگوں کو کھلانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز بعض علماء نے قرآن پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے جو اس کو اجارت کے مسئلہ پر محمول کرتے ہیں اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) بارہ وفات (۱۲ ربیع الاول) کے دن اکثر لوگ ایک جگہ جمع ہو کر تبلیغ وغیرہ کرتے ہیں اور اکثر لوگ ان دنوں میں صدقہ وخیرات کو ضروری اور باعث اجر سمجھ کر حاصل کر بارہویں تاریخ کو اعلان دیتے ہیں اور جہاں تبلیغ وغیرہ ہوتی ہے وہاں بچے بڑے علماء اور خاص وعام غنی اور فقیر سب موجود ہوتے ہیں ان میں صدقہ وخیرات کی اشیاء برابر تقسیم کر دیتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ان افعال کی کیا حیثیت ہے؟

لیس فیه نص ولکن فیه قیاس

اسی طرح علامہ عبدالحی لکھنوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: "ان عمل المولد بدعة غير مرغوب به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة"

یہ مختصر طور پر مروجہ میلاد کی حقیقت ہے جو آپ پر ظاہر کر دی گئی۔

(۳) آخری چہار شنبہ (ماہ صفر) کی چوری اور خیرات کرنے کا جو لوگ خاص خیال رکھتے ہیں اس کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں "صفر کے آخری چہار شنبہ کو اکثر عوام خوشی و سرور اور اہتمام اطعام کرتے ہیں شرعاً اس باب میں کچھ ثبوت نہیں ہے جہلاء کی باتیں ہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ "امداد المفتین" میں لکھتے ہیں "یہ بات بالکل بے اصل ہے اور غلط ہے بلکہ حدیث میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی مخالفت وارد ہے۔ قال علیہ السلام لاھامة ولا صفر (الحدیث) مسلمان کا بڑا کام اور سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور اتباع کرنے میں اس کو اسی طرح علماء سے تحقیق کرنی چاہئے کہ یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ من گھڑت باتوں سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ (امداد المفتین)

یہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "فتاویٰ عزیزیہ" میں لکھا ہے کہ "اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے" فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۱۰۵)

اذان یا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں دستور ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر ساری مجلس دعا کرتی ہے اور بعد کرنے والوں کو برا کہتے ہیں، کیا شرعاً یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مطلق دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے مگر جہاں شریعت نے خاص مواقع میں خاص الفاظ کے ساتھ دعا کی تعلیم دی ہے مثلاً مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت، سونے کے وقت، سونے سے اٹھ کر، بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت، سوار ہوتے وقت، اور وقت جماع وغیرہ ان مواقع میں رفع یدین شرعاً ثابت نہیں، کھانے کے بعد اور اذان کے بعد دعا بھی اسی قسم میں داخل ہے، مذکورہ مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا

کیا بدعت ہے۔ علاوہ نہ کرنے والوں کو برا جاننا، یا واجب سمجھنا التزام ہے تو امر مستحب کا بھی ترک لازم ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۱ ص ۲۶۵)

اذان کے جواب میں کلمۂ توحید کے بعد محمد رسول اللہ کہنا

سوال: اذان کے جواب میں آخر میں لا الٰہ الا اللہ کا جواب دے کر محمد رسول اللہ بھی کہہ دے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اذان کے جواب میں لا الٰہ الا اللہ کا جواب یہی ہونا چاہیے۔ محمد رسول اللہ کا اضافہ کرنا دین میں زیادتی اور بدعت ہے۔

اگر مؤذن لا الٰہ الا اللہ کے بعد اسی طرح بلند آواز سے محمد رسول اللہ کہے تو اسے پوری اذان پر زیادتی سمجھ کر ناجائز کہے گا۔ اسی طرح اذان سننے والے کا محمد رسول اللہ کہنا اذان کے جواب پر اپنی طرف سے زیادتی کرنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۱ ص ۲۷۸)

اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا

سوال: اذان میں کلمۂ شہادت پر جو لوگ انگوٹھے چومتے ہیں وہ ثبوت میں یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ علامہ نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ مرنے کے بعد لوگوں نے اس کو گندی جگہ پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اسے اٹھا کر باعزت دفنانے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ لوگ اس کے نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا ٹھیک ہے وہ گنہگار تھا مگر وہ جب تورات کو کھولتا تھا اور میرے محبوب محمد کا نام دیکھتا تو وہ اس کا نام چومتا اور اپنی آنکھوں پر لگاتا تھا اس لئے وہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ میں نے اس کے دو سو سال کے گناہ بخش دئیے۔

جواب: علامہ شامی نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے اس مسئلہ کا استحباب ذکر کرکے جراحی سے نقل کیا ہے کہ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔ لہٰذا اس کی سنیت پر کوئی دلیل نہیں اور چونکہ عوام اس کو سنت سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والوں پر ملامت کرتے ہیں لہٰذا اس کا ترک ضروری ہو گیا۔

واقعہ مذکورہ سے متعلق جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غیر معروف ہے۔ اگر صحیح ہو تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کہیں لکھا ہوا ہو تو اسے چومنا اور آنکھوں پر لگانا

صاحب درمختار نے اس کو بدعت کہنے کے علاوہ اظہار تعجب بھی کیا ہے کہ لوگوں کو جس چیز سے منع کرتا ہے خود اسی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہ بدعت سنانے والا چونکہ اونچی جگہ چڑھ کر سناتا ہے اس لئے اس عمل کو ترقی اور اس کو اصطلاح میں مرقی کہتے ہیں۔

دوسری بدعت یہ ہے کہ درمیان خطبہ جب امام آیۃ ان اللہ وملائکتہ پڑھتا ہے تو مکبر شخص بلند آواز سے ساتھ اس کو پڑھتا ہے اور جب امام صحابہ کا نام لیتا ہے خلفاء ہوں یا دیگر ہر ایک کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے اس کو درمختار میں ترضی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے یہ دونوں چیزیں بدعت و ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ترقی میں صرف امام صاحب کے مذہب کے خلاف ہوتا ہے صاحبین کے نہیں۔ کیونکہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے صاحبین کلام کو جائز فرماتے ہیں اور ترضی اور قرأت میں باتفاق ائمہ ثلاثہ ناجائز ہے۔ درمختار و شامی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی حق ہے۔ ایک احقر کے خیال میں تو ترقی بھی باتفاق ائمہ ثلاثہ ناجائز ہونا چاہیے کیونکہ صاحبین قبل الخطبہ جس کلام کو جائز فرماتے ہیں اس کی مراد وہ کلام ہے جو فی نفسہ جائز ہے۔ اور نہ کسی بدعت پر مشتمل ہو وہ تو جمعہ اور جمعہ کے علاوہ بھی ہر وقت اور ہر جگہ جائز ہے۔ خطبہ کے وقت میں بھی وہی جائز ہوگا۔

صاحب درمختار کا مطلب بھی یہی ہے کہ صاحبین کے مذہب پر نفس کلام کی وجہ سے گناہ نہ ہوگا۔ بدعت ہونے کی وجہ سے گناہ وہ دوسری چیز ہے۔ اسی تحقیق سے ۱۲۳ کا جواب معلوم ہوگیا۔ خطبے کے لئے منبر پر چڑھتے وقت السلام علیکم وغیرہ کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کہیں منقول نہیں۔ اس لئے ترک کرنا اس کا ضروری ہے۔ (امداد المفتین ص ۳۰۴)

غیر عربی زبان میں خطبۂ جمعہ کا حکم
اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کی تحقیق

سوال… امریکہ میں بہت سے مقامات پر جمعہ سے پہلے خطبہ انگریزی زبان میں دیا جاتا ہے عام طور سے علماء دیوبند عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ جمعہ کو جائز نہیں سمجھتے مگر یہاں متعدد عرب حضرات نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہوا ہے، اور جب ان سے بات کی جاتی ہے تو بعض اوقات ان کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر حنفی مذہب میں خطبہ جمعہ غیر عربی میں دینا جائز نہیں تو بعض دوسرے مذاہب میں جائز ہے۔ لہٰذا آپ سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام اس بات کا قائل ہے کہ عربی کے سوا کسی مقامی زبان میں خطبہ دینا جائز ہے؟

الوداع کا خطبہ پڑھنا

سوال: آخر جمعہ کو ماہ رمضان میں الوداع الوداع، فضیلت رمضان اور اشعار فارسی یا عربی یا اردو کے پڑھنے میں یا رمضان کے آخری جمعہ میں اس صورت میں کہ اس کو سنت بلکہ قریب واجب جانتے ہوں کیسا ہے؟

جواب: یہ خطبہ بدعت ہے کہ مرثیہ اور اشعار قرون مشہود لہا بالخیر میں منقول نہیں۔ بالخصوص جب اس فعل کو ضروری جانا جائے۔ کہ موکد جانا کسی امر مستحب کو بھی تعدی حدود اللہ میں داخل اور بدعت ضلالہ ہے چہ جائیکہ امر محدث اور پھر غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے پس جو عمل یہ عوام جہلا خطباء کا ہے اور سنت سمجھنا اس کا بدعت ضلالہ واجب الترک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۹)

جمعۃ الوداع میں الوداع یا الفراق کے الفاظ کہنا

سوال: خطبہ آخر جمعہ رمضان میں الوداع یا الفراق پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: الوداع یا الفراق کا خطبہ پڑھنا اور کلمات حسرت کا ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان ہوں تو امید ثواب ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون ثلاثہ میں نہیں ہے البتہ آخر شعبان میں خطبہ استقبال رمضان احادیث میں وارد ہے اور شاید جس نے اس خطبہ کا ایجاد کیا اس نے خطبہ استقبال پر ہی قیاس کیا ہو۔ لیکن اہتمام اس خطبہ کا جیسا کہ اہل سنت عادت میں مروج ہے اور اس کو مثل التزام امر کے سمجھنا بدعت سے خالی نہیں اس لئے لازم ہے کہ اس کے التزام کو چھوڑ دیا جائے کہ عوام اس کے مسنون و مستحب بلکہ ضروری ہونے کے عقیدہ کو چھوڑ دیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۰۰)

سنت فجر کے بعد مسجد میں لیٹنا بدعت ہے

سوال: فجر کی سنت و فرض کے درمیان ایک شخص وہاں فرش پر لیٹ جاتا ہے ایک شخص نے منع کیا اور یہ کہا کہ اس کو حنفیہ نے منع کیا ہے اس بارے میں شرعی تحقیق کیا ہے؟

جواب: یہ لیٹنا کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر مسجد میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور وہ بھی التزام کے ساتھ نہیں۔ یہی مراد ہے اس حدیث کی جو بخاری میں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہی کرے تو حنفیہ اس کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ اول تو مسجد میں لیٹنا حضور سے ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہوتا تب بھی سنت و مستحب ہوتا۔ یہ لوگ اس کو لازم و واجب سمجھنے لگے تو ایسی حالت میں ترک ہی اولیٰ (بلکہ ضروری) ہوگا (امداد المفتین ص ۳۰۲)

نماز کے بعد بلا وجہ سجدہ سہو کرنا بدعت ہے

سوال: اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد سجدہ سہو کرے تاکہ نماز میں کچھ نقص ہو تو کیسا ہے؟

جواب: بلا وجہ شرعی ہر نماز کے بعد سجدہ سہو کرنا بدعت و گمراہی ہے۔ البتہ اگر بھول، جب نماز میں سہوا کچھ چھوٹ جائے اس وقت سجدہ سہو مشروع ہے۔ (امداد المفتیین ص ۳۰۴)

دعا کے اختتام پر کلمہ پڑھنا

سوال: ہمارے علاقے میں دستور ہے کہ دعا ختم کرنے کے بعد جب منہ پر ہاتھ پھیرتے ہیں اس وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔ کیا شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب: دعا کا آخر میں درود شریف اور آمین کے ساتھ ختم کرنا ثابت ہے، لہٰذا منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے کا دستور بدعت ہے۔ جیسے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یا سلام کے بعد کوئی شخص ہمیشہ دعا کی عادت بنا لے اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا التزام کرے تو ہر شخص دین میں زیادتی اور بدعت سمجھے گا۔ (احسن الفتاوی ج ۱ ص ۳۷۲) "اگر کوئی آسانی کی وجہ سے پڑھتا ہے جب بھی کہا جائے گا کہ کلمہ یا استغفر اللہ پڑھا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں آپ سے منقول بھی ہے" م۔ع

تین دفعہ دعا مانگنے کا التزام

سوال: اس علاقے میں دعا میں تین دفعہ ہاتھ اٹھانے کا التزام کیا جاتا ہے اور استدلال میں مسلم کتاب الجنائز کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع میں تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اس حدیث کی تفصیل بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب: بقیع والی حدیث کے متعدد جواب دیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ ایک اتفاقی واقعے سے التزام پر استدلال درست نہیں۔ زیادہ سے زیادہ جواز ثابت ہوگا۔ التزام بہرحال ناجائز ہے۔

۲۔ ممکن ہے کہ مختلف قبروں پر علیحدہ علیحدہ ہاتھ اٹھائے ہوں۔

۳۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک دفعہ دعا ختم کرنے کے بعد جدید دعا کا کوئی خاص داعیہ (مثلاً مزید رقت قلب و شان رحمت) پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح دوسری دعا ختم کرنے کے بعد تیسری دفعہ ہاتھ اٹھانا کسی خاص داعیہ کے تحت ہو۔

کے بعد میت کو اس کا ثواب پہنچ جائے کیا شرعاً اس نماز کا ثبوت ہے؟

جواب: حول قبر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ، ائمہ مجتہدین اور علمائے کرام سے منقول نہیں۔ اس کو مسنون کہنا اور شرعی حکم بتانا اپنی طرف سے شریعت میں اضافہ کرنا ہے۔ وہی عمل قابل قبول اور میت کے لئے مفید ہو سکتا ہے جو سنت کے موافق ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۸۵) "اور عنوان ہے "حول قبر" کی مناسبت سے گھڑا گیا ہے" م۔ ع

بعد نماز جنازہ میت کے گرد پھرنا

سوال: رواج ہے کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے گرد پھرتے ہیں اور کچھ پڑھ کر دعا کی طلب کرتے ہیں اور وہ وقت کہتا ہے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ سنت ہے؟ یا امر شرعاً مستحب الاستحباب مسنون ہو ہر ترک ہے یا نہیں؟

جواب: یہ عمل طور پر بھی بدعت سیئہ ہے۔ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی اور اس پر جو یہ ہو گیا ہے کہ لوگوں نے اس پر اصرار شروع کیا وجوب کے درجہ میں کر دیا ایسی صورت میں تو بعض سنتوں کا ترک بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۴۰۷)

دفن کے بعد تعین وقصد دعا مانگنا بدعت ہے

سوال: رواج ہے کہ دفن کے بعد قبر پر دعا مانگتے ہیں اور پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ دعا مانگتے ہیں۔ پھر چند قدم ہٹ کر تیسری بار دعا مانگتے ہیں اس کا التزام کیا جاتا ہے کیا حکم ہے؟

جواب: دفن کے بعد بدون ہاتھ اٹھائے میت کے لئے دعا حضرت عثمانؓ کی حدیث سے ثابت ہے ہاتھ اٹھا کر تعین وقصد دعا کرنا پھر اس کا التزام اور ہر دفعہ چند قدم پیچھے ہٹنا بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۱)

دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے

سوال: دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق امداد الفتاویٰ حصہ اول میں جائز لکھا ہے کیا یہ منفرد کے لئے ہے یا اجتماعی طور پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں؟

جواب: حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بوقت زیارت قبور دعا میں رفع یدین سے متعلق یوں استدلال کیا ہے قال فی الفتح والسنة زيارتها قائماً والدعاء عندها قائماً و بعد اسطر ثم يدعو قائماً طويلاً (شامیہ ج ۱ ص ۸۴۳)

نہ بعد دعا ثابت ہوئی اور دعا کی مروج ہیئت احادیث سے ثابت ہے لہٰذا اس عمل کی
ترغیب دینا ہوگا نیز صحیح مسلم میں صریح حدیث ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے
گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

لہٰذا مذکورہ بالا عبارات اور حدیث مذکور اور امداد الفتاویٰ کا فتویٰ زیارت قبور سے متعلق ہے
نہ کہ دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء کی عبارات سے اور امداد الفتاویٰ
میں ... ذکر کے ساتھ اس کی ابتداء ... اس پر عمل سے بچنا چاہئے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۴)

مُردوں کے لئے دعائے مغفرت کا ایک خاص طریقہ

سوال: نماز فجر و نماز جمعہ وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد میں کھڑے ہو کر اتنا ہی عمل کہ
السلام علیکم یا اہل القبور یا السلام علیکم دار قوم مؤمنین پڑھ کر دعائے
مغفرت کرنا کیسا ہے؟ حالانکہ بعض جگہ مقبرہ مسجد سے ایک فرلانگ پر ہوتا ہے۔

جواب: یہ طریقہ ثابت نہیں اس کو ترک کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۷۳)

غائبانہ نماز جنازہ

سوال: کچھ روز پہلے ملک اب تک افراد کی بڑی تعداد نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور
یہاں تک کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں بھی ملک کی ایک بڑی ہستی کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر ادا
کی گئی آپ سے پوچھنا یہ مقصود ہے کہ حنفی مسلک میں کیا غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے؟
اگر نہیں تو کس مسلک میں درست ہے؟ اور مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے امام صاحب کس مسلک
سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے علاقے کی مسجد کے امام جو ایک سند یافتہ عالم ہیں اور اپنے
مسائل کی صحیح ہم انہی کے بتائے ہوئے طریقے پر کرتے ہیں انہوں نے احادیث کی کتب سے
دلائل دیتے ہوئے بتایا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ احناف کے نزدیک درست نہیں ہے۔

جواب: غائبانہ نماز جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں البتہ امام
شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے حرمین شریفین کے ائمہ امام احمدؒ کے مقلد ہیں اس لئے
اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے۔

غائبانہ جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں

سوال: کیا کسی شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟ کیونکہ چند روز ہوئے ...

حیات" (کلکتہ) میں مولانا طارق ندوی سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ احناف کے
یہاں جائز نہیں ہے اس کے برعکس "معارف الحدیث" جلد ہفتم میں مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں
کہ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا انتقال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اس کی اطلاع ہوئی،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی اطلاع دی اور مدینہ طیبہ میں
اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی، دونوں مسئلوں کی وضاحت کیجئے۔

جواب ... امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں، جیسا کہ مولانا
طارق ندوی نے لکھا ہے، نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا اس کو
نجاشی کی خصوصیت قرار دیتے ہیں، ورنہ غائبانہ جنازہ کا عام معمول نہیں تھا۔ امام شافعیؒ قصہ نجاشی کی
وجہ سے جواز کے قائل ہیں، امام احمدؒ کے مذہب میں دو روایتیں ہیں، ایک جواز کی، دوسری منع کی۔

نماز جنازہ میں عورتوں کی شرکت

سوال ... کیا مستورات نماز جنازہ میں شرکت کرسکتی ہیں؟ یعنی جماعت کے پیچھے کھڑی ہوسکتی ہیں؟
جواب ... جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے، عورتوں کو نہیں، تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی
ہوجائیں تو نماز ان کی بھی ہوجائے گی۔

کتاب السیر والمناقب

صحابیات کا مثالی جذبہ شہادت

از افادات، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

درمنثور بیان القرآن واقعات سے پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی جائے کہ جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا ناپسند ہے مگر مجاہدین کی اعانت اور زخمیوں کی خبرگیری کی غرض سے ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو یعنی بالکل بوڑھی ہوں۔ بشرطیکہ شوہر یا کوئی اور محرم ان کے ہمراہ ہو۔ بعض واقعات کا ظہور پردہ کے حکم سے پہلے بھی ہوا ہے۔ (محمد ازہر)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ احد کی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند کر دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لیے قلعہ پر پہنچا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھ لیا۔ حضرت حسانؓ سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو مار دو۔ وہ ضعیف تھے ضعف کی وجہ سے ان کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کاٹ لائیں اور قلعہ سے یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ضرور ان کے محافظ مرد موجود ہیں۔ (اسد الغابہ)

۲۰ ہجری میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر (۷۳) سال کی تھی۔ اس لحاظ سے خندق کی لڑائی جو ۵ھ میں ہوئی اس کی عمر اٹھاون (۵۸) سال کی ہوئی۔ آج کل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام کاج بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسے مردانہ کام اس طرح تن تنہا کر دینا

انکی حالت میں کہ یہ تنہا لڑ رہی تھیں اور دوسری جانب سے بیٹھ کر گئیں۔ رسالہ ماہنامہ اسلام تعمیر سے ص ۳۳۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت ابھارا کہنے لگیں کہ میرے بیٹو تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہونے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔
کل صبح کو جب تم صحیح سالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہونا اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد مانگتے ہوئے بڑھنا اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

بیٹوں کی شہادت پر شکر الٰہی

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا تھا۔ جب ایک شہید ہو جاتا تھا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو چاروں کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ (اسد الغابہ) ماہنامہ اسلام تعمیر سے ص ۳۴۔

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت ام عمارہ انصاریہ بیعۃ العقبہ میں شریک ہوئیں۔ [illegible]
احد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کی طرف چلی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گزرتی ہے اور کوئی پیاسا زخمی ملے تو پانی پلادوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس ۴۳ برس کی

جامع الترمذی۔ جلد 2

نکالا پٹی باندھی اور باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ رہے تھے فرمانے لگے بھلا اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔ حوالہ بالا۔

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانے کو برکت کی دعائیں بھی دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ ام عمارہ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرما دی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گزرتی ہے۔ [illegible]

جنگ یمامہ کا کارنامہ

اُحد کے علاوہ اور بھی کئی لڑائیوں میں ان کی شرکت اور کارنامے ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ارتداد کا زور شور ہوا اور یمامہ میں زبردست لڑائی ہوئی۔ اس میں ام عمارہ شریک تھیں۔ ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا اور اس کے علاوہ گیارہ زخم بدن پر آئے تھے انہیں زخموں کی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچیں۔ (طبقات) حوالہ بالا۔

حضرت اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث جو عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں اور کفار کی طرف سے احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو مسلمان ہو گئیں۔ ینا

خاوند کی ہدایت کی جد و جہد

خاوند سے بہت زیادہ محبت تھی مگر وہ اپنے باپ کے اثر کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب مکہ فتح ہو گیا تو یمن بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے لیے امن چاہا اور خود یمن پہنچیں۔ خاوند کو بڑی مشکل سے واپس آنے پر راضی کیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے امان کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے تم میرے ساتھ چلو۔ وہ مدینہ

طلیحہ بھی بعد میں مسلمان ہو گئے اور حضرت خالدؓ کے ساتھ یہاں بھی خوب لڑائی کی۔ ایضاً۔

میدان جنگ میں نکاح

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہؓ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا مجمع ہے اس کو نمٹنے دیجئے۔ خالد نے کہا کہ مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے۔ وہ بھی چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمہ کا انتظام ہو رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھ آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہو گئے۔ ام حکیمؓ نے اس خیمہ کو اکھاڑا جس میں رات گزری تھی اور پاس سامان باندھا اور خیمہ کا کھونٹا لے کر خود بھی مقابلہ کیا اور سات آدمیوں کو تنہا قتل کیا۔ رضی اللہ عنہا (اسد الغابہ) ایضاً۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد کرام

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے حرم پاک تھے؟ اولاد کتنی تھی؟ اور کن کن حرم پاک سے ہوئی؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں گیارہ خواتین آئیں جن میں سے دو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ آپ کی حیات مبارک میں ہی وفات پا گئیں۔ باقی نو وفات کے بعد زندہ تھیں۔ ان سب کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد (۲) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش (۷) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان (۸) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۹) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۰) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۱) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی مؤنث اولاد چار لڑکیاں تھیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور تین یا چار یا پانچ صاحبزادے تھے۔ حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت طیبؓ، حضرت طاہرؓ، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ چار بیٹے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں صاحبزادے بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے اس لیے ان کے نزدیک حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب طیب بھی ہے اور جو شخص بتاتے ہیں ان کے نزدیک طاہر بھی حضرت عبداللہ کا نام ہے۔ یہ تمام صاحبزادے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ البتہ صاحبزادیاں جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔ حضرت رقیہ اور ام کلثوم کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور حضرت فاطمۃ الزہراء کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ فقط (خیر الفتاویٰ)۔ رسالہ ازواج مطہرات۔

(۱) اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

اُم المومنین خدیجہؓ بالا جماع آپ کی پہلی بیوی ہیں اور بالاتفاق پہلی مسلمان ہیں۔ کوئی مرد اور کوئی عورت اسلام لانے میں آپ سے مقدم نہیں۔ حضرت خدیجہ قبیلہ قریش سے تھیں۔ والد کا نام خویلد اور ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔

سلسلہ نسب قریش تک اس طرح پہنچتا ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قصی پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔

لقب

چونکہ حضرت خدیجہ جاہلیت کے رسم و رواج سے پاک تھیں اس لیے بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر وہ طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔ ایضاً۔

(۲) اُم المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

حضرت صدیقہؓ کے نکاح سے پہلے ہی یا بعد حضرت سودہ آپ کے نکاح میں آئیں۔ یہ بھی اشراف قریش میں سے تھیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔

لوئی بن غالب پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ ہے۔ انصار میں سے قبیلہ بنی النجار کی تھیں۔ ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں۔ ایضاً۔

حلیہ و مزاج

حضرت سودہ کا قد دراز اور جسم بھاری تھا۔ مزاج میں ظرافت تھی۔

(۳) اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام و کنیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام زینب اور ام رومان کنیت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خود کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام سے ام عبداللہ اپنی کنیت رکھی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح اور رخصتی

ماہ شوال ۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے جا کر پیام دیا۔ ابوبکر صدیق نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں اور خدا کی قسم ابوبکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی۔

ابوبکر صدیق یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے۔ مطعم کی بیوی بھی سامنے تھی۔ مطعم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ مطعم کی بیوی نے ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو قوی اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ بھی صابی یعنی بے دین نہ ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے۔ ابوبکر صدیق مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ مطعم تم کیا کہتے ہو؟ مطعم نے کہا میری بیوی نے جو کہا وہ آپ نے سن لیا۔ جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے منظوری پر انکار کیا۔ ابوبکر اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا۔ آپ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ ہجرت کے سات آٹھ مہینے بعد شوال ۲ ھ کے مہینے میں رخصتی اور عروسی کی رسم ادا ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال اور چھ مہینہ کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے نکاح کر دیا ہے

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا نکاح ابوبکر کی بیٹی سے کر دیا اور جبریل کے ساتھ عائشہ کی ایک تصویر بھی تھی جو مجھ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

(۴) اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیدائش اور نام و نسب

حضرت حفصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ حضرت حفصہ بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں جس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

پہلا نکاح اور بیوگی

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمی کے ساتھ ہوا۔ اپنے شوہر خنیس کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں۔ غزوہ بدر کے بعد خنیس کا انتقال ہو گیا۔ ایضاً

(۵) اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام اور لقب

زینب آپ کا نام تھا۔ چونکہ آپ بہت سخی اور فیاض تھیں اس لیے زمانہ جاہلیت ہی سے ام المساکین کہہ کر پکاری جاتی تھیں۔ باپ کا نام خزیمہ بن الحارث ہلالی تھا۔

پہلا نکاح و بیوگی

پہلا نکاح عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا۔ عبداللہ بن جحشؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ایضاً

(۶) اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام و نسب

ام سلمہ آپ کی کنیت تھی۔ ہند آپ کا نام تھا۔ ابو امیہ قرشی مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا۔ ایضاً

(۷) اُم المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری

حضرت زینب بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ یعنی آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ایضاً۔

(۸) اُم المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث بن ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خاندان

حضرت جویریہ بنت حارث بن ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی تھیں۔ پہلا نکاح مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوا تھا جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا۔

گرفتاری

اس غزوہ میں جہاں اور بہت سے بچے اور عورتیں گرفتار ہوئے ان میں جویریہ بھی تھیں۔

آزادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور چار سو درہم مہر مقرر کیا۔ ۵ ہجری میں آپ کی زوجیت میں آئیں۔ اس وقت آپ بیس سال کی تھیں۔

(۹) اُم المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیدائش اور نام و نسب

رملہ آپ کا نام اور ام حبیبہ آپ کی کنیت تھی۔ ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار کی بیٹی تھیں۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو حضرت عثمان کی پھوپھی تھیں۔ بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

نکاح، اسلام اور ہجرت حبشہ

پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ ام حبیبہ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں اور ان کے شوہر بھی اسلام لے آئے تھے دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر ایک لڑکی پیدا ہوئی جس

کا نام حبیبہ رکھا اور اسی کے نام پر اُم حبیبہ کنیت رکھی گئی اور پھر اسی کنیت سے مشہور ہو گئیں۔ چند روز کے بعد عبید اللہ بن جحش تو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا مگر اُم حبیبہ بدستور اسلام پر قائم رہیں۔

خواب اور بیوگی

اُم حبیبہ کہتی ہیں کہ عبید اللہ کے نصرانی ہونے سے پہلے اس کو نہایت بری اور بھیانک شکل میں خواب میں دیکھا بہت گھبرائی جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ عیسائی ہو چکا ہے۔ میں نے یہ خواب بیان کیا (کہ شاید متنبہ ہو جائے) مگر کچھ توجہ نہیں کی اور شراب و کباب میں پڑا منہمک رہا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی کے نام پیغام

پھر عدت کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یا اُم المؤمنین کہہ کر آواز دے رہا ہے جس سے میں گھبرائی عدت کا ختم ہونا تھا کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا۔

اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبش کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر اُم حبیبہ مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم خود وکیل نکاح بن جاؤ کر میرے پاس بھیج دینا۔

(۱۰) اُم المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خاندان

حضرت صفیہ حیی بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا۔

پہلا نکاح

پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا۔ سلام کے طلاق دے دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا۔ کنانہ غزوہ خیبر میں مقتول ہوا تھا۔

(۱۱) اُم المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام و نسب

میمونہ آپ کا نام ہے۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام ہند تھا۔

(۱) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت حارث (کہتے ہیں بعد میں یہ بھی ایمان لائے)

(۴) ابوطالب جن کا نام عبد المناف ہے۔ (۵) زبیر (۶) حجل (۷) المقوم (۸) ضرار

(۹) ابولہب جس کا نام عبد العزیٰ ہے۔

(زاد المعاد والی روایت میں حجل کے بجائے غیداق لکھا ہے اور ایک قثم کے نام ہیں)

چھ پھوپھیاں تھیں۔

(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۴) برہ (۵) امیمہ (۶) ام حکیم البیضاء

ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان لانا معروف ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اروی اور عاتکہ بھی ایمان سے مشرف ہوئیں۔ (خیر الفتاوی) ایضاً۔

حضرت علی کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں ہے؟

سوال: حضرت علیؓ کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں واقع ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی اور انتقال کوفہ میں ہوا جبکہ آپ کا مزار کوفہ میں جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں ہے جیسا کہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۱۲ ج ۳) اس کے علاوہ کچھ اور بھی اقوال مشہور ہیں۔ (خیر الفتاوی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور صاحبزادے صحابی ہیں

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور بعض صاحبزادے بھی صحابی ہیں؟

جواب: جی ہاں یہ درست ہے۔ ان کے والد عثمان بن ابی قحافہ اور صاحبزادے بھی صحابی ہیں۔ (فقص)

امام اعظم ابوحنیفہ کا شجرہ نسب

سوال: امام اعظم ابوحنیفہ کا شجرہ نسب بیان فرمائیے؟

جواب: شجرہ نسب حسب ذیل مذکور ہے

امام الائمہ الکاملین سراج الامہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان بادشاہ۔ (بحوالہ عقود الجمان) (حدائق الحنفیہ) (خیر الفتاوی)

توفیق اللہ نے دی وہ بھی بوڑھی تھیں ان بیچاری نے ماں کی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کی محبوبہ ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا کہ ابھی ذکر ہوا۔ اصلاح خواتین ص ۱۰۲

ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے؟

سوال: میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں۔ شوہر سے متعلق میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے اور وہ ان سے بے حد نفرت کرتی ہیں، اگرچہ ظاہری طور پر ان کی خدمت بھی کرتی ہیں، مثلاً کھانا، کپڑے دھونا وغیرہ مگر دل میں ان کے خلاف ہے، حد نفرت ہے یہاں تک کہ اگر والد صاحب کا بس چلے تو انہیں بد دعا بھی کر دیں، ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، مجھے بھی وہ شوہر سے جھگڑا کرنے کی کوشش کرتی ہیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں ہی اٹھا لیا تھا اور سسرال والوں کے پیچھے سے منع کر دیا تھا، میری سسرال سے بھی انہیں شکایات ہیں، ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرز عمل پر روشنی ڈالیں کہ جو والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرز عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ہے یا نہیں؟ اور ان کی قرآن تلاوت، صوم و صلوٰۃ وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے یا نہیں؟ میرے والد صاحب کے کوئی ایسے بڑے جرائم نہیں ہیں، زیادتیاں بہرحال انہوں نے کچھ تھوڑی بہت کی ہوں گی؟

جواب: بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں ان کے لاشعور (میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے) ویسے تمام امور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں مگر اس خاص بات میں وہ معذور ہوتے ہیں، آپ کی والدہ کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اس لیے ان کی اصلاح تو مشکل ہے، آپ ان کے کہنے سے گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گنہگار ہیں کہ نہیں؟ اگر وہ عنداللہ بھی معذور ہیں تو معذور پر مواخذہ نہیں ہوگا اور اگر معذور نہیں تو گنہگار ہیں۔

بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے نہیں ملوں گی؟

جواب: اپنے والدین سے نہ ملنا اور ان کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا

اور گناہ حرام ہونا جائز ہے لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا درست نہیں اور بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، در خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

پردہ کے مخالف والدین کا حکم ماننا

سوال: میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں میں کیا کروں؟

جواب: اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں۔ آپ کے والدین کا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اس مقابلہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں۔ والدین اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

پہلا لڑکا باپ کے گھر میں ہونے کو ضروری سمجھنا

یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے پہلا بچہ باپ ہی کے گھر میں ہونا چاہیے جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے یا حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور زچہ میں ایسا تغیر اور نقصان ہو جاتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو ایک مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطی سے ہوتی ہیں۔ غرض یہ کہ دو جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے، اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا بدنامی ہوگی۔ نحوست کا اعتقاد شرک کا شعبہ ہے اور بدنامی کا اندیشہ تکبر کا شعبہ ہے جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث دونوں میں منصوص ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں ایسی ہیں جو رسموں کی بدولت گلے کا طوق بن گئی ہیں۔

(اصلاح الرسوم بہشتی زیور، اصلاح خواتین ص ۲۴۳)

والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

سوال: میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کر چکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ میری بے بسی کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں

رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے تعلقات

کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے

سوال: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھر سے فرار ہوتی ہیں ان کے بارے میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصور ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے بھی جنت ہے؟

جواب: ایسی عورتیں تو انسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں، ماں کا تقدس ان کو کب نصیب ہو سکتا ہے؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں ان کے قدموں تلے جنت کہاں ہوگی؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہیے کہ اپنی ماں کو اپنے سے ناراض اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

سوال: حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں، رشتہ داروں، غریبوں، ناداروں، مسافروں کے کچھ حقوق ہیں لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں؟ ہمارے گھر میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں؟

جواب: بہن اور پھوپھی کا حق اس لیے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے ان کو حق نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کر لیتے ہیں، ورنہ اگر ان کا پورا حصہ دینے کے بعد ان کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو گھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق، دس طلاق، سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی، تمام علماء و مفتیان کرام نے فتوے دیے کہ بغیر حلالہ نکاح ثانی جائز نہیں۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے، شاید وہاں جا کر بیان بدل دیا، طلاق کے الفاظ بدل دیے، پیر صاحب نے نکاح ثانی کرنے کا فتویٰ دیا، محض طلاق بائن کہا تو

جامع الفتاویٰ-جلد-5-8

جو شوہر کا کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور وطن گھر میں ہے جہاں ان کو وہ گھر کی ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں۔" تو یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: گھر کی کفالت کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے، عورتیں اگر بے جا طور پر اپنے لیے خود ہی مشکلات پیدا کررہی ہیں، اسلام میں کمائی کے لیے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۳۹۵ جلد۶)

مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے حکم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے؟ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے پیدا کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقا کے لیے انسانی جوڑا بنایا ہے اور دونوں کے دل میں ایک دوسرے کا انس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں، رفیق و ہم سفر بھی ہیں، یار و مددگار بھی ہیں۔ عورت مظہر جمال ہے اور مرد مظہر جلال، اور جمال و جلال کا یہ مجموعہ کائنات کی بہار ہے۔ دنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے، ایک دوسرے کے دکھ درد بھی بانٹتا ہے اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے، ایک کو دوسرے کا محتاج بنایا ہے، عورت کے بغیر مرد کی زندگی مکمل نہیں ہوتی اور مرد کے بغیر عورت کا حسن زندگی نہیں نکھرتا، اس لیے یکطرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لیے پیدا کیا اور اس کی کوئی حیثیت نہیں، بالکل غلط ہے۔ ہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا غم خوار و مددگار بنایا ہے۔

سوال: میں نے کہیں پڑھا ہے کہ مرد بھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں، اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں کیونکہ وہ مرد ہیں، کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

جواب: نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں، میں تو اس کا قائل ہوں کہ بچے بڑوں کی پسند کی شادی کی جائے

سوال: کیا عورت اپنے لیے اچھے شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی بھی شخص کو پسند کرتی ہے اور اس سے عزت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے؟

جواب: اوپر لکھ چکا ہوں، اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکا کھاتی ہیں، اپنے

ـــ جب بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے بے تکلفانہ پڑتا ہو تو گھر بیٹھنا ممکن سا ہے
کیونکہ ان مردوں کو لے کے بغیر بالکل داخل ہے جو نفس کے حصول کیلئے نامحرم مردوں سے بے تکلف
ان کے پہلو میں بیٹھنا اور ان سے بات چیت کرنے کا موقع ملتا ہے یا بے پردگی کو بڑھاوا دینا ہے اس کے
علاوہ بہت سے مفاسد ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو اس سے محفوظ رکھا جائے۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۷۰

خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

سوال: عورتوں کے گھر سے نکلنے یا نہ نکلنے پر شریعت اسلامیہ میں کس حد تک پابندی ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے اصل حکم تو یہی ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں۔
چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو حکم ہے

"تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو"

مراد اس سے یہ کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو
کہ بدن مع لباس نظر نہ آئے۔ جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں
سے ہی نہیں نکلتیں۔ البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں (اور اسی حکم کی تاکید کے لیے
ارشاد ہے کہ) قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی گو
بالکل فحش نہ ہو۔ اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ احکام اسلام کے ان
پر عمل نہ کیا جائے۔ پس جو ترجیح بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت اخریٰ ہے۔ (تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت)

اس ارشاد پر کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین کے
ساتھ خاص ہے مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ
اس آیت کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں:

(۱) اجنبی لوگوں کے ساتھ نزاکت سے بات کرنا (۲) گھروں میں جم کر بیٹھنا (۳) نماز کی
پابندی کرنا (۴) زکوٰۃ ادا کرنا (۵) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا

ظاہر ہے کہ یہ تمام احکام عام ہیں۔ صرف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ
مخصوص نہیں۔ چنانچہ تمام آئمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ احکام سب مسلمان خواتین کیلئے ہیں۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج مطہرات کو حکم فرمایا ہے اور اہل ایمان عورتیں ان احکام میں ازواج مطہرات کے تابع

ہیں۔ (احکام القرآن حصہ سوم ص ۵۵)

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ”احکام القرآن“ میں اس سلسلہ کی آیات و احادیث کو تفصیل سے لکھنے کے دوران شرائط کا خلاصہ حسب ذیل نقل کیا ہے۔

(۱) نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

(۲) ایسے زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

(۳) زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے مخفی زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

(۴) اپنی چال میں اترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں جو کسی کے لیے کشش کا باعث ہو۔

(۵) راستے کے درمیان میں نہ چلیں بلکہ کناروں پر چلیں۔

(۶) نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

(۷) اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔

(۸) اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

(۹) کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب و لہجہ میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونی چاہیے جس سے ایسے شخص کو طمع ہو جس کے دل میں شہوت کا مرض ہے۔

(۱۰) اپنی نظریں پست رکھیں حتی الوسع نامحرم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔

(۱۱) مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجلسوں میں تقریر کرنا عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے کیونکہ ان صورتوں میں ان شرائط کا لحاظ رکھنا ممکن نہیں۔

عورتوں کا تنہا سفر کرنا

سوال: عورت کے تنہا سفر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ صحاح ستہ، موطا امام مالک، مسند احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "کسی عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے وہ فعل حرام کی مرتکب ہے کیونکہ اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ناحلال" فرما رہے ہیں۔ (یعنی حلال نہیں)

عورتوں کا جج بننا

سوال: اسلامی شریعت میں عورت کا جج بننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے تمام مناصب جن میں ہر کس و ناکس کے ساتھ اختلاط اور (میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے) شریعت اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے اور عورتوں کو ان سے سبکدوش رکھا ہے۔ (اس کی تفصیل اوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک تو کسی معاملہ میں اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدود و قصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا، اس کو قاضی بنانا گناہ ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

ترجمہ: "اور عورت حدود و قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کر سکتی ہے، اگرچہ اس کو فیصلے کے لیے مقرر کرنے والا گنہگار ہوگا کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کر دیا!" (شامی طبع جدید صفحہ نمبر ۴۴۰ جلد نمبر ۵)

عورت کا سربراہ مملکت بننا

سوال: کوئی عورت کسی ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں تو پوری حکومت کی امامت کبریٰ اسے کیسے حوالے کی جاسکتی ہے؟ حوالہ: آپ کے فقہی مسائل ص ۲۰۶

وسلم نے بیچ کی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس آخری حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازراہ شفقت چھوٹوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے بلکہ بعض روایات سے باعث ثواب بھی ہے۔

تلاش سے اور بھی واقعات و دلائل مہیا ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ)

اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

سوال: اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے؟ کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی ہوتی ہے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا غیر مسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہیے؟

جواب: سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا واجب ہے جو پہلے سلام کرے اس کو بھی نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو بھی۔ غیر مسلم کو ابتداء میں سلام نہ کیا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے۔

کتاب الطہارت

ناخنوں میں میل ہونے پر وضو کا حکم

سوال: کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے اگر ہم میل صاف کیے بغیر وضو کر لیں تو وضو ہوگا یا نہیں؟

جواب: وضو ہو جائے گا مگر ناخن بڑھانا خلاف فطرت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۳۲)

وضو کے دوران عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال: کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو حتی الوسع (بقدر استطاعت) سر ننگا نہیں کرنا چاہیے مگر وضو ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۳۳)

مصنوعی دانت کے ساتھ وضو کا حکم

سوال: مصنوعی دانت لگا کر وضو ہو جاتا ہے یا ان کا نکالنا ضروری ہے؟

جواب: نکالنے کی ضرورت نہیں ان کے ساتھ وضو درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۳۳)

بغیر کلی وضو کرنا درست ہے

سوال: کسی کو کلی کرتے وقت منہ سے خون نکلتا ہے اور تھوڑی دیر بعد بند ہوتا ہے تب اس کا وضو ختم ہوتا ہے چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو کیا اگر وہ کلی نہ کرے تو وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے بغیر کلی کے درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص [illegible])

مسواک کی مقدار

سوال: مسواک کی مقدار کیا ہے؟

جواب: درمختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ مقصد اصل اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جس قدر بھی کارآمد ہو جیسے کافی ہے۔ ابتدا شروع میں ایک بالشت کا رکھنا علماء نے پسند فرمایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم …)

دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بالشت سے کم ہو تو ہو مگر بالشت سے زیادہ بھی ہونا اچھا نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم …)

دھوپ میں سکھائے ہوئے ناپاک کپڑے کا حکم

سوال: کہا جاتا ہے کہ نئے یا پرانے کپڑے کو حیض کے دنوں میں استعمال کرنے کے بعد دھوپ میں سکھانے کے بعد وہ پاک ہو جاتے ہیں؟

جواب: اگر ناپاک ہو گئے تھے تو صرف دھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوں گے ورنہ (سکھانے کی) ضرورت نہیں کیونکہ حیض کے ایام میں پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے سوائے اس کپڑے کے جس کو نجاست لگ گئی ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۲ ص ۸۸)

برش مسواک کی سنت کا متبادل نہیں

سوال: مسواک سے صرف دانتوں کی صفائی مقصود ہوتی ہے موجودہ دور میں برش سے یہ فائدہ اچھے طریقے سے حاصل ہوتا ہے کیا یہ مسواک کا نعم البدل ہو سکتا ہے؟ یعنی برش کے استعمال سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: دانتوں کی صفائی بلاشبہ مسواک کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ہے لیکن مسواک کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کیلئے نہیں بلکہ اس میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے برش میں وہ خصوصیت اور صفات نہیں پائی جاتیں جو مسواک میں موجود ہوتی ہیں اس لئے اس سے سنت ادا نہ ہوگی۔ تاہم برش کا بھی استعمال جائز ہے۔

قال ابراهيم النخعيؒ ثم المستحب ان يكون السواك من شجرة مرة لزيادة ازالة تغير الفم فالاراك ويستاك بكل عود الا الرمان والقصب وافضله الاراك ثم الزيتون وان يكون طوله شبرا في غلظ الخنصر (كبيری آداب الوضوء 37)

قال ابن عابدینؒ (قوله والسواک) بالکسر بمعنی العود الذی یستاک به. ردالمحتار (ج ۱ ص 115،113) سنن الوضوء وفی ایضاً ویستاک بکل عود الا الرمان والقصب والحلفاء والاراک ثم الزیتون (فتاوی حقانیہ جلد ۲ صفحہ 499)

خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے برش کے استعمال کا حکم

سوال۔ آج کل دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش استعمال کیا جاتا ہے بعض میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہیں کیا ایسے برش سے دانتوں کی صفائی کرنا جائز ہے؟

جواب۔ دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش کیا جاتا ہے اگر اس میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہوں تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

لما قال الحصکفیؒ: وشعر المیتة غیر الخنزیر علی المذهب. قال ابن عابدینؒ تحت (قوله علی المذهب) ای علی قول ابی یوسفؒ الذی هو ظاهر الروایة ان شعره نجس، وصححه فی البدائع ورجحه فی الاختیار ... وعن محمد طاهر، لضرورة استعماله ای للخرازین. قال العلامة المقدسی، وفی زماننا استغنوا عنه ای فلا یجوز استعماله لزوال الضرورة الباعثة للحکم بالطهارة (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۲ باب الانجاس)

قال ابوبکر الکاسانیؒ واما الخنزیر فقد روی عن ابی حنیفةؒ انه نجس العین لان الله تعالیٰ وصفه بکونه رجساً فیحرم استعمال شعره وسائر اجزائه الا انه رخص فی شعره للخرازین للضرورة (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۳ فصل فی الطهارة الحقیقة) ومثله فی البحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۷ باب الانجاس فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص 585

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا

سوال۔ وضو کرکے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ وضو کے اعضاء کو رومال سے پونچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ در مختار میں سے آداب میں شمار کیا ہے۔ شامی نے بھی اس کی بہت تفصیل لکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پونچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۰)

ناخن پالش اور سرخی پر وضو کا حکم

سوال۔ جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا اگر کسی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے؟ اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز درست ہے؟

جواب۔ ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی ہونٹوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہو جائے گا۔ ہاں اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔ آپ کے مسائل ج ۲ ص ۲۷۔

مستحاضہ کا ہر فرض نماز کیلئے وضو کا حکم

سوال۔ استحاضہ (جاری خون) والی عورت کیا ہر فرض نماز کیلئے وضو کرے؟

جواب۔ استحاضہ والی عورت ہر فرض نماز کیلئے نیا وضو کرے اور جب تک اس نماز کا وقت رہے اس کا وضو باقی رہے گا بشرطیکہ وضو توڑنے والی اور کوئی چیز پیش نہ آئے اور اس وضو سے اس فرض نماز کے وقت میں جس قدر چاہے فرض واجب سنت اور نفل پڑھیں اور قضا نمازیں پڑھ سکتی ہیں۔ مسائل غسل ص ۱۷۔

محرم عورت کا سر پر بندھے ہوئے رومال پر مسح کرنا

سوال۔ بعض حاجی عورتیں حالت احرام میں سر پر رومال باندھتی ہیں اور وضو کے وقت رومال نہیں اتارتی بلکہ رومال ہی پر مسح کر لیتی ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب۔ ایسی خواتین کا وضو نہیں ہوتا لہٰذا وضو کے وقت رومال سر سے کھول کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے۔ خواتین کا حج ص ۲۹۔

پلستر پر مسح کرنا

سوال۔ کسی کے جسم پر یا زخم پر پلستر چڑھا ہوا ہے اگر وہ غسل یا وضو کے وقت اس کو کھول کر دھوئے تو کچھ نقصان نہیں البتہ دوبارہ لگانی ہوگی کیونکہ پلستر کو ہٹانے کی وجہ سے اس قدر چسپاں نہیں رہے گی نیز دوبارہ اس کی خرید کیلئے ضعیف اس کی استطاعت نہ ہوگی یا یہ کہ پھر پلستر (پٹی) ٹھیک سے لگایا ہوا نہ ملے گا تو کیا اس صورت میں پلستر کو ہٹا کر اس عضو کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جائے گا ورنہ نہیں۔

ا۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۳۷۔ خواتین کے فقہی مسائل ص 63 تا 73

خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو (وضو کو توڑنے والی) ہے یا نہیں؟

سوال: دانتوں سے خون نکلے تو وضو و نماز میں ہو تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں اگر خون تھوک پر غالب ہو جائے یعنی زیادہ مقدار اس کی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خون کا ذائقہ تھوک میں محسوس ہونے لگے اس وقت خون کی مقدار تھوک سے زیادہ ہوگی۔ (کما فی الہدایہ والشامی) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۱ جلد ۱)

عورتوں سے مصافحہ

سوال: اپنی محرم عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان سے مصافحہ اور دست بوسی کی جا سکتی ہے بشرطیکہ شہوت نہ پائی جائے۔ مکتوبات ص ۱۴۳ ۸۸

چھاتی سے پانی اور دودھ کے نکلنے پر وضو کا حکم

سوال: اگر چھاتی سے پانی یا دودھ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔ اسی طرح اگر دودھ عورت کی چھاتی سے نکلے تو بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند فصل نواقض وضو ج ۱ ص ۱۲۹۔ خواتین کے فقہی مسائل ص 92

جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو نہیں

سوال: بواسیر کی بعض صورتوں میں مسے نکلنے کے بعد اندر کی طرف ہو جاتے ہیں اور اس کے اندر رطوبت ہو کر بہنے والی نہیں ہوا لبتہ نم سے جیسے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو رطوبت مقام سے باہر نہ نکلے اور بہنے والی نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کما فی

ہو جاتا ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ اگر وضو ہوسکتا ہے تو اس کی نیت بھی ایسے ہی کرنی ہوتی جیسے ہم پانی کے ساتھ وضو کرتے وقت کرتے ہیں؟

جواب: تیمم وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کیا جائے اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دور ہو۔ اس لیے شہر میں پانی کے دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جنگل میں ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

آبِ زمزم سے وضو اور غسل کرنا

سوال: مولانا صاحب میں مکہ مکرمہ میں رہتا ہوں کئی دنوں سے اس مسئلے پر دل میں الجھن رہتی ہے براہ مہربانی اس کا شرعی حل بتائیں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ مولانا صاحب ہم پاکستان میں تھے تو آب زمزم کے لیے اتنی محبت تھی کہ کچھ بتا نہیں سکتے اب بھی وہی ہے ایک قطرے کے لیے ترستے تھے۔ یہاں لوگ وضو کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ نماز کے لیے وضو کرنا جائز ہے یا ادب کے خلاف ہے؟ تفصیل سے جواب دیں؟

جواب: جو شخص باوضو ہو پاک ہو وہ اگر حصول برکت کے لیے آب زمزم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لیے زمزم سے بھگونا بھی درست ہے لیکن بے وضو آدمی کا زمزم شریف سے وضو کرنا، کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے۔ ضرورت کے وقت (جبکہ دوسرا پانی نہ ملے) زمزم شریف سے وضو کرنا تو جائز ہے مگر غسل جنابت بہر حال مکروہ ہے۔

اسی طرح اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم شریف سے دھونا بھی مکروہ بلکہ بعض جگہ حرام ہے۔ یہی حکم زمزم سے استنجا کرنے کا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آب زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہو گئی۔ خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے جس کا ادب ضروری ہے، اس کا پینا موجب خیر و برکت ہے اور چہرے پر، سر پر اور بدن پر ڈالنا بھی موجب برکت ہے لیکن نجاست زائل کرنے کے لیے اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم)

جس غسل خانہ میں پیشاب کیا ہو اس میں وضو

سوال: ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے جہاں ہم سب نہاتے ہیں اور رات کو اکثر

پیشاب بھی کرتے ہیں اور مجھے نماز پڑھنی ہوتی ہے" یہاں غسل خانہ میں وضو کرنا جائز ہے؟

جواب: غسل خانہ میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے اس سے وسوسہ کا مرض ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کر دیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہیے۔ (جلد دوم آپ کے مسائل ملخص)

وضو کرتے وقت عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال: کیا وضو کرتے وقت عورت کے سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو حتی الوسع سر ننگا نہیں کرنا چاہیے مگر وضو ہو جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناخن پر سوکھے ہوئے آٹے کے ساتھ وضو کا حکم

سوال: کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ جائے اس پر وضو کرے تو یہ وضو کرنا درست ہے؟

جواب: اگر اس کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا جب یاد آئے اور دیکھے تو چھڑا کر پانی ڈال دے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹائے اور پھر سے پڑھے۔ (بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۰، فرائض کے متعلق مسائل ص ۷۳)

وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

سوال: وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ سلام کرنے والے کو یہ مسئلہ معلوم ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراض اور خفا بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہیے اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

سوال: بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کے لیے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں مٹیالا پانی آتا ہے جو پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی لیکن پانی میں بدبو کی محسوس ہوتی ہے ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ پانی ناپاک تصور ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟

جواب: نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے

میں جب تک مردار اور پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلا ہو اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دوسری چیز ہے، اور اگر تحقیق ہو جائے کہ یہ پانی گٹر کا ہے تو اس کو بہنے کے بعد وہ جاری پانی کے حکم میں ہو جائے گا اور پاک ہو جائے گا۔ پس مردار پانی نکال دیا جائے تو بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناپاک پانی کو صاف شفاف بنا دینے سے پاک نہیں ہوتا

سوال: آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی صاف و شفاف بنا دیتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی اب کیا یہ پانی پاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: صاف ہو جائے گا، پاک نہیں، صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ٹنکی میں پرندہ گر کر پھول جائے تو کتنے دن کی نمازیں لوٹائی جائیں؟

سوال: پانی کی ٹنکی میں اگر پرندہ گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اور اس کے گرنے کا وقت بھی معلوم نہ ہو تو کتنے روز کی نمازیں لوٹائی جائیں گی؟

جواب: اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا اس وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا، پہلے قول میں احتیاط ہے اور دوسرے میں آسانی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مسواک کے بجائے برش استعمال کرنا

سوال: اگر کوئی شخص بلا عذر بجائے مسواک کے دانتوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسواک کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صورت عملاً ثابت ہے وہ یہی ہے کہ لکڑی کی مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر لکڑی کی مسواک دستیاب موجود نہ ہو تو انگلی یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ ہدایہ میں ہے: مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی

سے کام چلائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے برش کا بھی یہی حکم ہے، اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اس کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور بلا ضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ بالخصوص ان برشوں میں خنزیر کے بالوں کے استعمال کا احتمال بھی ہوتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احتراز کیا جائے۔ کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لیا کریں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

ایک دوسرے جواب میں حضرت مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ

برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اس کا استعمال حرام ہے اور اگر مشکوک ہے تو ترک اولیٰ ہے اور اگر مشکوک بھی نہیں تو اس کا استعمال جائز ہے لیکن بلا ضرورت مسواک کی سنت کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک لکڑی ہی سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کسی وقت لکڑی مسواک کے قابل موجود نہ ہو تو صرف انگلی یا موٹے کپڑے یا برش وغیرہ سے دانت صاف کر لینا اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے لیکن بلا ضرورت اس کی عادت ڈالنا خلاف سنت ہے اور دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ اصل شعار اہل اسلام کا یہ نہیں۔

ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے اس سے نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل نہ نماز

سوال: آج کل نوجوان لڑکیاں اس مشغل میں مبتلا ہیں کہ لڑکیاں جو ناخن کو پالش لگاتی ہے اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اوپر سے ہی وضو ہو جائے گا؟ کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن کی پالش صاف کیے بغیر ہی وضو ہو جائے گا؟

جواب: ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت ہی عام ہوتی جا رہی ہیں، ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دوسرا ناخن پالش۔

ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہو جاتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف انواع کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو فطرت سے شمار کیا ہے ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے۔ پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہیں۔

جواب۔ اگر عورت کے سر کے بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کے اصول (جڑ) تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ مینڈھیوں کو کھولنا ضروری نہیں۔

لیکن اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو پورے بالوں کا دھونا ضروری ہے اگر کچھ حصہ خشک رہ جائے تو غسل درست نہیں ہوگا۔

قال الحصکفیؒ: وکفی بل اصل ضفیرتہا ای شعر المرأۃ المضفور للحرج اما المنقوض فیفرض غسل کلہ اتفاقاً ولو لم یبتل اصلہا یجب نقضہا مطلقاً ہو الصحیح (الدر المختار علی صدر رد المحتار، ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳)

قال ابن نجیمؒ: (قولہ ولا تنقض ضفیرۃ ان بل اصلہا) ای ولا یجب علی المرأۃ ان تنقض ضفیرتہا ان بلت فی الاغتسال اصل شعرہا (وبعدہ اسطر) ویجب علیہا الایصال الی اثناء شعرہا اذا کان منقوضاً لعدم الحرج (البحر الرائق، کتاب الطہارۃ ج ۱، ص ۵۴) ومثلہ فی الہندیۃ، الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۳۔ فتاویٰ حقانیہ ج 2 ص 524۔

بے وضو اور حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت و ذکر کرنا جائز ہے

سوال۔ حالت جنابت یا حالت حیض میں قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف پڑھنا اور دوسرے اذکار پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت حیض اور حالت جنابت میں قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں البتہ ذکر اذکار اور درود شریف پڑھ سکتی ہیں۔

جنابت کی حالت میں کھانے پینے کا حکم

سوال۔ جنابت کی حالت میں کھانے پینے اور چلنے پھرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز بسا اوقات ایسی حالت میں کسی سے بات چیت کرنے اور سلام کا جواب دینے کا موقع بھی پیش آتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب۔ جنابت کی حالت میں کھانا پینا، چلنا پھرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا یہ تمام امور جائز ہیں البتہ کھانے پینے کے وقت کلی کرنا اور ہاتھوں کو دھو لینا چاہئے بغیر کلی کے کھانا پینا مکروہ ہے۔

قال الحصکفیؒ: لا قراءۃ قنوت (ای لا تکرہ) ولا اکلہ وشربہ بعد غسل ید وفم ولا معاودۃ اہلہ قبل اغتسالہ (الدر المختار علی صدر رد المحتار

ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۲۹)

حالت جنابت میں ناخن اور بال کاٹنے کا حکم

سوال: جنابت کی حالت میں ناخن یا بال کٹوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ جنابت کی حالت میں چونکہ جسم ظاہری طور پر نجاست کا شکار ہوتا ہے اس لئے پورے جسم کا دھونا فرض ہے ایسی حالت میں ناخن اور بال کٹوانا مکروہ ہے۔ فقہاء کرام نے کراہت کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے اطلاق سے کراہت تنزیہی معلوم ہوتی ہے۔

وفی الهندیة حلق الشعر حالة الجنابة مکروه وکذا قص الاظافیر کذا فی الغرائب. (الهندیة الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشارب ج ۵ ص ۳۵۸)

قال سعید الدین الکاشغری واذا اراد الجنب الاکل والشرب ینبغی له ان یغسل یده وفمه ثم یاکل ویشرب (منیة المصلی بحث الطهارة الکبریٰ ص ۳۲) ومثله فی الهندیة الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل ج ۱ ص ۱۶.

قال الشیخ العلامة اشرف علی تھانویؒ در مطالب المومنین می آرد ستردن وبراشیدن موئے وگرفتن ناخنہا در حالت جنابت کراهت است. (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۸ فصل فی الغسل) فتاویٰ حقانیہ ج2 ص52۔

چار دیواری میں برہنہ ہو کر غسل کرنا کیسا ہے؟

سوال: غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت بنی ہوئی نہ ہو تو ایسی جگہ برہنہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ کسی سے بے پردگی نہ ہوتی ہو تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے اگرچہ چھت بھی نہ بنی ہو لیکن بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ننگے ہو کر نہ نہائیں۔ (فتاویٰ عزیز الرحمٰن)

موجبات غسل

(غسل کو واجب کرنے والی چیزیں)

دوران مباشرت سپاری کا مکمل دخول نہ ہو تب بھی غسل واجب ہے

سوال: اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری (عضو خاص کا نرم حصہ) کا نصف تہائی یا پاؤ حصہ فرج میں داخل ہو جائے اور جوش کے ساتھ منی اگر فرج میں داخل ہو جائے تو اس صورت میں عورت پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

جواب: عورت پر غسل واجب نہیں کیونکہ عورت پر غسل کے وجوب کے لیے ایلاج حشفہ ضروری ہے اور ایلاج حشفہ (سپاری) کے مکمل دخول سے ممکن ہوگا۔ (دار العلوم دیوبند جلد اول)

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار

سوال: غسل اور وضو میں پانی خرچ کرنے کی مقدار کیا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے سوا صاع تک پانی سے غسل فرماتے تھے اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے یہ مقدار کفایت کی ادنیٰ مقدار ہے اور شامی میں "حلیہ" سے منقول ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہو سکے درست ہے لیکن اسراف نہ ہو۔ (دار العلوم دیوبند ص ۱۰۵)

مہندی کے رنگ کے ساتھ غسل کا حکم

سوال: خواتین کا کہنا ہے کہ اگر ایام کے دنوں میں مہندی لگائی جائے تو جب تک حنا کا رنگ مکمل طور پر اتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب: عورتوں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے غسل ہو جائے گا غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی کے رنگ کا اتارنا ضروری نہیں۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۵۲ خواتین کے فقہی مسائل ص ۷۹

ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

سوئمنگ پول میں غسل کرنے کا حکم

سوال۔ آج کل غسل کیلئے بعض مقامات پر سوئمنگ پول بنا دیئے گئے ہیں جو دہ دردہ حوض (ایک سو مربع ذراع) سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں ان میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ جو حوض دہ دردہ ہو تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کا پانی ماء جاری کے حکم میں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں سوئمنگ پول اگر دہ دردہ ہو یا اس سے زیادہ ہو تو وہ ماء جاری کے حکم میں ہے اس لئے اس میں غسل کرنا جائز ہے۔ البتہ چونکہ سوئمنگ پول میں غسل کرنا کفار اور فساق کا وطیرہ ہے اس لئے ایسی جگہوں میں غسل کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

لما قال طاهر بن عبدالرشيد: فالحوض الكبير مقدار عشرة اذرع فى عشرة اذرع وعليه الفتوى (خلاصة الفتاوى ج ١ ص ٣ كتاب الطهارة) التقدير بعشر فى عشر هو المفتى به قال السيد احمد الطحطاوى (قوله هو المفتى به) هو قول عامة المشائخ خلافة وهو قول الاكثر وبه ماخذ نوازل وعليه الفتوى كما فى شرح الطحاوى (طحطاوى حاشية مراقى الفلاح ص ٣ كتاب الطهارة بحث السائل المياه) ومثله فى الهندية ج ١ ص ١٨ الباب الثالث فى المياه فتاوى حقانيه ج ٢ ص ٥٢٥

کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں

ہم بستری کے بعد غسل جنابت مرد و عورت دونوں پر واجب ہے

سوال۔ ہم بستری کے بعد عورت پر بھی جنابت واجب ہو جاتا ہے؟

جواب۔ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

سوال۔ عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے جبکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا سب حرام ہوتا ہے جبکہ زچگی کے چھ دنوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

جواب: حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اس پر غسل کرنا فرض نہیں اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے بلکہ جب خون بند ہو جائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آنا

سوال: کوئی شخص حالت جنابت میں ہے اور وہ غسل کرتا ہے جب وہ تمام بدن پر پانی ڈال چکا تو بعد میں اس کو کلی اور غرارے کرنا یاد آتے ہیں اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہو جاتا ہے یا کیا اسے دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا؟

جواب: غسل ہو گیا دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

پانی میں سونا ڈال کر نہانا

سوال: میرے بڑے بھائی نے کہا ہے کہ میں آج سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہایا ہوں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کے اوپر بجلی گر گئی تھی ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جا کر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہالیں ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لیے سونا پہننا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کر دیں کہ سونے کے پانی سے نہانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: پانی میں سونے کی چیز ڈال کر نہانے کا مسئلہ محض لغو ہے کسی نے غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہیں نہائیں گے پاک نہیں ہوں گے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

وضو اور غسل کے متعلق متفرق مسائل

سیلان الرحم (لیکوریا) کا حکم

سوال: عورت کو بیماری کی وجہ سے آگے کی راہ سے پانی کی طرح سفید رطوبت آتی ہے اسے سیلان الرحم اور ڈاکٹروں کی اصطلاح میں لیکوریا کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ پانی اور رطوبت ناپاک ہوتی ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کپڑے یا جسم کو لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از شامی باب نواقض الوضو ج ۱ ص ۲۱۲) خواتین کے فقہی مسائل ص ۴۳۔

جنبیہ دودھ پلا سکتی ہے؟

سوال (۱) جنبی عورت بچے کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

وايضاً ومنها دخان صبغ و نحوه كتبه ذكر مصنوع من شعر الجلد في احد السبيلين على المختار لقصور الشهوة (مراقي الفلاح على صدر الطحطاوي ص ۸۱ فصل عشرة اشياء لايغتسل منها) فتاوی حقانیہ ج ۲ صفحہ ۵۴۳

جو عورت غسل سے معذور ہو اس سے مباشرت کرنا

سوال: ایک عورت دائم المریضہ ہے غسل سے معذور رہتی ہے اور اگر وہ بہت ہی احتیاط سے غسل کرے تو تکلیف ہو جاتی ہے مگر خاوند ضرورتاً ہم بستر ہوتا ہے یا اسے کہا کہ غسل کی نیت سے تیمم کر کے نماز پڑھتی رہا کرو تاکہ غسل نہ کر سکے تو کیا یہ جائز ہوگا؟ یعنی شوہر کا ہمبستر ہونا اور بیوی کا تیمم سے نمازیں پڑھنا؟

جواب: یہ صورت جائز ہے۔ شوہر کا ہمبستر ہونا بھی اور بیوی کے لیے تیمم سے نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم (مفتی محمد شفیع)

انجکشن اور جونک کے ذریعے خون نکالنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

سوال: انجکشن کی (سرنج) کے ذریعے خون نکالتے ہیں اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نکلا ہوا خون بہہ جانے کی مقدار میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ کبیری میں ہے کہ "اگر فصد لگائی اور بہت سارا خون زخم سے نکلا اور زخم کے ظاہری حصہ کو ذرا سا بھی خون نہ لگا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ الخ" (صفحہ ۱۲۹)

انجکشن کے ذریعہ خون کا نکالنا ناقض وضو ہے

سوال: اگر کوئی شخص انجکشن کے ذریعہ بدن سے خون نکالے تو اس سے وضو پر کیا اثر پڑتا ہے؟ یہ خون سوئی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اور بدن کے کسی حصہ پر یہ خون نہیں لگتا۔ جہاں موضع طہر کا حکم نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر ناقض وضو ہونے کا شبہ ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں خون کا بدن کے کسی حصہ پر نہ لگنے کے باوجود ناقض وضو ہے کیونکہ اگر یہ خون شیشے میں نہ جاتا تو اس کا جسم پر بہہ جانا لازمی امر تھا۔ شیشے کا وجود ایک خارجی مانع ہے اس سے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

قال ابن عابدين: فالاحسن ما في النهر عن بعض المتأخرين من ان المراد السيلان ولو بالقوة اي فلو دم الفصد و نحوه سائل الى ما

یلحقه حکم التطهیر حکماً نص (رد المحتار علی الدر المختار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۲)

قال فی الهندیة: القراد إذا مص عضو انسان فامتلأ دماً ان کان صغیراً لا ینقض وضوءه کما لو مصت الذباب او البعوض وان کان کبیراً ینقض وکذا العلقة اذا مصت عضو انسان حتی امتلأت من دمه انتقض وضوءه کذا فی محیط السرخسی (الهندیة نواقض الوضوء ص ۱۱ ج ۱) ومثله فی خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ص ۷ الفصل الثالث فی نواقض الوضوء) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۱۹

مصنوعی بالوں کا وضو وغسل میں حکم

سوال: موجودہ دور میں خواتین اپنے بالوں کو لمبا اور گھنا ظاہر کرنے کے لئے مصنوعی بال لگاتی ہیں، غسل یا وضو میں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگرچہ یہ عمل شرعاً ممنوع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے عمل کو موجب لعنت قرار دیا ہے لیکن اگر یہ عمل کر بھی لیا جائے تو غسل میں چونکہ عورتوں پر صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہوتا ہے اس لئے وضو اور غسل میں ان خارجی بالوں کا ہٹانا ضروری نہیں بشرطیکہ وضو میں چوتھائی سر کا مسح اصلی بالوں پر ہو، ہاں اگر مصنوعی بالوں پر مسح کیا جائے تو وضو جائز نہ ہوگا۔

لما قال العلامة برهان الدین المرغینانی: لیس علی المرأة ان تنقض ضفائرها فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر (الهدایة ج ۱ ص ۱۳ فصل فی الغسل)

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: لا یضر عدم نقض المضفور من شعر المرأة ان سری الماء فی اصوله اتفاقاً الخ (مراقی الفلاح علی صدر الطحطاوی ص ۸۲ فصل فرائض الغسل، ومثله فی کبیری ص ۴۷ فرائض الغسل) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۳۶

چھوٹے بچے کی قے کا حکم

سوال: چھوٹے شیر خوار بچے کی قے پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

جواب: چھوٹا شیر خوار بچہ یا بڑا آدمی منہ بھر کے قے کرے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ
ہے، کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو دھونا ضروری ہے۔ البتہ اگر منہ بھر کے نہ ہو تھوڑی سی قے ہو
جس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو وہ ناپاک نہیں ہے۔ جیسا کہ "مراقی الفلاح" میں لکھا ہے کہ جن چیزوں
کا انسانی بدن سے نکلنا وضو کو توڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ جیسے کہ مذی ودی استحاضہ اور منہ بھر کے قے
وغیرہ۔ (صفحہ ۸۳) اور وہ وضو نہیں توڑتیں وہ ناپاک نہیں جیسے وہ قے جو منہ بھر کر نہ ہو اور جیسے کہ
خون صحیح قول کے مطابق پاک ہے۔ (طحطاوی علی المراقی صفحہ ۸۳)

دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کا حکم

سوال: ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو غذا کھانا شروع
نہ کی ہو خواہ بچہ ہو لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں
پر پیشاب کر دیں تو بھی مائیں اکثر بغیر اس کو دھوئے ضروری نہیں سمجھتیں، کیا حکم ہے؟
جواب: یہ خیال بالکل غلط ہے، ایسے شیر خوار بچے کا خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی پیشاب ناپاک
ہے۔ فقہاء نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کا
دھونا ضروری ہے۔ اگر بدن پر لگ گیا ہو تو بدن بھی پاک کرنا ضروری ہے۔ اگر کپڑا اور بدن پاک
کیے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی لوٹانا ضروری ہوگا۔
درمختار میں ہے کہ وہ نجاست غلیظہ جیسے پاخانہ اور پیشاب وغیرہ میں ہتھیلی کی مقدار (روپے کے
برابر) کی مقدار معاف ہے۔ جیسے غیر ماکول اللحم حیوان کا پیشاب اگرچہ ایسے چھوٹے
بچے کا پیشاب ہو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو۔ الخ اور مراقی الفلاح میں بھی چھوٹے بچے کے
پیشاب کو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے الخ
بہشتی زیور میں بھی اسے نجاست غلیظہ لکھا ہے۔ (حصہ دوم)

انجکشن کے ذریعے عورت کے رحم میں مادہ منویہ پہنچانا
تو عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں

سوال: انجکشن کے ذریعے جو مرد کی منی کو عورت کے رحم میں پہنچائی تو کیا عورت پر
غسل واجب ہوگا؟
جواب: اگر اس عمل سے شہوت پیدا ہوئی تو وجوب غسل راجح ہے اور اگر مطلقاً شہوت پیدا نہ

درمختار میں ہے "کما کرہ تحریماً استقبال قبلة واستدبارها لاجل بول او غائط الخ" (درمختار مع ردالمحتار صفحہ ۳۱۲)

لہٰذا صورت مرقومہ میں جس میں استنجاء خانہ کی نشست قبلہ کی جانب ہو تو بیٹھتے وقت چاہیے چہرہ قبلہ کی طرف ہو نہ ہی پشت، ورنہ سخت ممنوع اور گناہ کا کام ہے اس لئے بیت الخلاء میں ان نشستوں کو درست کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ (فتاویٰ رحیمیہ)

باب: زخم کی پٹی، جرابوں اور خفین پر مسح کرنے کے بیان میں

عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں؟

سوال: ہماری والدہ جو کافی معمر ہیں سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزے پہن لیں تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں؟

جواب: عورتیں بھی مسح کرسکتی ہیں مردوں کی طرح۔ ([illegible])

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم

سوال: اگر ایسے بوٹ پہنے ہوں کہ جن میں ٹخنے چھپ جائیں اور مضبوطی بھی اس درجہ کی ہو کہ ان میں چلنا ممکن ہو تو کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ اگر ہے تو کیا ان میں پیدل چلنا تین میل سے زائد ہو سکتا ہو؟

جواب: ایسے بوٹوں میں جواز مسح کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں لہٰذا ان پر مسح کیا جاسکتا ہے۔

قال الحصکفیؒ: شرط مسحه ثلاثة امور الاول كونه ساتر محل فرض الغسل القدم مع الكعب او يكون نقصانه اقل من الخرق المانع فيجوز على الزربول لو مشدوداً والثانی كونه مشغولاً بالرجل ليمنع سراية الحدث الثالث كونه مما يمكن متابعة المشي المعتاد فيه فرسخاً فاكثر

قال ابن عابدينؒ (قوله لو مشدوداً) لان شده بمنزلة الخياطة وهو مستمسك بنفسه بعد الشد كالخف المخيط بعضه ببعض فافهم وفي البحر عن المعراج ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهر القدم وله ازرار يشدها عليه تسده لانه كغير المشقوق الخ

معروف جرابوں پر مسح کا حکم

سوال: بازار میں جو عام جرابیں ملتی ہیں جن کو بعض لوگ موزوں سے بھی موسوم کرتے ہیں کیا ان پر مسح جائز ہے اور جب کہ اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے دور کے موزے مفقود ہیں تو کیا اب حکم کا اطلاق ان پر ہوگا؟

جواب: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے چمڑے کے موزوں کا مفقود ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ مدعی کے ذمہ اس کا ثبوت ہے بلکہ یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ بے شمار احادیث میں آپ کا موزوں پر مسح کرنا موجود ہے۔ احادیث کی کوئی کتاب باب مسح علی الخفین سے قطعاً خالی نہیں ہوگی بلکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سنت والجماعت سے ہونے کے لیے مسح علی الخفین کے قائل ہونے کی شرط لگائی ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۴۲)

حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"جو مسح علی الخفین کا انکار کرے اس پر کفر کا خوف ہے"

اسی طرح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا جو مسح علی الخفین جائز سمجھتے ہیں۔"

ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ مسح علی الخفین تمام اہل بدر اہل حدیبیہ اور دیگر مہاجر اور تمام صحابہؓ نے کیا ہے۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا معمول مسح علی الخفین کا تھا۔ خف اصل میں چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے اور جو فقہاء جرابوں پر مسح جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس قسم کے جراب پر جو رہے مسح کے قائل ہیں جو موزوں کے حکم میں ہوتے ہیں۔ مثلاً ایسے موٹے ہوں کہ وہ تین میل تک بغیر جوتے کے چلا جا سکے اور وہ بغیر کسی چیز ربڑ وغیرہ کے باندھے ہوئے پنڈلی پر کھڑے رہیں اور اگر پانی اوپر گرے تو اندر داخل نہ ہو، دیکھئے دوسری طرف تری نہ آئے۔ وغیرہ ذالک

بازاری جراب موزے کے حکم میں نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ موزوں پر بھی مسح جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن میں غسل رجلین کا حکم ہے اور موزوں پر مسح کر لینے سے غسل رجلین حقیقتاً پایا نہیں جاتا لیکن چونکہ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے اس لیے ہم جواز مسح علی الخفین کے قائل ہوتے ہیں۔ مسح علی الجوربین کے بارے میں اس درجہ کی روایات موجود نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث میں آپ کا جوربین

کوئی ساعت نہیں۔ مثلاً پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ
طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا اس
وقت تک اس کا وضو باقی رہے گا البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی
جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اور پھر سے وضو کرنا پڑے گا اس کی مثال یہ
ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر
کا وقت رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر پاخانہ یا پیشاب کیا گیا یا سوئی
چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا پھر وضو کریں لیکن جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا
وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کریں اور
اس وضو سے فرض نفل جو چاہے پڑھیں اور جتنی چاہیں پڑھیں۔ (درمختار صفحہ ۲۰۴ جلد ۱)

آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگتے ہیں کہ پورا ایک نماز کا وقت اس طرح گزر
جائے کہ برابر خون بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے ادا کر سکیں اگر
اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتے ہیں تو اس کو معذور نہیں کہیں گے البتہ جب پورا
ایک نماز کا وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ شخص معذور ہو
گیا اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت نیا وضو کر لیا کرے پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے تو
اس میں ہر وقت خون بہنا شرط نہیں ہے بلکہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور
سارے وقت بند رہے تو بھی معذور رہنا باقی رہے گا ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا نماز کا وقت اس
طرح گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہے گا اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی
دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (تحفہ صفحہ ۵ جلد ۱ الشیخ مسائل ج ۱ ص ۴۰)

طہارت کیلئے معذور ہونے کی شرائط

سوال: طہارت کے بارے میں شرعی طور پر معذور کسے شمار کیا جائے گا؟ اس کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: طہارت میں معذور شمار ہونے کے لیے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا
وقت اس پر ایسا گزر جائے کہ اس میں اسے اتنی بھی مہلت نہ ملے کہ وہ وضو کرکے بغیر اس عذر
کے نماز پڑھ سکے۔ (یعنی دوران وضو اور نماز یہ عذر لاحق نہ ہو) اور اگر کسی ایسے وقت میں ایسا ہو چکا
ہے جس میں وضو کرکے نماز ادا کرنے کی مہلت بغیر اس عذر کے میسر نہیں ہوئی تو یہ شخص شریعت کی نظر میں

...پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا اشارہ سے سجدہ کریں؟

جواب: جو مریض سجدہ نہ کر سکے وہ اشارے سے کرے، سجدہ کے لیے اٹھا کے کوئی چیز نہ رکھے۔

(دارالعلوم دیوبند ص ۴۲۳ ج ۱)

ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے؟

سوال: کسی کے ہاتھ پیر پر زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ زخم بڑھنے کا ہو تو کس طریقے سے مسح کریں؟ (۱) زخم کے آس پاس تو بہت خشک ہو چلا ہے اگرچہ پیپ نکلتا ہے تو کیا پھاہے پر مسح کر لیں اگر اس سے پانی بہہ جانے کا اندیشہ ہو تو آس پاس مسح کریں اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ (۲) اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کریں (۳) اور غسل کی ضرورت میں کیا کریں؟

جواب: جب دھونے سے زخم کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح کرنا درست ہے، مسح میں زخم کی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے۔ وہاں تو یہ حکم ہے کہ اگر پٹی نہیں اور پھاہے کے ہاتھ پھیرنے میں کوئی اندیشہ نہیں تو اس جگہ پر تر ہاتھ پھیر لیں اگرچہ کچھ جگہ وہاں خشک رہ جائے اور پٹی پر مسح کرنے میں زخم بڑھنے کا خوف ہو تو پٹی یا پھاہے پر تر ہاتھ پھیر لیں۔ آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگرچہ زخم کی جگہ سے زیادہ ہو جب بھی پوری پٹی پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کریں جیسے کہ اوپر لکھا گیا اور باقی بدن کو دھو لیں اور پانی بہائیں۔ فقط (دارالعلوم دیوبند ص ۴۲۳)

زخمی اعضاء کا حکم

مسئلہ: اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں کوئی زخم یا پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہو تو پانی نہ ڈالیں بلکہ وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لیں، اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیریں، اتنی جگہ چھوڑ دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں زخم ہے یا وہ پھٹ گئے ہیں یا ان میں درد ہے یا کوئی اور بیماری ہے مگر اس حالت میں ان کا دھونا مضر نہیں ہے، دھونے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی تو دھونا فرض ہے۔ (طحطاوی)

مسئلہ: اگر اعضائے وضو پر کوئی زخم یا پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس پر کھرنڈ جم جائے اور وضو کرنے کے بعد اس کو نوچ ڈالے اور خون وغیرہ کچھ نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ایسے ہی

ضروری ہے یا کہ شیرخوار بچے کا پیشاب پاک ہے؟

جواب:۔ شیرخوار بچے کا پیشاب بھی بڑوں کی طرح نجس ہے' اس کی وجہ سے کپڑوں کو دھونا چاہئے' البتہ فرق اتنا ہے کہ شیرخوار بچے کے پیشاب سے بچنا مشکل ہوتا ہے' اس لئے اس صورت میں پورے کپڑے کا دھونا ضروری نہیں صرف پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہا دے کہ اس پانی سے یہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے تو کافی ہے۔

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالیؒ و بول ما لا یاکل لحمه کالآدمی ولو رضیعا قال الشیخ السید احمد الطحطاویؒ (قوله ولو رضیعا) لم یطعم سواء کان ذکرا او انثی (طحطاوی حاشیه مراقی الفلاح ص ۱۲۳ باب الانجاس)

قال العلامة الحصکفیؒ وبول غیر ماکول ولو من صغیر لم یطعم قال ابن عابدینؒ (تحت قوله لم یطعم) ای لم یاکل فلا یعتبر شربه (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۱۸ باب الانجاس مطلب فی طهارة بوله) فتاوی حقانیہ ج ۲ ص ۵۸۳

کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بستی میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پاخانہ کے لئے بٹھاتی ہیں۔ اس پر پیشاب پاخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ سادہ کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ مذکورہ رواج غلط ہے' اس کا ترک ضروری ہے' کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا بہرصورت اس پر پیشاب وغیرہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے اس لئے وہ قابل احترام ہے۔ و کذا ورق الکتابة لصقالته و تقومه المحترم ایضا لکونه آلة لکتابة العلم ولذا علله فی التاترخانیة بان تعظیمه من ادب الدین الخ

ترجمہ: یعنی جو سادہ ورق لکھنے کے قابل ہے وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی کپڑے کی طرح ہے۔ (نجاست دور نہ کرے گا بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور قیمتی بھی ہے اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے تو اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۳۱۵ فصل فی الاستنجاء) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۹۰

دھوئے جائیں۔ (دارالعلوم دیوبند)

چوہے کی مینگنی کا حکم

سوال: چوہے کی مینگنی کی بابت مفصل احکام کیا ہیں؟ تیل یا گھی یا کسی شربت یا سرکہ دودھ وغیرہ میں اگر پائی جائے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک سمجھی جائے گی؟ پھولنے یا ریزہ ریزہ ہونے سے یا صورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: چوہے کی مینگنی کے بارے میں اصل یہ ہے کہ چوہے کی مینگنی کا جب تک اثر ظاہر نہ ہو یعنی تر یا منتشر ہوکر اس کا اثر کھانے میں رنگ وغیرہ پر غالب نہ ہوجائے تب تک وہ کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی اور شامی جلد کے آخر میں مسائل شتیٰ میں لکھا ہے مینگنی تیل، پانی اور گندم وغیرہ کو ناپاک نہیں کرتی۔ لتعذر (ضرورت عامہ کی وجہ سے) سوائے یہ کہ اس کے ذائقہ یا رنگ میں اس کا اثر ظاہر ہو۔ الخ لہٰذا جو اشیاء آپ نے لکھی ہیں چوہے کی مینگنی گرنے سے پاک رہیں گی جب تک کہ وہ مینگنی گل کر ان کے رنگ یا ذائقہ کو نہ بدل دے۔ ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارے میں برابر ہے۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۳۳۴ ج ۱)

شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت (تری) نجس ہے

سوال: بوقت ہمبستری جو رطوبت عورت کے جسم خصوصاً سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں؟ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ جس کپڑے کو وہ لگ جائے بغیر دھوئے اس کا استعمال کیا جائے؟

جواب: وہ رطوبت جو بوقت ہمبستری عورت کے مخصوص حصہ سے نکلے وہ نجس ہے اور نجاست غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۵ ج ۱)

جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہوجائے تو پاک ہوگا یا نہیں؟

سوال: جوتا پیشاب میں تر ہوجائے اور خشک ہوجائے دھونے کے بعد یا پہلے یا پھر وہ تر ہوجائے یا بھیگے ہوئے پاؤں اس میں ڈالے تب بھی پاؤں ناپاک ہوجاتے ہیں اور جوتے کی نجاست دوبارہ لوٹ آتی ہے یا نہیں اور جوتا خشک ہونے سے یا کسی اور صورت سے پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نجاست جسم والی ہو تو رگڑنے سے جوتا پاک ہوجائے گا اور جس کا جسم نہ ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو وہ دھونے سے پاک ہوگا اور جسم دار کو رگڑ کر پاک کیا گیا تو تر ہونے کی وجہ سے

ناپاک نہ ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند)

ناپاک گوشت کو کیسے پاک کریں؟

سوال: پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح (ذبح کے وقت نکلنے والے خون) سے آلودہ ہوجائے یا یہود ونصاریٰ کے خون آلود ہاتھ لگ جائیں (یا اور کوئی نجاست لگے) تو اس گوشت کو کس طرح پاک کرکے کھائیں؟

جواب: تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا۔ جیسا کہ شامی میں ظہیریہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اگر پکنے سے پہلے گوشت کی ہانڈی میں شراب (وغیرہ) گر جائے تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا۔ (دارالعلوم دیوبند ص۲۵۱ ج۱)

ناپاک رومال سے پسینے سے تر چہرہ صاف کرنے کا حکم

سوال: ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا جو کہ پسینے سے تر تھا جس کی وجہ سے رومال تر ہوگیا ایسی صورت میں منہ ناپاک ہوگیا یا پاک رہا؟

جواب: بحر وغیرہ میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر رومال اس قدر تر ہوگیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جاوے تو ناپاک ہووے گا ورنہ نہیں۔ (دارالعلوم دیوبند)

ڈرائی کلینرز سے کپڑے پاک ہونے کا حکم

سوال: ڈرائی کلینرز کے ذریعے کپڑے محلول سے پاک کئے جاتے ہیں لیکن اس میں کپڑا نچوڑا نہیں جاتا بلکہ حرارت سے کپڑا سوکھ جاتا ہے کیا اس طریقے سے دھلے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

جواب: اگر کپڑا پاک ہو صرف میل کچیل ڈرائی کلینرز کے ذریعہ دور کی ہو تو اس سے کپڑے کی طہارت متاثر نہیں ہوتی، تاہم یہ ضروری ہے کہ اس مشین میں اس کے ساتھ ناپاک کپڑا نہ دھلا گیا ہو اور اگر کپڑا ناپاک ہو تو پھر اگر اس پر اتنا پٹرول ڈالا جائے کہ اس سے کپڑے کو نچوڑا جا سکے تو ایسی صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا کیونکہ کپڑے کی نجاست ہر مائع مزیل سے پاک ہوجاتی ہے البتہ اگر میل کچیل حرارت کے ذریعہ دور کیا جاتا ہو اور کپڑا ناپاک ہو تو حرارت کے چلے جانے کے بعد بھی کپڑا ناپاک ہی رہے گا دوبارہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

قال الحصکفیؒ: یجوز رفع نجاسة حقیقیة عن محلها ولو إناء ومأکولا علم محلها او لا بماء ولو مستعملاً به یفتی وبکل مائع

طھر قلیل النجاسۃ (الدر المختار علی صدر رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۹)

لما قال العلامۃ ابو البرکات النسفی یطھر البدن والثوب بالماء وبمائع مزیل کالخل وماء الورد (کنز الدقائق باب الانجاس ج ۱ ص ۵) ومثلہ فی الاختیار ج ص ۳۵ باب الانجاس فتاوی حقانیہ ج ۲ ص ۵۲۶

نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کی تعریف

سوال: ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے سے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تب بھی نماز قبول ہو جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: آپ کو یہ مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے تو کس حد تک معاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ غلیظہ اور خفیفہ۔

نجاست غلیظہ مثلاً آدمی کا پاخانہ، پیشاب، شراب، خون، جانوروں کا گوبر اور حرام جانوروں کا پیشاب وغیرہ یہ سب سیال ہو تو ایک روپے کے پھیلاؤ کے بقدر معاف ہے اور اگر گاڑھی ہو تو ساڑھے چار ماشے وزن تک معاف ہے اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

نجاست خفیفہ مثلاً حلال جانوروں کا پیشاب کپڑے کے چوتھائی حصے تک معاف ہے۔ چوتھائی کپڑے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جس پر نجاست لگی ہو مثلاً آستین الگ شمار ہوگی، دامن الگ شمار ہوگا۔

اور معاف ہونے کا مطلب ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں لیکن اس نجاست کا دور کرنا اور کپڑے کا پاک کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو اور ناپاک کپڑے کو بھی پاک کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو آیا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے یا کپڑا اتار کر برہنہ نماز پڑھے؟ اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ کپڑا ایک چوتھائی پاک ہے اور تین چوتھائی ناپاک ہے۔ ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ برہنہ ہو کر پڑھے گا تو جائز نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو، اس صورت میں اختیار ہے کہ خواہ اس

مسائل استنجا

ٹائلٹ پیپر سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال: آج کل خاص قسم کا کاغذ ملتا ہے جو لکھنے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا صرف استنجاء کے لئے بنایا گیا ہے' کیا اس پر کاغذ کے نام کی وجہ سے استنجاء جائز ہے؟

جواب: کاغذ سے استنجاء کے عدم جواز کی علت عظمت اور تقدس ہے کیونکہ کاغذ عموماً لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ٹائلٹ پیپر چونکہ مخصوص طور پر استنجاء کے لئے تیار کیا گیا ہے اس لئے مروجہ ٹائلٹ پیپر میں کاغذ کی خصوصیت نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استنجا جائز اور مشروع ہے۔

قال ابن عابدينؒ: وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة للكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعاً للنجاسة غير متقوم كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالي وهل إذا كان متقوماً ثم قطع منه قطعة لا قيمة لها بعد القطع يكره الاستنجاء بها أم لا؟ الظاهر الثاني.

(رد المحتار على الدر المختار فصل الاستنجاء ج ۱ ص ۳۴۰)

قال العلامة محمد يوسف البنوريؒ: ثم المراد من الحجر في الحديث كل شيء طاهر غير محترم قالع للنجاسة سواء كان حجراً أو مدراً أو غيرهما (معارف السنن ج ص ۱۱۴ باب الاستنجاء بالحجارة) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۹۰

کیا کلوخ عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے؟

سوال: کلوخ (مٹی کے ڈھیلے) سے استنجاء کرنا پیشاب و پاخانہ کی جگہوں پر جس طرح مردوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کرنا عورتوں کے لیے بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کے لیے ہے۔ شامی میں ہے کہ

"میں کہتا ہوں بلکہ فتاویٰ غزنویہ میں تصریح ہے کہ عورت بھی ایسا ہی کرے گی جیسے کہ مرد استنجاء کرتا ہے۔ قضائے حاجت سے جب وہ فارغ ہو تو ڈھیلوں سے اور کپڑا کے پیچھے کی شرمگاہوں کو خوب جیسے ہے صاف کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے۔ الخ"

شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ کپڑا اور پاک چیز کا ڈھیلا سب برابر ہیں۔ (اس زمانے میں ٹشو پیپر کا بھی یہی حکم ہے۔ مرتب)

شامی ہی میں مرقوم ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے (یا ٹشو) سے استنجاء کر کے پانی سے استنجاء کرے۔ الخ (دار العلوم دیوبند ص ۱۲۷ ج ۱)

گھاس وغیرہ سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال: گھاس اور درخت کے پتوں یا ہڈی سے استنجاء کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہڈی، گوبر، لید، حیوان و جن و انسان کے ماکولات سے شریعت مقدسہ نے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے چونکہ گھاس اور درختوں کے پتے مویشیوں کی خوراک ہے اور ہڈی جنات کے لئے خوراک ہے اس لئے ان کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

لما قال الحصكفيؒ: وكره تحريماً بعظم و طعام وروث يابس كعذرة يابسة ... و فحم و علف حيوان (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۹، ۳۴۰ باب الانجاس، فصل في الاستنجاء)

وفي الهندية: ويكره الاستنجاء بالعظم والروث والرجيع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر (الهندية ج ۱ ص ۵۰ الفصل الثالث في الاستنجاء)

ومثلہ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۲، ۲۵۳ فصل فی الاستنجاء۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۹۴

کعبہ کی طرف رخ کر کے پیشاب پاخانہ کرنے کا حکم

سوال: کعبہ کی طرف پیٹھ یا منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبلہ کی طرف منہ کرکے یا پیٹھ کرکے قضائے حاجت کرنا مکروہ تحریمی ہے ناجائز ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں حکم فرمایا کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرکے قضائے حاجت نہ کی جائے۔ اور اگر کوئی بیت الخلاء اس طرح بنا ہو جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں ہو جاتا ہے تو اگر مجبوری میں وہاں کرنا پڑ جائے تو قبلہ سے منحرف ہو کر بیٹھے۔ اگر تھوڑا سا بھی ترچھے ہو کر بیٹھ جائے تو بہتر ہے ورنہ استغفار کرے، اس کا انجام دیا جائے تاکہ قبلہ کا احترام ضروری ہے۔ (مفس)

مغربی طرز کے بیت الخلاء میں پیشاب کرنا

سوال: آج کل بعض مقامات پر مغربی طرز کے بیت الخلاء بنائے جاتے ہیں جن میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑتا ہے کیا اس قسم کے بیت الخلاء میں پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اگرچہ بوقت ضرورت جائز ہے لیکن بلا ضرورت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ البتہ آج کل مغربی تہذیب کے مطابق بنائے گئے بیت الخلاء کے استعمال میں ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے اور دوسرے کفار کے ساتھ تشبہ کا خوف ہے اس لئے مغربی طرز کے مطابق بنائے گئے بیت الخلاء میں اسی تہذیب کے مطابق کھڑے ہو کر پیشاب وغیرہ کرنا مناسب نہیں۔

لما قال الحصكفيؒ: وكره تحريماً استقبال قبلة واستدبارها ... وكره أن يبول قائماً أو مضطجعاً أو مجرداً من ثوبه بلا عذر (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۳ فصل في الاستنجاء)

وفي الهندية: يكره أن يبول قائماً أو مضطجعاً (الهندية ج ۱ ص ۵۰، الباب السابع في الاستنجاء) فتاوى حقانيه ج ۲ ص ۲۴۳

بیت الخلاء میں قرآنی آیات یا احادیث کے اوراق سمیت جانا

سوال: کیا قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جاتے وقت جیب میں آیات قرآنی یا احادیث کے اوراق ہوں تو ایسی حالت میں بیت الخلاء میں جانا اور قضاء حاجت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شریعت اسلامی میں ہر معظم شے کی تعظیم و احترام کا حکم ہے چونکہ آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے اوراق انتہائی معظم و مکرم ہیں اور بیت الخلاء میں ساتھ لے جانے سے ان کی تحقیر عود کر آتی ہے اس لئے قصداً ساتھ لے کر جانے سے اجتناب کیا جائے۔ البتہ اگر تعویذ وغیرہ موم جامہ ہو یا جیب

رکھا ہوتے وقت اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے جس میں محمد رسول اللہ نقش ہوتا تھا۔ البتہ اگر ایسے کاغذات جیب سے باہر رکھنے پر ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو پھر ساتھ لے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

لما قال الشیخ وھبۃ الزحیلی لایحمل مکتوباً ذکر اسم اللہ علیہ و کل اسم معظم کالملٰئکۃ والعزیز والکریم و محمد و احمد لما روی انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل الخلاء وضع خاتمہ وکان فیہ محمد رسول اللہ فان احتفظ بہ و ستر علیہ من السقوط فلاباس (الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۱ ص ۲۰۳ آداب قضاء الحاجۃ) فتاوی حقانیہ ج ۲ ص ۱۰۲

قضاء حاجت کے دوران برش یا مسواک کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کہ ایک شخص قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں بیٹھا ہوا ہے مگر اسی دوران وہ مسواک بھی کررہا ہے تو کیا ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: قضاء حاجت کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص قضاء حاجت کے دوران قضاء حاجت کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کرے نہ آسمان کو دیکھے اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر رکھے اور نہ دائیں بائیں طرف دیکھے اسی طرح اس دوران مسواک وغیرہ کرنے سے بھی اجتناب کرے۔

لما قال الشیخ وھبۃ الزحیلی: یستحب ان لاینظر الی السماء ولا الی فرجہ ولا الی مایخرج منہ ولا یعبث بیدہ ولایلتفت یمیناً ولا شمالاً ولا یستاک لان ذلک کلہ لا یلیق بحالہ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۱ ص ۲۰۶ آداب قضاء الحاجۃ)

قال الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (تحت قول النبیؐ) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل الخلاء وضع خاتمہ یعنی ینزع خاتمہ من الاصبع ثم یضعہ خارج الخلاء ولایدخل الخلاء مع الخاتم و ھذا لتعظیم اسم اللہ عزوجل و یدخل فیہ کلما کان فیہ اسم اللہ من القرطاس و الدراھم الخ (بذل المجہود ج ۱ ص ۳ (باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ تعالی یدخل بہ الخلاء)

لما فی الھندیۃ ولاینظر لعورتہ الالحاجۃ ولاینظر الی مایخرج منہ

ولا يعرق ولا يمتخط ولا يتنحنح ولا يكثر الالتفات ولا يعبث بيده
ولا يرفع بصره الى السماء الخ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۵۰
فصل في الاستنجاء) فتاوى حقانية ج ۲ ص ۲۰۲

کنویں کے مسائل

کنویں میں چھپکلی گرنے کا حکم

سوال: چھپکلی میں بہنے والا خون ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنویں میں گرنے اور مرنے سے کیا حکم کیا جائے گا؟

جواب: چھپکلی میں بہنے والا خون نہیں سمجھا گیا البتہ بڑی قسم جیسے کہ گرگٹ کہ اس میں بہنے والا خون ہے اس کے گرنے سے کنواں نجس ہو جائے گا چھپکلی سے نجس نہ ہوگا لیکن احتیاطاً بیس یا تیس ڈول نکال دیے جائیں۔ اگر گرگٹ پھول کے پھٹ جائے تو سارا پانی نکالا جائے۔ شامی باب المیاہ میں لکھا ہے کہ بڑی چھپکلی (گرگٹ وغیرہ) میں بہنے والا خون ہوتا ہے۔ (مفتی ظہیر الدین)

اس کنویں کا حکم جس میں مرا ہوا حیوان نکالنا مشکل ہو

سوال: اگر کنویں میں مرغی کا بچہ گر کر مر جائے اور کنویں سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو اور تمام پانی کا نکالنا ممکن ہو تو تین سو ڈول نکالنے کے بعد بھی کنویں میں نجاست کی موجودگی میں پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی حالت میں جبکہ تمام پانی کا نکالنا ممکن ہے اور نجاست کا نکالنا بھی انسان کے بس میں نہ ہو تو کنویں سے اتنی مدت تک پانی استعمال نہیں کیا جائے گا جب تک وہ مٹی نہ ہو جائے بعض نے چھ مہینے تک کی تحدید کی ہے۔

قال ابن عابدینؒ قلت لو تعذر ايضاً ففي القهستاني عن الجواهر
لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك
مدةً يعلم انه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة اشهر
(رد المحتار على الدر المختار فصل في البئر ج ۱ ص ۲۰۳)

قال محمد عبدالحي: و ذكر القهستاني في جامع الرموز نقلاً عن
الجواهر لو وقع فيها عصفور فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها
فنجسة فيترك مدةً يعلم انه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة

میں تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ تیمم کی اجازت اس وقت ہے جب پانی نہ ملے۔ شہر، قصبہ اور گاؤں میں ایسی صورت بہت کم پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے لیکن اگر ایسا بھی اتفاق ہو جائے تو پردہ دار عورتوں کو پانی ملنے کی کوئی صورت نہ ہو اور وقت تنگ ہوا جا رہا ہے تو وہ تیمم سے نماز پڑھ لیں قضا نہ کریں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند)

اور بعد میں وضو کر کے اپنی نماز دوہرا لیں۔ (مفتی ظفیر الدین)

مسجد کی زمین پر تیمم کرنے کا حکم

سوال۔ مسجد کی زمین سے تیمم درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ اس پر تیمم درست ہے مگر بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۱ ص ۵۰)

پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے یا نہیں؟

سوال۔ لکڑی، پتھر، کپڑا، جائے نماز، فرش یا دیوار خشک یا سبز گھاس ان میں جب کسی پر ذرا سا غبار بھی نہ ہو تو ان سے تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ لکڑی اور کپڑے پر بغیر غبار کے تیمم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے اور پتھر و پہاڑ مٹی کی جنس ہیں اور جو چیز بلا غبار بھی تیمم کرنا درست ہے لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی تیمم کے لیے کافی ہے۔ (دارالعلوم ص ۱۸)

(جیسا کہ فتاوی شامی، منیہ، مستملی، فتح القدیر وغیرہ میں ہے۔ مفتی ظفیر)

صاحب عذر کے لئے خادم نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم

سوال۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں پر ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے یہ شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو تو کیا یہ شخص اجرت کے لئے خادم رکھے گا یا تیمم کر سکتا ہے؟

جواب۔ اس پر خادم رکھنا ضروری نہیں، جب خادم یا معاون کی کوئی ممکن صورت میسر ہو تو وضو کرے ورنہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

قال فی المجتبیٰ وکان لا یجد من یوضئه ولا یقدر بنفسه اتفاقاً وان وجد خادماً کعبده وولده واجیره لا یجزیه التیمم اتفاقاً (البحر الرائق باب التیمم ج ص ۱۴۰)

ایسے عذر سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص کے سر میں ایسا درد ہو کہ وہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمم کرے۔
فتاوی شامی میں اس بات کی صراحت ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے بیمار ہونے کا غالب گمان ہو یا سابقہ تجربہ کے مطابق ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔

لہٰذا اس صورت میں عورت تیمم کرے اور شوہر کو جماع سے منع نہ کرے۔ تیمم کرنا اس عورت کے لیے اس وقت تک درست ہے جب تک مذکورہ مرض لاحق ہونے کا خوف ہے پھر جب یہ خوف جاتا رہے تو غسل کیا کرے۔ (دارالعلوم دیوبند)

پانی نہ ملنے پر تیمم کیوں ہے؟

سوال: پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرایا جاتا ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟

جواب: ہمارے لیے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ویسے قرآن کریم نے اس کی مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم شکر کرو۔ (سورۂ مائدہ)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنایا ہے جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمہ کے فوائد میں لکھتے ہیں مٹی طاہر (پاک) ہے اور بعض چیزوں کے لیے مثل پانی کے مطہر (پاک کرنے والی) بھی ہے۔ مثلاً خف (چمڑے کا موزہ) یا تلوار آئینہ وغیرہ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہو جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے اور تیمم (ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں) گویا اشارہ ہے جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے تو اس وقت مفقودی پانی کے قائم مقام کی گئی۔ اس کے سوا جس اصول جو سورہ میں کا بیان ہوا تھا ہے کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے۔ علاوہ ازیں خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہے۔ کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں جیسے کہ ایک آیت میں مذکور ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند سورۂ مائدہ آیت ۴۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ ص)

جو قفل میں قید ہو اس کے لئے تیمم کا حکم

سوال:- ایک مسئلہ دریافت طلب ہے کہ مثلاً کوئی اپنے مکان کے اندر ہے اور غلطی سے ملازم باہر سے قفل بند کر کے چلا گیا ہے، مالک مکان اندر ہے اور نماز کا وقت آ گیا اور مکان میں پانی موجود نہیں ہے اور حتی الوسع مالک مکان نے کوشش کی کہ کسی کو آواز دے کر پانی لے مگر نہ ملا اور وقت نماز کا نکلا جاتا ہے آیا وہ تیمم سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر پڑھ سکتا ہے تو بعد پانی ملنے کے وہ اس تیمم والی نماز کو قضا کرے یا نہیں؟

جواب:- پڑھ سکتا ہے، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ کرے۔ لانہ یجوز من جہۃ العبد۔
۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ (تتمہ اولیٰ ص ۲۶)

تیمم کرنے کا طریقہ

سوال: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پاک ہونے کی نیت کر کے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح منہ پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی خالی نہ رہے پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

سرد ملکوں میں تیمم کرنے کا حکم

سوال:- اس جگہ برف وہاں باری بہت ہوتی ہے۔ سردی بھی بکثرت ہوتی ہے۔ ہوا نہایت سرد چلتی ہے وضو کرنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے حتی کہ دست و پا اکثر کچھ ساعت بالکل معطل رہتے ہیں۔ اس صورت میں تیمم پاک سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب:- فی الدر المختار باب التیمم او برد یہلک الجنب او یمرضہ ولو فی المصر اذا لم تکن له اجرۃ حمام ولا ما یدفئه وفی رد المحتار قیده بالجنب لان المحدث لا یجوز له التیمم للبرد خلافاً لبعض المشایخ الی قوله وکانه لعدم تحقق ذلک فی الوضوء عادة وفیه ایضا نعم مفاد التعلیل بعدم تحقق الضرر فی الوضوء عادۃ انه لو تحقق جاز فیه ایضا اتفاقاً اھ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر کہیں شاذ و نادر ایسی صورت ہو کہ وضو کرنے سے ہلاکت یا

کتاب الحیض

(ماہواری کا بیان)

حیض

عورت کو عام طور پر ہر مہینے رحم سے آنے والا خون جو آگے کی راہ سے نکلتا ہے حیض کہلاتا ہے۔ تسہیل کی غرض سے اصطلاحی تعریف سے اعراض کیا ہے۔ کما فی بہشتی زیور و تفصیل فی کتب علماء کثیرا ج ۱۲ مرتب۔

حیض آنے کی عمر

نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو خون آئے تو اگر وہ خوب سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر عورت کو پچپن برس سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ب ۲ عالمگیری ص۳۴)

حیض کے رنگ

حیض کی مدت کے اندر (۱) سرخ (۲) زرد (۳) سبز (۴) خاکی (یعنی مٹیالا) (۵) گدلا (یعنی سرخی مائل سیاہ) (۶) سیاہ رنگ آئے سب حیض ہے۔ جب تک گدی بالکل سفید سی دکھائی دے اور جب گدی بالکل سفید رہے جیسی رکھی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔ (ب ۲ ص ۱۷۷) امداد الفتاوی ج ۱ ص ۱۰۱۔

حیض کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی

سوال: حضرت مفتی صاحب! ایک مسئلہ درپیش ہے کہ حیض کی ابتداء کب کیسے اور کس سے ہوئی جو آج تک جاری و ساری ہے برائے کرم اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: حیض ایک مرض ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کو مبتلا کیا ہوا ہے۔ حضرت

خون آتا رہا ہو بند ہی نہیں ہوتا تو یہ عورت غور کرے کہ گزشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا تھا (یعنی آخری بار جتنے دن خون آیا تھا) بس اسی قدر صرف اتنے دن حیض کے ہیں اور اس سے زائد جو خون ہے وہ استحاضہ ہے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

استحاضہ (دس دن سے زیادہ یا تین دن سے کم خون کا آنا استحاضہ کہلاتا ہے) کے دوران نماز اور وضو کس طرح سے ادا کرے؟

سوال: مستحاضہ کے لیے نماز کا حکم کیا ہے؟ وہ نماز کیسے پڑھے اور وضو کب کرے کیونکہ اسے تو خون ہر وقت جاری رہتا ہے یا اسے نماز معاف ہے؟

جواب: استحاضہ والی عورت پر نماز روزہ فرض ہے۔ یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن مجید کو چھو بھی سکتی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی کر سکتی ہے۔ نماز کا وقت آ جانے پر وضو کر کے نماز پڑھے، اگر خون بند نہیں ہوتا تو جب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے۔ (یعنی ہر نماز کے لیے ایک وضو نہیں کرے گی بلکہ پانچ وقت کی نمازوں کے لیے پانچ مرتبہ وضو کرے گی فجر کے وقت ہونے پر، ظہر کا وقت آنے پر اور اسی ایک وضو سے مختلف عبادات تلاوت نفل وغیرہ کر سکتی ہے۔ دوسری نماز کا وقت ہوتے ہی یہ وضو ختم ہو جائے گا۔) اگرچہ نماز پڑھنے میں کپڑے خون سے بھر جائیں اور جائے نماز پر خون لگ جائے۔

جس قاعدے کے مطابق حیض کے ایام پورے ہونے پر غسل کر لے اس کے بعد اگر خون آتا رہے تو جب تک آپ کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھتی رہے۔ اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تب اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے۔ اگر استحاضہ کا خون ہر وقت نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی آتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب خون جاری نہیں ہوتا بند رہتا ہے تو نماز کا وقت آنے پر اس وقت کا انتظار کرے اور جب خون بند ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

حیض کے دوران ایک گھنٹہ سے لے کر ایک رات یا زیادہ وقت خون بند ہو سکتا ہے

سوال: عورت کو حیض کے ایام میں کبھی ایک گھنٹہ، کبھی دو گھنٹے یا کبھی ایک رات تک خون بند رہتا ہے، کبھی ایک دن بھی تو اس دن کو کیا شمار کریں گے؟

جواب: حیض کے دنوں میں مسلسل خون آنا ضروری نہیں ہے بلکہ [illegible]

حیض کا خون آنے کے تو عادت کے ایام میں یا دس دن رات کے اندر اندر جتنی مدت بھی ہو یہ وقت حیض کا ہے جس میں خون نہ آیا (کسی ایک گھنٹہ کی دو گھنٹہ کی ایک رات کی یا ایک دن کا صاف رہی پھر خون آ گیا تو یہ ایک دن جو صاف رہی ہے کا تو حیض ہی میں شمار ہوگا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

طہر کے پندرہ دن کے بعد آ کر تین دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو استحاضہ ہے

سوال: ایک عورت کو گزشتہ حیض کے بعد پندرہ دن طہر کے گزر جانے کے بعد خون آیا۔ اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں لیکن وہ خون تین دن تین رات سے پہلے ہی موقوف ہو گیا تو اب ان ایام کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایام استحاضہ کے ہیں اور ان دنوں میں نہ پڑھی جانے والی نمازیں قضاء پڑھنا اس عورت پر فرض ہیں۔ (مفتی عاشق الٰہی)

دوران نماز حیض آ گیا اب کیا کریں؟

سوال: ایک عورت نے نماز پڑھنا شروع کی دوران نماز حیض آ گیا تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اس عورت نے نماز کا وقت ہونے پر فرض نماز شروع کر دی تھی تو حیض آنے پر وہ فاسد ہو گئی اور اس عورت پر اس نماز کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر نماز کا وقت ہو جانے پر نماز نہ پڑھی بلکہ بالکل آخر وقت میں پڑھنے لگی تھی تب بھی حیض آنے سے یہ نماز بھی معاف ہے اس کی قضا بھی نہیں ہے لیکن اگر سنت یا نفل پڑھتے ہوئے حیض ہوا تو ان کی قضا لازم ہے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

حیض کے متفرق مسائل

حیض والی عورت کا جسم لعاب اور جھوٹا پاک ہے

سوال: حیض والی عورت کا جسم کپڑے اور لعاب پاک ہے۔ نا پاک؟ اس کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے پانی پیتے اور گوشت کے ٹکڑے کو ایک ہی جگہ سے باری باری دانتوں سے توڑتے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ ماہواری کے زمانے میں عورت کے ہاتھ پاؤں سر اور لعاب اور پسینے ہوتے

مسها وحملها و ذكر الله تعالى و تسبيح وزيارة قبور ودخول مصلى عيد (الدر المختار على صدر رد المحتار جلد ۱ ص ۲۹۳ باب الحيض)

قال السيد احمد الطحطاوی: واما كتابة القرآن فلا بأس بها اذا كانت الصحيفة على الارض عند ابی یوسف لانه ليس بحامل للصحيفة وكره ذلك محمد و به اخذ مشائخ بخاری. (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۴۵ باب الحيض، فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۲۷)

حیض بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جا سکتا ہے؟

سوال: عورت کا حیض آنا بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حیض اگر پورے دس دن پر بند ہوا تو شوہر کو غسل سے پہلے جماع کر لینا جائز ہے خواہ پہلی بار حیض آیا ہو یا عادت دس دن کی ہو۔ مستحب بہر حال یہ ہے کہ غسل کر لینے کے بعد جماع کیا جائے لیکن اگر دس دن سے پہلے بند ہوا اگر عادت کے مطابق خون بند ہوا ہے تو نہانے سے پہلے جماع کرنا درست نہیں لیکن اگر عورت نے غسل کرنے میں اتنی تاخیر کر دی کہ ایک نماز کا وقت گزر گیا تو غسل سے پہلے بھی جماع کرنا جائز ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

حیض کے دوران پہنا ہوا لباس پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: حیض کے دوران پہنا ہوا سوٹ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر اس پر داغ نہ پڑے ہوں تو اس میں نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے (اور سوکھ جائے) تو اس کو (کسی لکڑی وغیرہ) سے کھرچ دے پھر پانی سے دھو دے اس کے بعد اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ خون نجاست غلیظہ ہے خواہ حیض کا ہو یا استحاضہ کا یا بدن سے کہیں سے نکلا کپڑا اس سے ناپاک ہو جائے گا لیکن جہاں خون لگا ہے وہ جگہ ناپاک ہوگی اس جگہ کو پانی سے دھو لیا تو پاک ہو جائے گا پورا کپڑا دھونا لازم نہیں یہ سمجھ کر کہ پہنا کپڑا دھونا ضروری ہے

کر دھو دیا تو بہتر ہوگا۔ اگر خون سوکھ جائے تو پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے پھر دھو دیا جائے (اور اگر کہیں خون نظر نہ آئے تو کپڑا ویسے ہی پاک ہے) (فتاویٰ عاشق الٰہی)

عورت ناپاکی کے ایام میں نہا سکتی ہے؟

سوال: میں نے سنا ہے کہ ناپاکی کے دنوں میں نہانا نہیں چاہیے کیونکہ نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ گرمی کی وجہ سے صرف سر بھی دھو لیا جائے تو سر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کم سے کم سات دن تک ناپاکی دور ہوتی ہے اور گرمیوں میں سات دن بغیر نہائے رہنا بہت مشکل ہے براہ مہربانی آپ بتائیں کہ واقعی مجبوری کے دنوں میں بالکل نہیں نہانا چاہیے؟

جواب: عورت کو ناپاکی کے ایام میں نہانے کی اجازت ہے اور یہ نہانا صفائی کے لیے ہے طہارت کے لیے نہیں، یہ کسی نے غلط مسئلہ بتایا کہ اس حالت میں نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل [illegible])

حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کرلے تو اس پر کفارہ لازم آوے گا یا نہ؟

جواب: در مختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

ثم هو كبيرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لا جاهلا او مكرها او ناسيا فتلزمه التوبة و يندب تصدقه بدينار او نصفه و مصرفه كزكوة وهل على المرأة تصدق قال في الضياء الظاهر لا (در مختار باب الحيض) قوله ثم هو اي وطي الحائض (رد المحتار باب الحيض ص ٢٧٥ ج ١ ط س ج ١ ص ٢٩٧ ص ٢٩٩) فتاویٰ دار العلوم ج ١ ص ٢١١

دوران حیض استعمال کیے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

سوال: ان چیزوں کے پاک کرنے کے بارے میں ضرور بتائیے جن کو دوران حیض استعمال کرچکے ہیں مثلاً صوفہ سیٹ کے کپڑے، چارپائی یا ایسی چیزیں جن کو پانی سے پاک نہیں کر سکتے ہیں؟

جب بچے یا استعمال سے ناپاک نہیں ہو جاتیں جب تک نجاست نہ لگے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

کیا عورت ایام مخصوصہ میں زبانی الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے؟

سوال: مخصوص ایام میں عورت کو اگر کچھ قرآنی آیات یاد ہوں تو کیا وہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآن کریم کی آیات پڑھنا جائز نہیں، البتہ بطور دعا کے الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے، اس حالت میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ زبان ہلائے بغیر ذہن میں پڑھتی رہے اور کوئی لفظ بھولے تو قرآن مجید کسی کپڑے کے ساتھ کھول کر دیکھ لے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

عورت سر سے اکھڑے ہوئے بالوں کا کیا کرے؟

سوال: جب عورت سر میں کنگھا کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا نہیں چاہئے ان کو اکٹھا کر کے قبرستان میں دبا دینا چاہئے؟ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: عورتوں کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں اور جو بال سر سے جھڑ جاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں اس لئے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہئے بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہئے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

حیض و نفاس میں دم کرانا

سوال: حیض و نفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم)

ایام عادت کے بعد خون آنا

سوال: ایک عورت کی مستقل عادت ہے کہ ہر مہینہ پانچ روز حیض آتا ہے کبھی کبھی چھ دن بھی ہو جاتا ہے کبھی کبھی تو یہاں تک نوبت آ جاتی ہے کہ غسل کر کے دو تین دن نماز پڑھتی ہے پھر خون آ جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانچ دن کے بعد جب خون بند ہو جائے تو نماز کے آخر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھ لے اگر خون آ جائے تو نماز چھوڑ دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم)

پانچ دن خون پھر تیرہ دن پاکی پھر خون کا کیا حکم ہے؟

سوال: پہلی مرتبہ خون دیکھنے والی لڑکی نے پانچ دن خون دیکھا پھر تیرہ دن پاک رہی اس

کے بعد پھر خون آ گیا تو اب اس خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں شروع کے دس دن حیض ہیں پاکی کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اور بیچ میں پاکی کے سات دن پاکی اور پہلے پانچ دن حیض میں شامل ہوں گے اور یہ حیض بھی ہوگا۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

لیکن اگر عورت کو مسلسل خون جاری رہے اور بیچ میں پاکی کا وقفہ آئے تو ہر ماہ شروع کے دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ شمار ہوں گے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا غسل کرے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو اب نہانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نہانا واجب نہیں وضو کر کے نماز پڑھے البتہ نماز کے آخر وقت تک انتظار کر لینا مستحب ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

ایام عادت (عادت کے دن) سے پہلے خون آ جانے کا حکم

سوال: ایک عورت کو ایام عادت سے چار دن پہلے خون آ گیا اور تقریباً گیارہ دن جاری رہا پھر پاکی کا زمانہ آ گیا اس خون کا شرعی حکم کیا ہے؟ عادت اس کی سات دن کی ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں ایام عادت سے پہلے آنے والا خون استحاضہ ہے اس لیے استحاضہ کے دنوں کی نمازیں اور روزے قضا کرے گی۔

ایام عادت کے ایک دو دن گزرنے کے بعد خون کا حکم

سوال: ایک عورت کو ایام عادت کے تین دن گزرنے کے بعد خون آیا عادت سات دن کی تھی مگر بارہ دن خون آتا رہا ایسی صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں شروع کے چار دن حیض کے ہیں اور باقی استحاضہ کے ہیں اور اس صورت میں عورت کی عادت بدل چکی ہے۔ لہٰذا اگلے ماہ بھی اسی طریقے سے چار دن خون آنے پر عادت جدید معلوم ہو سکے گی اس لیے استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضا پڑھے گی۔

عادت سے زائد خون آیا' دس دن سے بڑھ گیا

سوال: ایک عورت کی تین دن خون آنے کی عادت ہے لیکن ایک مہینہ میں ایسا ہوا ہے کہ تین دن کے بعد بھی خون آتا رہا اب اگر دس دن پورے ہو کر بند ہو گیا یا دس دن پر بند ہو جائے

وسلام کیا جائے۔ (مفتی مرید الرحمن)

حائضہ عورت کیلئے دینی کتابوں کا مطالعہ جائز ہے

سوال۔ حالت حیض میں خواتین دینی کتابوں کا مطالعہ کر سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب۔ حالت حیض میں قرآن کریم کے علاوہ دیگر دینی کتابوں کا مطالعہ شرعاً ممنوع نہیں، البتہ مطالعہ کے لئے بغیر غلاف کے فقہ و تفاسیر کی ورق گردانی کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

لما قال ابن الهمامؒ: قالوا یکرہ مس کتب التفسیر والفقه والسنن لانها لاتخلوا عن آیات القرآن و هذا التعلیل یمنع شروح النحو ایضاً۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۵۰ باب الحیض)

قال ابن نجیمؒ: قالوا یکرہ مس التفسیر والفقه والسنن لانها لاتخلوا عن آیات القرآن ولهذا التعلیل یمنع مس شروح النحو ایضاً (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۰۱ باب الحیض)

ومثله فی الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۳۳۳ باب الحیض نوع فی الاحکام التی تتعلق بالحیض۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۶۱

قرآن کی معلمہ حیض کے دوران کیسے پڑھائے؟

سوال: میں ایک معلمہ ہوں، ناظرہ قرآن پڑھاتے وقت بڑی مشکل ہوتی ہے، بعض بڑی بچیوں سے سنتی اور سبق دیتی رہی ہوں، ایک مفتی صاحب نے مسئلہ بتایا ہے کہ بچوں کو ایسی حالت میں پڑھاتے وقت پوری آیت کے بجائے ایک ایک لفظ کر کے پڑھا دوں اور ہجے بھی کرا سکتی ہوں، کیا دو لفظوں کے درمیان وقفہ کر کے پڑھا سکتی ہوں؟

جواب: ہجے کرانا درست ہے، مگر رواں پڑھنا کسی بھی نہیں ہے، انہوں نے جو مسئلہ بتایا ہے بالکل درست ہے۔ (ص)(مفتی عاشق الٰہی، مفتی مرید الرحمن)

حالت حیض میں تعلیم قرآن کا حکم

سوال۔ آج کل عام طور (لڑکیوں) کے مدارس میں مستورات معلمہ ہوتی ہیں تو کیا ان کے لئے حالت حیض میں بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ تعلیم ناگزیر ہے

جواب۔ شریعت مقدسہ میں حائضہ کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں لیکن جہاں

تلاوت: اگر یہ معلمہ ہوں تو بقول بعض کے قصد سے بہ نیت تعلیم بچی کو پڑھنا جائز ہے اگرچہ امام طحاوی کی تحقیق کے مطابق نصف آیت بھی پڑھ سکتی ہے۔

قال ابن عابدينؒ: (قوله وقراءة القرآن) اى ولو دون آية من المركبات لا المفردات لانه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة كما قدمناه. (ردالمحتار جلد ۱ ص ۲۹۳)

قال الشيخ السيد احمد الطحطاویؒ: قوله وقراءة القرآن اى يمنع الحيض وكذا الجنابة قراءة قرآن وشمل اطلاقه الآية ومادونها وهو قول الكرخی وصححه صاحب الهداية فی التجنيس وقاضيخان فی شرح الجامع الصغير والزيلعی فی القراءة ومشى عليه المصنف فی المستصفى وقواه فی الكافی ونسبه صاحب البدائع الى عامة المشائخ.

(طحطاوی حاشیہ الدرالمختار ج ۱ ص ۵۰ باب الحيض) ومثله فی الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۳۳۳ باب الحيض نوع فی الاحكام التی تتعلق بالحيض) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۲۱

حیض ونفاس وحالت جنب میں مسجد میں دخول کا حکم؟

سوال: حیض ونفاس کے دوران عورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ طواف کے لیے بیت اللہ میں جا سکتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح روضۂ اقدس پر سلام پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حیض ونفاس اور جنب کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، اسی لیے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے اندر بھی نہیں جا سکتی، اسی طرح طواف بھی نہیں کر سکتی البتہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے بغیر صلوٰۃ وسلام پڑھ سکتی ہے۔

حالت حیض میں اعتکاف نہیں ہو سکتا

سوال: حالت حیض میں اعتکاف کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر دوران اعتکاف حیض آ جائے تو کیا کریں؟

جواب: حالت حیض میں اعتکاف کرنا جائز نہیں، اگر دوران اعتکاف حیض آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا بعد میں صرف اسی دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا تھا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

روزے کے دوران حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت کو روزے کے دوران حیض آجائے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزے کے دوران حیض آجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، چاہے نفل ہو یا فرض، دونوں کی قضا لازم ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

حائضہ عورت یا نفاس والی عورت رمضان میں علی الصبح پاک ہو جائے

سوال: عورت حیض یا نفاس سے عین صبح صادق کے وقت پاک ہو جائے تو اب اس کے لیے روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: اگر رات کو پاک ہوئی اور حیض میں پورے دس دن اور نفاس کے پورے چالیس دن ختم آچکے ہوں تو ایسی صورت میں اگر اتنا سا وقت بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر حیض و نفاس کی اکثر مدت سے پہلے ہی پاک ہوئی تو اگر اتنا وقت ہو کہ جلدی سے غسل کر سکے گی مگر اس کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تب بھی روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اگر غسل نہ کیا تو تب بھی یہی حکم ہے کہ روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے بعد میں غسل کر لے۔
(مفتی عاشق الٰہی۔ مولانا اشرف علی تھانوی)

مگر اس سے بھی کم وقت ہو کہ وہ غسل نہ کر سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے لیکن روزے داروں کی طرح رہے اور روزے کی قضا بھی کرے گی۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

حیض ونفاس میں سجدہ تلاوت سننے سے واجب نہیں

سوال: حیض ونفاس کے دوران اگر عورت سجدہ کی آیت سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟ نیز وہ سجدہ شکر ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی عورت پر سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر خود پڑھ لے تب بھی واجب نہیں اور سجدہ شکر بھی نہیں کر سکتی۔ البتہ اگر جنابت کی حالت میں سن لے تو غسل کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

سوال: اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

جواب: اگر عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد خون آئے ہی نہیں تو وہ بچہ کی ولادت کے بعد ہی سے غسل کر کے نماز پڑھے لیکن اگر غسل کرنے سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو یا اس سے جان جانے کا خطرہ ہو تو اور اگر پانی سے بھی کام نہ چلے تو تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب نقصان کا اندیشہ ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر ولادت کے بعد سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے ورنہ لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ ص ۱۱۱ اشرف علی تھانویؒ)

حمل گرنے کی صورت میں آنے والے خون کا حکم

سوال: اگر کسی کا حمل گر گیا تو اس کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس کہلائے گا یا نہیں؟

جواب: حمل گرنے کی صورت میں اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہے اور اگر بچہ بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں تو اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہوگا اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ (مسائل غسل ص ۳۱)

اسے بعض صورتوں میں استحاضہ اور بعض صورتوں میں حیض کہہ سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کر لیں۔ (مفتی عاشق الٰہی)

جڑواں بچوں کی پیدائش پر خون کا حکم

سوال: جڑواں بچوں کی پیدائش پر خون آنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک ساتھ دو بچے ایک حمل سے ہوئے اگر ان کی پیدائش کے درمیان ایک گھنٹہ دو گھنٹہ یا ایک دن سے زیادہ (چھ ماہ سے کم) وقفہ ہو تو پہلے بچے کی پیدائش سے ہی نفاس کا خون مانا جائے گا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

بچہ پورا نہ نکلا اور اس وقت خون کا حکم

سوال: بچہ پورا نہ نکلا ہو تو اس وقت جو خون ہے کیا وہ استحاضہ ہے؟ ایسے وقت میں نماز معاف ہے یا نہیں؟

جواب: آدھے سے زیادہ بچہ نکل آنے پر خون آیا تو وہ نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا

جاری معتبر ہوگا۔ ہاں اگر تبدیل ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ع‌ص)

آپریشن کے ذریعے ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم

سوال: بعض اوقات ولادت میں پیچیدگی کی وجہ سے آپریشن کے ذریعے پیٹ سے بچہ نکالا جاتا ہے تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے؟

جواب: اگر آپریشن کے بعد رحم سے خون جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے اور اگر صرف آپریشن کی جگہ سے ہی نکلا اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہوں گے۔ کذا فی الاختیار (ملخص از ...)

مستحاضہ سے جماع کرنے کا مسئلہ

سوال: ایک عورت کو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے کہ اس کا خون کبھی بھی بند نہیں ہوتا ہر وقت جاری رہتا ہے تو اب اس کا خاوند اس سے ہمبستری کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جتنے دن حیض کے بنتے ہیں ان میں مباشرت کرنا حرام ہے باقی ایام میں کر سکتے ہیں۔ (کذا فی مراقی الفلاح وطحطاوی) (خیر الفتاویٰ ص ۱۴۶ ج ۲)

انجکشن سے حیض بند کرنے کا حکم

سوال: آج کل ایسے انجکشن ملتے ہیں جن کے لگانے سے خواتین کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔ تو مسئلہ حج کے ایام میں خواتین وہ انجکشن لگواتی ہیں اگر ایک عورت کو حیض آنے کی میعاد مقرر ہو کر ہر ماہ اس کو حیض آتا ہو اور اس انجکشن کے ذریعے اس دوران خون نہ آئے تو کیا یہ عورت اپنی میعاد حیض میں جبکہ انجکشن کی وجہ سے خون بند ہے نماز روزہ وغیرہ عبادات کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حیض کا تعلق اس خون کو دیکھنے سے ہے جو بلا کسی سبب کے رحم سے آئے گویا کہ حیض نام ہے خون آنے کا صورت مسئولہ میں چونکہ خون بذریعہ انجکشن بند ہے اس لئے صرف ایام کو حیض نہیں کہا جائے گا اور نہ اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے بلکہ اس قسم کی خاتون کو نماز روزہ طواف وغیرہ سب کچھ جائز و لازمی ہے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الانصاریؒ: یجب ان یعلم بان حکم الحیض والنفاس والاستحاضة لایثبت الا بخروج الدم و ظهوره و هذا هو ظاهر مذهب اصحابنا وعلیه عامة المشائخ (الفتاوی)

(التاتارخانیة ج ۱ ص ۳۳۰ کتاب الحیض نوع فی بیان انه متی یجب حکم الحیض)

وفی الهندیة: اذا رأت المرأة الدم تترک الصلوٰة من اول مرات قال الفقیه وبه ناخذ (الهندیة ج ۱ ص ۳۸ الباب السادس الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس، فتاوی حقانیہ ج ۲ ص ۵۶۵)

حائضہ عورت یا مستحاضہ کا استنجاء میں پانی استعمال نہ کرنا

سوال: میں ایام مخصوصہ میں پیشاب کے بعد استنجاء کے لیے پانی استعمال نہیں کرتی کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ پانی کا استعمال مجھے نقصان پہنچائے گا، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: پیشاب سے نجاست کے لیے پاک ہونے کو پانی یا کوئی بھی ایسی ٹھوس اور پاک چیز استعمال کی جا سکتی ہے جو نجاست کو زائل کر سکے۔ حتیٰ کہ لکڑی، پتھر، مٹی کا ڈھیلا وغیرہ ان اشیاء کو تین یا اس سے زائد بار استعمال کیا جائے تاکہ نجاست زائل ہو جائے۔

احادیث طیبہ میں استنجاء کا پتھروں سے جو حکم ہے وہ عام ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے مستحب ہے، اور مجبوری میں ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسند احمد، ابوداؤد وغیرہ میں اور حضرت سلمان فارسیؓ سے صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں تین مرتبہ استنجاء (پتھروں کے ذریعے) کا ذکر ہے۔ یہی مسئلہ استنجاء کے مسائل میں گزر چکا ہے اور مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تحریر فرمایا ہے۔

حائضہ عورت کے لیے مہندی کا استعمال جائز ہے

سوال: میں نے سنا ہے کہ ماہواری کے دوران پاؤں اور ہاتھوں پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: ماہواری کے دوران عورت کے لیے پاؤں اور ہاتھوں پر مہندی کا استعمال منع نہیں ہے۔ اس کا رنگ پانی سے مانع نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی جسم نہیں ہوتا۔

کیا دوران حیض قرآن کریم لکھ سکتے ہیں؟

سوال: دوران حیض قرآن کریم کی کوئی آیت وغیرہ لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دوران حیض قرآن کریم کا لکھنا جائز نہیں، البتہ کاغذ پر ہاتھ لگائے بغیر صرف قلم

ہاں اگر کوئی سخت ضرورت کے تحت جائز ہے لیکن بہتر ہے کہ نہ لکھے۔ (احسن الفتاویٰ)

حالت جنابت میں کمپیوٹر سے قرآن لکھنے کا حکم

سوال۔ جنابت کی حالت میں قرآنی آیت کی کتابت بذریعہ ٹائپ رائٹر یا کمپیوٹر کیسا ہے؟

جواب۔ شریعت مقدسہ میں قرآن کریم کا احترام اعلیٰ مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی آدمی کے لئے قراءت قرآن (بجز دعا کرنا) درست نہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام نے جنب کے لئے قرآن کریم کا لکھنا بھی منع فرمایا ہے۔ چونکہ ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کے ذریعے حالت جنابت میں قرآن لکھنا ہوتا ہے اس لئے درست نہیں البتہ جس قرآن پر دوسرے ذریعے سے کتابت قرآن کی جا سکتی ہے۔ بغیر جلد قرآنی آیات کا احترام کرے۔

لما في الهندية والجنب لا يكتب القرآن وان كانت الصحيفة على الارض ولا يضع يده عليها وان كان ما دون الآية. (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۳۹ الفصل الرابع في احكام الحيض الخ)

قال السيد احمد الطحطاوي: (تحت قوله و يحرم قراءة آية من القرآن) الابقصد الذكر اي او الثناء او الدعاء ان اشتملت عليه فلا بأس به في اصح الروايات قال في العيون ولو قرأ الفاتحة على سبيل الدعاء او شيئاً من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم يرد به القرآن فلا بأس به (الطحطاوي حاشيه مراقي الفلاح ص ۱۴۲ باب الحيض) و مثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۹۹ باب الحيض۔
فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۶۲۲

حیض ونفاس کے دوران چہرے پر کسی کریم کا استعمال کرنا

سوال: حیض ونفاس کے زمانے میں کریم وغیرہ جیسی چیزیں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیا احادیث میں ایسی کوئی بات ملتی ہے؟

جواب: حضرت ام سلمہؓ سے ترمذی میں مروی ہے کہ ہم چھائیاں دور کرنے کے لئے چہرے پر ورس ملا کرتے تھے (یہ ایک قسم کی گھاس ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ نفاس کے زمانے میں نہانے دھونے کا موقع نہ ملنے کے باعث چہرے پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اور چھائی کا آنا تو ہے جس کے لیے ورس ملا کرتے تھے اس سے کوئی

بارہ دن خون‘ پھر سفید پانی‘ پھر خون آ گیا؟

سوال: ایک عورت کو بارہ دن نفاس آ کر سفید پانی آ گیا بعد میں پھر خون آ گیا اس خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدت نفاس چالیس دن ہے۔ مدت میں جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا درمیان میں جو دن صاف گزرے ہیں وہ بھی نفاس میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق پہلے سے کوئی عادت متعین ہے۔ (یعنی اس کے پہلے بھی بچے ہو چکے ہیں) یا نہیں؟

اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد کا خون استحاضہ شمار ہوگا‘ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ (کذا فی الہدایہ و شرح الوقایہ) اور اگر پہلے سے کوئی عادت متعین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ شمار ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند)

چالیس روز خون کے بعد ہفتہ بعد پھر خون آ گیا

سوال: ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا چالیس روز کے بعد آٹھ سات دن پاک رہی پھر سرخ خون آ گیا کیا یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ؟ پہلے بچے کی مرتبہ نفاس کا خون تیس دن آیا تھا؟

جواب: نفاس اس کا اس مرتبہ چالیس دن کا شمار ہوگا اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا ہے وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ نفاس کے بعد پندرہ دن طہر کے ابھی پورے نہیں ہوئے۔ (کذا فی الشامیہ) (دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۲۴۳)

بچہ ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے؟

سوال: جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے ساتھ کب تک جماع کرنا منع ہے؟

جواب: جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے لیے نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے تو اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر تھوڑا بہت خون آتا رہے تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا ہے۔ چالیس دن کے بعد جائز ہے اور چونکہ نفاس کی کم مقدار کوئی مقرر نہیں لہٰذا اگر چالیس دن سے پہلے (پہلی مرتبہ کی عادت کے مطابق) خون بند ہو جائے تو غسل کے بعد اس سے صحبت کرنا جائز ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مفصل مسائل نماز ص ۲۴۸ ج ۱)

مسائل استحاضہ

(حیض میں تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ اور نفاس میں چالیس دن سے زیادہ آنے والا خون)

پندرہ دن طہر گزرنے سے قبل خون آنے کا حکم

سوال: اگر کسی عورت کو ایک حیض گزر جانے کے دس بارہ دن بعد دوبارہ خون آ جائے تو کیا یہ خون حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ نیز اقل مدت طہر کتنے دن ہیں؟

جواب۔ فقہ حنفی کی تصریحات کے مطابق اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اگر خون پندرہ دن گزر جانے سے قبل شروع ہو جائے اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر نہیں تو یہ خون جو پندرہ دن سے قبل آیا ہے۔ پندرہ دن تک استحاضہ شمار ہوگا اور باقی حیض شمار ہوگا۔

لما قال الحصکفیؒ: واقل الطهر بين الحيضتين او النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها اجماعاً. (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۵ باب الحيض)

قال العلامة عالم بن العلاء الانصاریؒ ومن جملة ذلك العلم المحتاج الی اقل مدة الطهر ولا يمكن معرفة ذلك الا بعد معرفة اقل الطهر واقله خمسة عشر يوماً عندنا (الفتاویٰ التاتارخانیہ ج ۱ ص ۳۲۳ کتاب الحیض، فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۶۵).

طہر (پاکی) کا کیا مطلب ہے؟

سوال: طہر کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کی مدت کیا ہے؟

جواب: طہر کے معنی ہیں حیض کا نہ آنا (یعنی جب حیض عادت کے مطابق پانچ دن یا سات دن پورے ہو جائیں اور اس کے بعد حیض نہ آئے تو اگلے حیض کے آنے تک اس مدت کو طہر کہا جاتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت پندرہ دن اور پندرہ رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جبکہ

حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے۔ (ملخص از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ و مفتی عزیز الرحمٰن)

تین ماہ مسلسل حیض کا خون آئے تو اس کا حکم

سوال: اگر کسی عورت کو باقاعدہ تین مہینے تک خون آتا رہے تو حیض کو کس طرح شمار کریں گے؟

جواب: ہر ماہ عادت کے مطابق (اگر عادت مقرر ہو تو) ایام شمار کریں گے باقی ایام کو طہر (پاکی) کا حکم دیں گے۔ اگر عادت مقرر نہ ہو تو دس دن جو کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے حیض شمار کریں گے اور باقی ایام جو مدت حیض یا عادت کے ایام سے زائد ہیں کو استحاضہ شمار کریں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن و مولانا اشرف علی تھانوی)

عادت والی عورت کے ایام کی بے ترتیبی کا حکم

سوال: ایک عورت کی عادت پانچ دن حیض کی تھی اب مہینے میں کبھی دس دن خون آتا ہے کبھی بارہ دن اب بتایئے کہ پانچ دن کے بعد یہ عورت حائضہ کے حکم میں ہے یا پاک ہے؟

جواب: اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو سارا کا سارا حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو مذکورہ صورت میں ایام عادت پانچ دن حیض کے اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ (کما فی الہدایہ و شرح الوقایہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

نفاس والی عورت کی عادت مختلف ہو تو اس کا کیا حکم ہے

سوال: کسی عورت کو پہلی بار نفاس ۲۵ دن دوسری بار نفاس ۳۲ دن اور تیسری بار ۲۰ دن نفاس کا خون جاری رہا تو تیسری بار وہ عورت کب سے پاک سمجھی جائے، شوہر اس سے صحبت کب سے کر سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب: اس صورت میں بیس دن کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے اور رمضان ہو تو روزہ رکھے لیکن صحبت کرنا مکروہ ہے بتیس ۳۲ دن کے بعد (جو اس کی عادت تھی) صحبت درست ہے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها حتى يمضي عادتها وعليها ان تصلي وتصوم للاحتياط هكذا في التبيين (ج ۱ ص ۳۹ الفصل الرابع في احكام الحيض والنفاس والاستحاضة) فقط والله اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۷

کتاب الصلوٰۃ

(نماز سے متعلق مسائل کا بیان)

اہمیت نماز

”بے نمازی بہت بڑا گنہگار ہے“

سوال:۔ اسلام میں نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ آج کل ۹۰ فیصدی مسلمان نماز نہیں پڑھتے بے پرواہی برتتے ہیں ایسے مسلمانوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں اہم بالذات عبادت ہے جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے اسلام کا شعار ہے اور ایمان کی علامتوں میں سے عظیم الشان علامت ہے۔ بندے اور اس کے مالک کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہے جو بندے کو جہنم کے اسفل السافلین میں جانے سے روکتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

نماز ایک دائمی اور قدیمی عبادت ہے کہ اس سے کسی بھی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی۔

(ولم تخل عنها شریعۃ مرسل (درمختار مع شامی ج ۱ ص ۲۳۵ کتاب الصلوٰۃ)

قرآن شریف اور حدیث شریف میں جگہ جگہ نماز کی سخت تاکید اور نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین۔ پوری نگہداشت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو خدا کے سامنے ادب سے۔ (سورہ بقرہ) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ ہو (سورہ روم) قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے ما سلککم فی سقر؟ (کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟) یعنی تم کیوں دوزخی بنے؟ تو وہ (دوزخی جواب دیں گے) لم نک من المصلین (ہم نمازیوں میں سے نہ تھے) یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔ (سورہ مدثر)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بین الرجل و بین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ (آدمی اور کفر و شرک میں فرق نماز چھوڑنا ہے یعنی ترک نماز کرنا آدمی کو کفر

شرک سے علاوہ نے یہ فرق باقی نہیں رکھا۔

(مسلم شریف مشکوٰۃ کتاب الصلاۃ الفصل الاول)

ایک حدیث میں ہے کہ لکل شئی علم و علم الایمان الصلوٰۃ (منیۃ المصلی ص ۴ کتاب الصلاۃ) ہر چیز کی ایک علامت ہے (جس سے وہ پہچانی جاتی ہے) اور ایمان کی علامت نماز (پڑھنا ہے)

ایک اور حدیث میں ہے لاتترکوا الصلوٰۃ متعمدا فمن ترکہا فقد خرج من الملۃ (خبردار کبھی بھی جان بوجھ کر نماز مت چھوڑنا کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ ملت (دین) سے نکل گیا (طبرانی) ایک حدیث میں ہے ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ (ترجمہ) قیامت کے روز بندے کے اعمال میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا ورنہ نامراد ہوگا۔ (ترمذی شریف)

دوسری حدیث میں ہے۔ الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامہا فقد اقام الدین ومن ترکہا فقد ہدم الدین (نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا۔ (مجالس الابرار ص ۲۰۳)

ایک اور حدیث میں ہے جو نمازی نہیں ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (بزاز و حاکم)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بے قاعدہ نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر یہ شخص اسی حالت پر مر جاتا تو دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہ مرتا۔

ولما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رأی رجلاً یصلی وہو لایتم رکوعہ و ینقر فی سجودہ فقال لومات ہذا علی حالۃ ہذا مات علی غیر ملۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مجالس الابرار ص ۲۰۳)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ من حافظ علیہا کانت لہ نوراً و برہانا و نجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نوراً ولا برہانا ولانجاۃ و کان یوم القیامۃ مع قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف

رواہ احمد والدارمی والبیہقی (مشکوٰۃ ص ۵۹، ۵۸ کتاب الصلاۃ)

جو شخص نماز کو اچھی طرح پوری پابندی سے ادا کرے گا تو وہ اس کے لئے قیامت کے روز نور اور (حساب کے وقت) حجت اور ذریعہ نجات بنے گی اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرے گا تو اس کے پاس نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور قیامت کے روز اس کا حشر قارون

فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (رئیس المنافقین) کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مشرکانہ فعل اور کفر کا شعار ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر ایک نماز کا بالقصد چھوڑ دینا کفر ہے اس جماعت میں سیدنا حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت جابر بن عبداللہ حضرت ابو درداءؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ جیسے صحابہ کرام اور امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن مبارک امام نخعی حکم بن عتیبہ ایوب سختیانی ابو داؤد طیالسی ابو بکر بن شیبہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے ائمہ مجتہدین کو شمار کر دیا گیا ہے ان کے علاوہ حضرت حماد بن زید مکحول امام شافعی امام مالکؒ کے نزدیک ایک نماز کا تارک واجب القتل ہے اور امام ابو حنیفہؒ اگرچہ قتل کا فتویٰ نہیں دیتے لیکن سخت سزا تجویز کرتے ہیں مگر وہ سزا بھی یہ ہے کہ زد و کوب کیا جائے پھر جیل خانہ میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے یا اسی حالت میں مر جائے۔ (تفسیر مظہری و مجالس الابرار وغیرہ)

حضرات صحابہ و ائمہ مجتہدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جس طرح ترک صلوٰۃ کا یہ حکم بیان فرماتے ہیں جس کی سزا قتل تک ہے ان کے نزدیک وقت پر نماز پڑھ لینا بھی اتنا ہی ضروری ہے بالقصد قضا کر دینے کی بھی ان کے نزدیک کوئی گنجائش نہیں ہے یہاں تک کہ فقہ اسلام میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عورت کے بچہ ہو رہا ہو اور بچہ کا سر باہر آ گیا ہو اور ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھے۔ وضو نہ کر سکتی ہو تو تیمم کرے رکوع سجدہ ادا کر سکتی ہو تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ لے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہو جائے اور بچے کا اشارہ سے نماز پڑھ لے قضا نہ کرے۔ چنانچہ نفع المفتی میں ہے۔

الاستفسار امرأة خرج رأس ولدها وحانت فوت الوقت والخوف على ان تصلى قائمة او قاعدة كيف تصلى؟ الاستبشار: تصلى قاعدة ان قدرت على ذلك و جعلت رأس ولدها في ظرف او حفرة ان لم تستطع توضى تيممت ولا يباح لها التأخير (نفع المفتى ص ۹ وغيره)

اسی طرح گر کر یا مثلاً جہاز ڈوب گیا یا کسی طرح سے پانی میں گر گیا اور ایک تختہ پر بچ گیا جس سے جان بچنی ہوتی ہے اتنا بیٹھ بھی نہیں سکتا اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو ویسے ہی پڑھے پاؤں پانی میں ڈال کر وضو کرے اور اشارہ سے پڑھ لے مگر ترک نہ کرے۔ (جامع الرموز

نیز ترتیب وار ترتیب سے جس طرح بھی ہو قضا کی اور وقتیہ ادا کرنے کی کوشش کریں اور بے نمازی ہونے کی نحوست سے ہمیں اور بچا لیں۔

قرآن مجید میں ہے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا اے ایمان والو خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔ (سورۃ تحریم) حق تعالیٰ ہم تمام کو تاحیات پابند نماز بنائے رکھے اور ہماری نمازیں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸ تا

ہر طبقہ کے مسلمانوں کیلئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے؟

سوال: ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کس طرح پابند ہو سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں) جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے (الآیۃ)

پس معلوم ہوا کہ اول خوف الٰہی اور خوف قیامت، حال قیامت اور بارگاہ الٰہی میں پیشی کا خیال دل میں پیدا کرے اور اس میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث طیبہ میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وارد ہیں انہیں دیکھا کرے اور فضائل نماز کو پیش نظر رکھے تو اس طریقہ سے امید ہے کہ اسے نماز کا شوق ہو جائے گا۔

انسان جب اس پر غور کرے گا کہ پسندیدہ ترین عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازے کے آگے ایک نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس میں دن رات میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ جن کی وجہ سے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔ اس جیسی احادیث کو پڑھنے سے وہ شخص پکا نمازی ہو جائے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں لگا رہے گا اور کوشش کرے گا پڑھنے کے وعدے کے بموجب اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔

پس یہ ضروری ہوا کہ نماز کی فضیلت اور عظمت کی جو احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں مشکوٰۃ شریف یا اس کے ترجمہ مظاہر حق میں دیکھتے رہیں۔ الغرض امید ہے کہ اس طریقے سے ہر طبقے کے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا شوق ہوگا۔

جو لوگ خود اس طریق پر کاربند ہوں تو ان کو دوسرے لوگ جو کہ واقف نہیں ہیں، بھی سنائیں

اور بشارت و تحذیر (خوشخبری اور ڈرانے) کی آیات و احادیث کا ترجمہ اور مطلب بتائیں تو ضرور
بحر و آیات قرآنی کے سمجھنے میں یہ نصائح انہیں فائدہ دیں گے اور نہ صرف [illegible] بلکہ
تمام احکام دینیہ کے احتیاج پر معاون ثابت ہوں گے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۴۹)

نمازیں کب فرض ہوئیں؟

سوال: کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہیں؟

جواب: نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوۃ شریف میں یہ حدیث مفصلاً ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ (باب الاسراء فصل اول) (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۳۹)

فضول عذر کی وجہ سے نماز میں کوتاہی

اکثر عورتیں تو نماز ہی نہیں پڑھتیں۔ اور یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم کو گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں کہتا ہوں کہ ان عذر کرنے والیوں کو اگر عین کام کے وقت پیشاب کی ضرورت اس شدت سے ہو کہ اس کو روک ہی نہ سکیں یا اتفاق سے بیت الخلاء میں جانے کا شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں کیا کریں گی۔ آیا اس وقت تک جب تک کہ پیشاب سے فراغت ہو کام کا حرج کریں گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ بعد کام کا حرج کریں گی تو کیا خدا کے حکم کی اتنی بھی ضرورت نہیں جتنی کہ طبعی تقاضوں کی ہوتی ہے۔ (التبلیغ ملحقہ دواء عیوب جلد ۱۶ ص ۲۴۳)

اس کوتاہی میں تو قریب قریب سب ہی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد (پاک ہونے کے بعد) کو نماز نہیں پڑھتیں۔ اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔ کبھی پاخانہ کر دیا کبھی پیشاب کر دیا۔ پھر کپڑے بدلیں تو بچے گود سے نہیں اترتے۔ نماز کے لئے ان کو الگ کریں تو بے چین ہوتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں کہ مولویوں کے کیا بچے ہوتے نہیں انہیں اس مصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لئے تاکید کرنا آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مولویوں کے بچے نہیں ہوتے مولویوں کے تو ہوتے ہیں پھر جا کر دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں۔ بعض اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوت کلام پاک اور مناجات مقبول اور اشراق تہجد کی بھی پابندی کرتی ہیں۔ کیا ان کے اولاد نہیں۔ کیا اولاد تمہاری ہی ہے۔ جس کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہے۔

جواب ۔ لفظ کفر کبھی ضد ایمان پر بولا جاتا ہے اور کبھی ضد اسلام پر بولا جاتا ہے قسم اول کفر
حقیقی کامل ہے جس میں وہ پایا جائے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے
خارج شمار کیا جاتا ہے بخلاف قسم ثانی کے اس پر اگرچہ لفظ کفر بولا جاتا ہے مگر وہ نہ ملت اسلامیہ
سے خارج ہوتا ہے اور نہ اس کی وجہ سے تکفیر کی جاتی ہے۔ وہ فاسق اور فاسق گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے
چونکہ کفر کلی مشکک ہے اس لئے اس کے درجات مختلف ہیں ہر درجہ پر لفظ کفر بولنا صحیح ہوگا مگر ہر
درجہ کو سلب ایمان اور خارج کنندہ از ملت اسلامیہ قرار دینا غلط ہے۔ اسی لئے امام بخاریؒ اور
دوسرے ائمہ نے کفر دون کفر فرما کر یہ تصریح کر دی ہے۔ ولا یکفر صاحبہا
الا بالشرک الخ فرما کر کفر کا ایسا درجہ مقرر کر دیا جس سے ایمان اور ملت اسلامیہ سے علیحدگی قرار دی
جائے اس کے لئے اسی درجہ کاملہ پر ہو سکتا ہے جبکہ امور قطعیہ یقینیہ کا منکر ہو جیسے توحید کا یا
رسالت کا انکار یا ایسی دوسری باتوں کا یا انکار کر دینا یا ایسا عمل کرنا جس سے ان قطعی باتوں کا انکار
نکلتا اور لازم آتا ہو اور اگر یہ درجہ نہ پایا جاتا ہو تو اگرچہ اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا جائے گا مگر اس کو
نہ خارج از ملت اسلامیہ کہا جائے گا اور نہ اس کو ایمان سے بے تعلق قرار دیا جائے گا۔

- یہی درجہ ہے جس پر لفظ فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے کسی جگہ لفظ کفر کے اطلاق سے یہ سمجھنا
کہ یہ شخص ایمان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ ہو گیا سخت غلطی ہے جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہو
گئے ہیں۔ اسی لئے امام بخاری اور دوسرے شارحین کو تصریح کرنی پڑی کہ اس پر تنبیہ کر دیں اور کہہ دیں
کہ "المعاصی من امر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک" (بخاری
۱/۹) اور اسی کی بناء پر جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے کہ کبائر اور معاصی کی بناء پر
کسی کو خارج از ملت اور خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا۔ جب تک کہ اس سے قطعیات کا کھلا ہوا
انکار ثابت نہ ہو جائے۔ پس تارک صلوٰۃ وغیرہ کے متعلق حدیث میں یا قرآن کریم میں لفظ کفر وارد
ہونا کلی مشکک کے طور پر ہے جو اگرچہ اطلاق حقیقی ہوتا ہے کیونکہ کلی مشکک کا اطلاق اپنے تمام
افراد پر خواہ وہ قوی ہوں یا متوسط یا ضعیف سب پر حقیقی ہوتا ہے مگر اس کے تمام مراتب مختلفہ کو بھی
کہا جائے گا۔ ایک ہر مرتبہ کفر کو خارج از ملت اسلامیہ و عدم ایمان قرار دینا سخت غلطی ہوگی۔ آپ
نے جو عبارات نقل فرمائی ہیں ان میں انہی صور مذکورہ بالا درجات مختلفہ پر اہل سنت والجماعت
کے یہاں اس کا اطلاق کیا جاتا ہے کہیں خلاف تقریر آتا ہے جو وہ غلطی ہے محل نہیں ہے وہ ان معتزلہ
اور خوارج کے یہاں حقیقی ہے جو اہل حق ان کے مخالف مسلک اختیار کر رہے ہیں وہ غلط کار ہیں

ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ
کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگی اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی
ذریعہ، اس کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (الترغیب) (فتاویٰ مسائل ج ۱ ص ۲۰۹)

کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہیے؟

سوال: آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق درست کیے جائیں پھر نماز پڑھنی چاہیے؟

جواب: یہ خیال درست نہیں بلکہ خود اخلاق کی درستی کے لیے بھی نماز ضروری ہے اور یہ
شیطان کا مکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لیے ایسی "الٹی سیدھی" باتیں سکھاتا ہے۔ مثلاً یہ کہہ
دیا کہ جب تک اخلاق درست نہ ہوں نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے
دم تک اپنا اخلاق درست نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا نماز سے بچنے کے لیے عمر بھر کا بہانہ ہے۔ حالانکہ سیدھی
بات ہے کہ آدمی نماز کی بھی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق کی کوشش کرے۔ نماز چھوڑ
کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ (آپ کے مسائل جلد ۲)

تعلیم کیلئے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں

سوال: میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا ٹائم
ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں بعد مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز قضا پڑھ
سکتی ہوں؟ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا گویا گھر بار لٹ گیا اور گھر کے سب لوگ
ہلاک ہو گئے اس لیے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں، اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے یا
لعنت بھیجئے ایسی کالج کی تعلیم پر جس سے نماز غارت ہو جائے۔ (فتاویٰ رسائل جلد اول ص ۲۰۵)

باب الاذان

خواتین کو اذان کا جواب دینا چاہیے

سوال: جس طرح مرد اذان کا جواب دیتے ہیں تو خواتین کے لئے بھی اسی طرح اذان کا
جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اذان کا جواب جس طرح مرد دیتے ہیں اسی طرح خواتین بھی اذان کا جواب

دے سکتی ہیں بلکہ انکو بھی یہ تلقین وہدایت کی ہے کہ اذان کا جواب دیا کریں۔

عن میمونة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بین صف الرجال والنساء فقال یا معشر النساء اذا سمعتن اذان هذا الحبشي واقامته فقلن كما يقول فان لكن بكل حرف الف الف درجة قال عمرؓ هذا للنساء يا رسول الله فما للرجال قال ضعفان يا عمرؓ

(الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۱۵ الترغیب فی اجابة المؤذن)

قال العلامة عبدالحی اللكهنویؒ قلت يستنبط منه ان الاجابة باللسان واجبة على النساء الطاهرات ايضاً وهو ظاهر عبارات فقهائنا

(السعایہ ج ۲ ص ۴۱ باب الاذان) (فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۷۶)

عورتوں کو اذان کا جواب دینا چاہیے یا کلمہ طیبہ پڑھنا؟

سوال: اذان کے وقت اس کا جواب دینا حدیث میں آیا ہے مگر ہمارے گھروں میں اذان ختم ہونے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اذان کے وقت سننے والوں کو اس کا جواب دینا مستحب ہے جو کلمات مؤذن کہے سننے والے بھی کہیں اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کا جواب لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے دیں اور اذان ختم ہونے کے بعد دعائے ماثورہ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ پڑھیں۔ کلمہ طیبہ پڑھنا اذان کے بعد ثابت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ دعا ماثورہ کی اتباع اولیٰ اور پسندیدہ ہے۔ (خواتین کے فقہی مسائل ص ۹۸)

اذان کے وقت پانی پینا

سوال: ایک دن مغرب کی اذان کے وقت پانی پینے لگی تو میری ایک دوست نے کہا کہ اذان کے وقت پانی پینے سے سخت گناہ ہوتا ہے میں نے وقتی طور پر اس کی بات مان لی مگر دل میں یہ عہد کر لیا کہ یہ مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گی؟

جواب: مغرب کی اذان ہو یا کسی بھی اذان کے وقت پانی پینا جائز ہے۔ آپ کی دوست کا خیال صحیح نہیں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

اثناء تلاوت اذان شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال: قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہو اور اسی اثناء میں اذان شروع ہو جائے تو تلاوت

کرتا رہے یا اذان کا جواب دے۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ مسجد میں ہو تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ مکان میں ہو تو تلاوت موقوف کرکے اذان کا جواب دینا چاہئے البتہ دوسرے محلہ کی مسجد کی اذان ہو تو مکان میں بھی تلاوت جاری رکھنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

((و) للسامع (المسنون منه) أي الأذان وهو ما لا لحن فيه ولا تغني (ان يمسك) حتى عن التلاوة ليجيب المؤذن ولو في المسجد وهو الافضل وفي الفوائد يمضي على قراءته ان كان في المسجد وان كان في بيته فكذلك ان لم يكن اذان مسجده (قوله ان لم يكن اذان مسجده) اي محلته (طحطاوي على مراقي الفلاح) ص ۱۱۲ باب الاذان ص ۱۰۷ اذکر وتسبیح ہر حال میں بند کرکے اذان کا جواب دیا جائے مسجد میں ہو یا گھر میں فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۹۸

اذان کے دوران تلاوت بند کرنے کا حکم

سوال۔ علماء سے کہ اذان کے وقت تلاوت معطل کرکے اذان سننا چاہئے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مساجد سے وقفہ وقفہ سے آدھ گھنٹے تک اذانیں ہوتی رہتی ہیں تو کیا جب تک اذان کی آواز آتی رہے اس وقت تک تلاوت معطل رکھی جائے؟

جواب۔ بہتر یہ ہے کہ اذان کے وقت تلاوت بند کردی جائے۔ اپنے محلہ کی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے جس کے بعد مختلف اذانوں کا جواب ضروری نہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اذانوں میں سے جو اذان سب سے پہلے سنے اس کا جواب دیا جائے اور قرآن پڑھتے رہیں تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

اذان کے وقت ریڈیو سے تلاوت سننا

سوال۔ ایک طرف مسجد سے تلاوت یا اذان ہورہی ہے اور دوسری طرف ریڈیو پر اذان یا تلاوت ہورہی ہے تو کیا ریڈیو بند کردینا چاہئے یا نہیں؟

جواب۔ ریڈیو کی تلاوت عموماً جو ریڈیو پر نشر کرنے سے پہلے ریکارڈ کرلی جاتی ہے تلاوت کا حکم نہیں رکھتی اس لئے اذان کی آواز پر بند کردینا چاہئے اور یوں بھی کہ اذان پر تلاوت بند کرنے کا حکم ہے۔

ریڈیو وغیرہ سے اذان کا حکم

سوال۔ آج کل ریڈیو میں پانچ وقت اذان دی جاتی ہے کیا اس اذان پر اکتفا کرکے

تو اگر چہ دل جانے تو یہ درست ہو جائے گی یا نہیں؟ اسی طرح ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی کیسٹوں کے ذریعے دی گئی اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت مقدسہ میں اذان دینے والے کا عاقل ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صبی لایعقل کی اذان کالعدم ہے۔ چونکہ ریڈیو ٹیپ ریکارڈر وغیرہ میں یہ شرائط موجود نہیں اس لئے ٹیپ ریکارڈر ریڈیو وغیرہ کی اذان اذان نہیں ہوگی۔ لہٰذا ان کی سنت ادا نہ ہوگی۔

قال العلامة ابوبكر الكاسانيؒ: واما اذان الصبي الذي لا يعقل فلا يجزئ ويعاد لان ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۵۰ فصل بيان سنن الاذان)

قال العلامة ابن عابدينؒ: ان اذان الصبي الذي لا يعقل لا يجزئ ويعاد لان ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور. (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۰ باب الاذان) فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۵۹

ٹیپ ریکارڈ سے دی ہوئی اذان صحیح ہے یا نہیں

سوال: ٹیپ ریکارڈ میں اذان ٹیپ کر لی جائے اور پھر نماز کے وقت اس کو چالو کر دیں تو اس طرح ٹیپ میں دی ہوئی اذان صحیح ہے یا نہیں؟ اور اسی ٹیپ سے دی ہوئی اذان پر نماز پڑھی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: ٹیپ ریکارڈ سے اذان دی جائے گی تو وہ اذان معتبر نہیں ہوگی۔ (۱) پھر سے اذان دینا ضروری ہے۔ اگر صحیح طریقہ سے دوبارہ اذان نہ دی گئی تو وہ نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) وجہ یہ ہے کہ اذان دینے والے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ وہ اوقات سے واقف ہو مسلمان ہو عاقل ہو بالغ ہو، ٹیپ ریکارڈ میں یہ شرطیں نہیں پائی جاتیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۹۹

دوران اذان تلاوت کرنا یا نماز پڑھنا

سوال: دوران اذان نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: اگر نماز پہلے سے شروع کر دی ہو تو پڑھتا رہے ورنہ اذان کے بعد شروع کرے

عورت اذان کا جواب دے؟

سوال: کیا عورتوں کو بھی اذان کا جواب دینا چاہیے؟

جواب: جی ہاں! مگر جس اذان میں وہ ہی جواب نہ دیں۔ عورتوں کو اذان کا جواب دینے کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ (ملخص)

اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

سوال: سنا ہے کہ اذان کے بعد جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ وقت قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مؤذنوں اور اذان کے بارے میں کچھ بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آخر میں فرمایا کہ جو کچھ مؤذن کہتا ہے تم بھی کہو (اس کا جواب دو) اور آخر میں جو مانگو گے دیا جائے گا۔ (الحدیث ملخص)

نومولود کے کان میں دینا کافی ہے یا نہیں؟

سوال: بچی کی ولادت کے بعد ایک عورت نے اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی تو یہ کافی ہے یا نہیں یا دوبارہ مرد کو اذان دینا ہوگا؟ ایسا سنا ہے کہ عورت کو اذان دینا مکروہ ہے تو کیا یہ اذان بھی مکروہ ہوئی؟ اس وقت کوئی مرد وہاں نہ تھا اس لیے عورت نے اذان و اقامت کہی؟

جواب: نومولود کے کان میں صالح متقی مرد اذان اور اقامت کہے تو بہتر ہے لیکن اگر عورت نے اذان اور اقامت کہہ دی تو وہ بھی کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں نماز کے لیے جو اذان ہے وہ اذان دینا عورت کے لیے مکروہ ہے کہ اس میں بلند آواز کی جاتی ہے اور یہ بات عورت کے لیے مناسب نہیں جیسے درمختار میں ہے۔ (جلد ا صفحہ ۳۶۳) اگر نماز کے لیے عورت نے اذان دی تو اس کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار) اور نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہنے کے وقت آواز بلند کرنا نہیں ہے اس لیے عورت کی اذان و اقامت کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

نومولود بچے کے کانوں میں اذان دینے کا طریقہ

سوال: نومولود بچے کے کانوں میں اذان دینے کا کیا حکم ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نومولود بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت مستحب ہے طریقہ یہ ہے کہ بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رخ کھڑے ہو۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور حسب معمول حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیرا جائے۔

لما قال العلامة السندي: فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن في أذنه اليمنى ويقيم في اليسرى ويلتفت فيهما

اوقات نماز

نماز کو مقررہ وقت سے مؤخر کرنا

سوال: ہمارے علاقہ کی مساجد میں جماعت کے اوقات مقرر ہیں لیکن بعض اوقات امام صاحب وقت مقررہ سے تاخیر کر کے آتے ہیں جس کی وجہ سے بعض لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ کیا نمازوں کو مقررہ وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا شرعاً جائز ہے؟

جواب: نمازوں کیلئے مقرر شدہ اوقات حتمی نہیں بلکہ نمازیوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کئے جاتے ہیں، اگر ان اوقات میں کچھ تقدیم و تاخیر ہو جائے (بشرطیکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو) تو کوئی حرج نہیں۔ تاہم کرام امام کو اور بدون دیگر دلائل کو مدنظر رکھے ہوئے مقررہ وقت سے تاخیر کرنا کراہت سے خالی نہیں اگرچہ بہتر یہی ہے کہ نماز مستحب وقت میں پڑھی جائے۔

قال الحصکفیؒ: (ویجلس بینهما) بقدر ما یحضر الملازمون مراعیاً لوقت الندب (الا فی المغرب) (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج۱ ص۲۸۹ باب الاذان)

وفی الهندیة: وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها کذا فی معراج الدرایة وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضی من وضوئه والمصلی من صلوته والمعتصر من قضاء حاجته کذا فی التتارخانیة. (الهندیة ج ۱ ص ۵۷ باب الاذان) ومثله فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۵ باب الاذان۔ فتاوی حقانیه ج ۳ ص ۲۳

وقت سے پہلے نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: جس طرح وقت گزرنے کے بعد قضا نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح وقت سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو، پھر جو نماز وقت کے اندر پڑھی گئی وہ ادا ہوئی اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی وہ قضا ہوئی اور جو وقت سے

پہلے پڑھی گئی وہ نماز ہے اور نہ قضاء بلکہ سرے سے نماز ہوئی ہی نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

صبح صادق کے بعد نوافل پڑھنا

سوال:۔ ہماری مسجد کے بعض مصلی فجر کے فرض اور سنت سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں تو ان کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟ اس کو روکنے پر بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قضاء پڑھتے ہیں۔ تو کیا قضاء نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ مذہب حنفی میں صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک فجر کی فرض وسنت کے علاوہ تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء وغیرہ نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ قضا نماز پڑھنا جائز ہے لیکن لوگوں سے چھپ کر پڑھی جائے۔ لوگوں کے سامنے پڑھنا ممنوع ہے۔ لہٰذا ان حضرات کو اگر اس وقت قضا نماز پڑھنا ہی ہے تو گھر میں پڑھیں مسجد میں لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں درمختار میں ہے۔

(وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديراً الخ (در مختار مع الشامي ج ۱ ص ۳۴۹ كتاب الصلاة) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۸۹.

اشراق کی نماز کا وقت

سوال:۔ اشراق کی نماز کا وقت کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد تقریباً بیس منٹ پر شروع ہوتا ہے۔

(اولها بعد طلوع الشمس الى ان ترتفع الشمس وتبيض قدر رمح او رمحين (طحطاوى على المراقى ص ۱۰۶ فصل فى الاوقات المكروهة) فقط والله اعلم بالصواب ۳ جمادى الثانى ۱۴۰۳)

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۸۳

نماز اشراق کا وقت کب ہوتا ہے؟

سوال: ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی بابت جھگڑا ہوتا ہے بعض حضرات سورج نکلنے کے ۵ منٹ بعد نماز پڑھتے ہیں جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج ۱۵ منٹ میں ۵۵ سیکنڈ لیے ہوئے ہے ۵ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے؟ آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

جواب: سورج کے نکلنے کے بعد جب تک آفتاب بلند نہ ہو نماز مکروہ ہے اور آفتاب کی بلندی کے وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوتا ہے، تمام موسموں میں ۱۵ منٹ میں ختم ہوجاتا ہے اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے، جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد کراہت ختم ہوجاتی ہے، مگر اصل مقدار وہی ختم ہونے کی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

زوال کے وقت کی تعریف

سوال: نماز پڑھنے کا مکروہ وقت یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں؟

۱- زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لئے ہوتا ہے؟

۲- زوال ۱۰، ۱۵ یا ۲۰ منٹ کے لئے ہوتا ہے؟

۳- جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا؟

۴- زوال کے لئے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہے؟

جواب: اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے، زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵ منٹ قبل اور ۵ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہئے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ کے دن استواء کے وقت نماز درست ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط والا ہے۔ اسی لئے عمل اسی پر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

دو وقتوں کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا صحیح نہیں

سوال: کیا بارش یا کسی عذر کی بنا پر دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: حضر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کی متعدد احادیث ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر سفر کے، بغیر خوف کے، بغیر بارش کے اکٹھی پڑھیں۔ اس قسم کی تمام احادیث ہمارے نزدیک اس پر محمول ہیں کہ ظہر کی نماز کو موخر کرکے اس کے آخر وقت میں پڑھا، اور عصر کی نماز کو اول وقت میں ادا کیا۔ اسی طرح مغرب اس کے آخر وقت میں پڑھی اور عشاء کو اس کے اول وقت میں، گو دونوں نمازیں اکٹھی پڑھی گئیں مگر اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں۔ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا کسی حدیث میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں اس کی تحقیق سے روایت کی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

فجر کی سنتوں سے پہلے نفل پڑھنا درست نہیں قضاء پڑھ سکتے ہیں

سوال: فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنا چاہئیں یا نہیں؟

جواب: صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور دو نفل پڑھنا درست نہیں ہے البتہ کوئی قضا نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۲ ص ۵۹)

استواء شمس (زوال) کے وقت نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: چاشت وغیرہ نوافل بارہ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ جنتری میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر چھبیس منٹ لکھا ہے؟

جواب: زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہیں پڑھنی چاہئے اور اتنا پہلے وقت میں کہ درمیان نماز زوال کا وقت ہو جائے۔ لہٰذا جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۶ منٹ ہے اس کے مطابق اگر بارہ بجے نفل یا قضا نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو جائز ہے مگر جب زوال کا وقت قریب آ جائے تو اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ نماز کے درمیان میں زوال کا وقت ہو جائے۔ (فتاویٰ مفتی عزیز الرحمن)

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں؟

سوال: جمعہ کے دن دوپہر کے وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے یا مباح ہے؟

جواب: احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نفل نہ پڑھی جائے جیسا کہ قاضی خان اور شرح منیہ میں ہے۔ امام صاحب کا مسلک دلیل کے اعتبار سے راجح ہے لہٰذا اسی پر عمل کیا جائے۔ (مفتی عزیز الرحمن)

فجر کی نماز کے بعد فجر کی سنت پڑھنا

فجر سے پہلے اور فجر کے بعد نیز عصر کے بعد قضا اور نوافل پڑھنا

ایک شخص صبح کی نماز کیلئے مسجد گیا' جماعت کھڑی ہوگئی تھی وضو کر کے فارغ ہوا تو امام صاحب قعدہ میں تھے وہ شخص جماعت میں شریک ہو گیا فجر کی سنت پڑھنے کا موقع نہ ملا تو جماعت کے بعد وہ فجر کی سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر فجر کے بعد نہ پڑھ سکے تو طلوع آفتاب کے بعد

پڑھنا کیسا ہے؟ اسی طرح فجر وعصر کے بعد نوافل اور قضاء نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ حوالہ اور عبارت نقل فرما کر جواب عنایت فرمائیں تو بہت بہتر ہوگا۔ جزاکم اللہ

جواب۔ فجر کی سنت فجر کی نماز کے بعد پڑھنا سخت مکروہ ہے مراقی الفلاح میں ہے۔

ویکره التنفل (بعد صلوته) ای فرض الصبح (و) یکره التنفل (بعد صلاة) فرض (العصر) وان لم تتغیر الشمس لقوله علیه السلام لا صلوة بعد صلوة العصر

حتی تغرب الشمس ولا صلوة بعد صلوة الفجر حتی تطلع الشمس رواه الشیخان۔ طحطاوی میں ہے۔ (قوله بعد صلوته) ای فرض الصبح ولو سنة سواء ترکها بعذر او بدونه (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۰۱ فصل فی الاوقات المکروهة)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اگرچہ فجر کی سنت ہو اور عصر کی نماز کے بعد بھی نفل نماز مکروہ ہے اگرچہ آفتاب میں تغیر پیدا نہ ہوا ہو حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عصر کی نماز کے بعد آفتاب غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے اور فجر کی نماز کے بعد آفتاب طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں بخاری ومسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ (مراقی الفلاح، طحطاوی)

طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک فجر کی سنت قضا کر لینا امام محمدؒ کے نزدیک پسندیدہ اور بہتر ہے اور اگر فجر کی سنت وفرض دونوں قضا ہو گئیں اور اسی روز زوال سے پہلے قضا کرے تو فرض اور سنت دونوں کی قضا کرے، زوال کے بعد قضا کرے تو صحیح قول کے مطابق صرف فرض کی قضا کرے۔ درمختار میں ہے۔

(ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لـ) قضاء (فرضها قبل الزوال لا بعده) فی الاصح لورود الخبر بقضائها فی الوقت المهمل بخلاف القیاس فغیره علیه لا یقاس۔ شامی میں ہے۔ (قوله ولا یقضیها الا بطریق التبعیة الخ) ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضائه لو قبل الزوال واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد

طلوع الشمس فکذلک عندهما وقال محمد رحمه الله احب الی ان یقضیها الی الزوال کما فی الدرر قیل هذا قریب من الاتفاق لان قوله احب الی دلیل علی انه لو لم یفعل لا لوم علیه وقالا لا یقضی وان قضی فلا باس به کذا فی الخانیة (قوله لورود الخبر) وهو ماروی انه صلی الله علیه وسلم قضاها مع الفرض غداة لیلة التعریس بعد ارتفاع الشمس کما رواه مسلم فی حدیث طویل (شامی ص ۲۳۶ ج ۱ باب ادراک الفریضة) (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۳۶ باب ادراک الفریضة)

ترمذی شریف میں ایک روایت ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے " ان النبی صلی الله علیه وسلم ما دخل علیها بعد العصر الا صلی رکعتین - یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کا معمول یہ تھا کہ عصر کے بعد جب مکان میں تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے (ترمذی شریف ص ۲۶ ج ۱ باب ماجاء فی الصلوٰة بعد العصر) ممکن ہے اس روایت سے کسی کو یہ اشکال ہو کہ اس روایت سے عصر کے بعد نفل پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے حالانکہ آپ مکروہ کہتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت پر ان احادیث کو ترجیح دی جائے گی جن میں نہی وارد ہے کیونکہ وہ قولی احادیث ہیں اور یہ فعلی حدیث ہے اور قولی احادیث کو فعلی احادیث پر ترجیح ہوتی ہے۔ ایک جواب حضرت شیخ الہندؒ نے دیا ہے۔

فالاولی ان یقال انه صلی الله علیه وسلم کان من خصوصیاته الصلوٰة بعد العصر ولا تجوز لغیره من الناس والمداومة تدل علی انها خصوصیاته صلی الله علیه وسلم لانها لولم تکن من خصوصیاته لما زجر عمر رضی الله عنه الناس علی الصلوٰة بعد العصر وقد نقل عنه انه کان یضرب بالدرة علی الصلوٰة بعد العصر یعنی بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے دوسرے لوگوں کیلئے (یعنی امت کیلئے) جائز نہیں ہے اور مداومت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کو ڈانٹا نہ کرتے۔

حضرت عمرؓ سے یہاں تک مروی ہے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنے والے کو درّہ سے مارتے تھے (الورد الشذی علی الترمذی ص ۹ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی یہ رسالہ ترمذی شریف کے ساتھ ملحق ہے)

زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے؟

سوال: عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نفل کا کیا حکم ہے؟

جواب: عین زوال کے وقت یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مسلک میں ناجائز ہیں امام ابویوسفؒ جواز کے قائل ہیں۔ (کذا فی الدر المختار وشامی) در مختار میں قول ثانی کو ترجیح دی ہے جیسا کہ شامی فرماتے ہیں کہ شراح ہدایہ نے امام کے قول کو ترجیح دی ہے اور حق وہ امام صاحب کے حق میں ہے اور امام ابو یوسف کا قول رخصت کا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۱ ص ۹۱)

آفتاب طلوع ہوتے ہی نماز درست نہیں

سوال: آفتاب نکلتے ہی فوراً نماز درست ہے یا نہیں؟ اشراق کا وقت تو بعد میں آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے؟

جواب: آفتاب نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۲ ص۵۲)

پانچوں نمازوں کے اوقات

پانچوں نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ کب وقت شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: صبح ہوتے وقت مشرق کی سمت میں آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہونے لگتی ہے اور تاگا تار پھیلتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے چوڑائی میں سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور جب سورج کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اول وقت میں جلدی نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ (خواتین کیلئے)

دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ مغرب سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا مشرق کی سمت مڑنے لگے تو بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور دوپہر کے وقت کی ایک آسان پہچان یہ ہے کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے تو جب سایہ گھٹنا بند ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ اس وقت سے ظہر کا وقت شروع ہو

ہے جتنا سایہ ٹھیک دوپہر میں ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کی نماز کا وقت رہتا ہے۔

مثلاً ایک گز لکڑی (گاڑ دی جائے اور اس) کا سایہ ٹھیک دوپہر کو پاؤ گز ہو تو جب اس کا سایہ دو گز پاؤ ہو جائے گا اس وقت تک ظہر کا وقت رہے گا اور جب ہی سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی تاخیر ہو جائے تو پڑھ ضرور لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا کوئی اور نماز اس وقت میں پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل وغیرہ (دھوپ زرد ہونے کے وقت) کوئی نماز نہ پڑھے۔

جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک مغرب کی سمت کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے جب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لیے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات گزرنے سے پہلے پہلے ہی نماز پڑھ لیں۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے؟

سوال: اگر ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب اس بات کا خیال ہو کہ عصر کے وقت شروع سے آخر تک دنیاوی امور سے فرصت نہ ملے گی یا سفر وغیرہ میں جا رہے ہوں تو کیا ایک ساتھ دونوں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا جمع ظہر و عصر (ایک ساتھ پڑھنا) کا جائز نہیں۔ اسی طرح سوائے مزدلفہ کے مغرب و عشاء جمع نہیں ہو سکتی چاہے سفر ہو یا حضر، چاہے مقیم ہو یا مسافر، بیماری اور مجبوری ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۶۲)

نماز کے عمومی مسائل

خواتین کی نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال۔ خواتین کے نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ باوضو پاک جگہ قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز کی نیت کرے (اس وقت جو بھی نماز پڑھتی ہو اس کی نیت کرے) نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بھی درست ہے' نیت کر کے اللہ اکبر کہے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں' تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کاندھوں تک اٹھائے' پھر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اس طرح باندھے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے' اس کے بعد ثناء یعنی "سبحانک اللھم" پھر سورہ الحمد پڑھے یعنی سورہ فاتحہ کہتے ہیں جب "ولا الضالین" کہے تو اس کے ختم پر آہستہ آمین کہے' اس کے بعد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورہ پڑھے یا کم سے کم تین آیتیں یا قرآن مجید کی تین آیتیں پڑھے' اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے یعنی اس طرح جھک جائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے ملائے رہے اور رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" کہے' اس کے بعد "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے کھڑی ہو جائے' پھر کھڑے ہی کھڑے "ربنا لک الحمد" کہے' جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جائے' زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے' پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح چہرہ رکھے کہ پہلے ناک پھر ماتھا رکھا جائے اور ہاتھ اس طرح رکھے کہ دونوں ہاتھ زمین پر بچھ جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کر دے' مگر پاؤں کھڑے نہ رکھے' بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو دونوں پہلوؤں سے ملے رہیں اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے۔

اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور دونوں رانوں پر اس طرح ہاتھ رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں' پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے اس میں بھی کم از کم

تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے اور یہ سجدہ بھی اسی طرح کرے جس طرح ابھی اوپر بیان
ہوا (دوسرے سجدہ کے ختم پر ایک رکعت ہوگئی) دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کیلئے "اللہ اکبر"
کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائے اور اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے سیدھی کھڑے ہو کر "بسم
اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور "ولا الضالین" کے بعد آہستہ آمین کہے پھر
قرآن مجید کی کوئی سورہ یا کسی بھی جگہ سے کم از کم تین آیت پڑھے۔ اس کے بعد اسی طرح ایک رکوع
اور دو سجدے کرے جس طرح پہلی رکعت میں بیان ہوا دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اسی طرح بیٹھ
جائے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا تھا یعنی دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور
پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب
ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں بیٹھ جائے تو تشہد یعنی التحیات آخر تک پڑھے التحیات پڑھتے ہوئے
"اشہد ان لا الہ الا اللہ" پر جب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول حلقہ بنا دے اور
چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرے اور جب "لا الٰہ" کہے تو شہادت کی انگلی اٹھا دے اور
"الا اللہ" کہے تو اس انگلی کو جھکا دے مگر دونوں انگلیاں بند کرے اور انگوٹھے سے بیچ کی انگلی کو ملانے
سے جو حلقہ بنا تھا اس کو آخر نماز تک باقی رکھے التحیات سے فارغ ہو کر درود پڑھے پھر کوئی دعا
پڑھے جو قرآن و حدیث میں آئی ہو اس کے بعد داہنی طرف منہ کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہے اور نماز سے نکلنے کی نیت کرے اور علیکم (تم پر) کہتے ہوئے ان فرشتوں پر سلام کی نیت کرے جو
داہنی طرف ہوں پھر اسی طرح بائیں طرف ہو یہ دو رکعت نماز ختم ہوگی۔

اگر کسی کو چار رکعت نماز پڑھنی ہے تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر "عبدہ ورسولہ" تک پڑھ
کر کھڑی ہو جائے اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے تیسری رکعت "بسم اللہ الرحمن
الرحیم" پڑھ کر شروع کرے اس کے بعد سورہ فاتحہ پھر اور کوئی سورہ پڑھے پھر رکوع اور دونوں
سجدے اسی طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہوا تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ
ہو کر چوتھی رکعت کیلئے کھڑی ہو جائے اور کھڑے ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیک نہ لگائے
اس رکعت کو شروع کرتے ہوئے بھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھے اور اس کے بعد
سورہ فاتحہ پڑھے پھر دوسری کوئی سورہ پڑھے پھر اسی طرح رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح
پہلے بیان ہوا چوتھی رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دوسری
رکعت پر بیٹھی تھی اور التحیات پوری پڑھ کر درود شریف پھر دعا پڑھے اور اس کے بعد دونوں طرف

سلام پھیر دے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور تعوذ یعنی "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" نہیں پڑھا جاتا بلکہ یہ رکعتیں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے شروع کی جاتی ہیں اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین آیات پڑھنا واجب ہے۔ یہ طریقہ دو یا چار رکعت پڑھنے کا معلوم ہوا اگر کسی کو تین رکعات (فرض نماز مغرب) پڑھنا ہے تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر "عبدہ ورسولہ" تک التحیات پڑھ کر کھڑی ہو جائے اور تیسری رکعت میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے اس کے بعد رکوع اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے اور پوری التحیات اور درود شریف اور دعا ترتیب وار پڑھے اور پھر سلام پھیر دے۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۹۵تا۹۸۔

تکبیر تحریمہ عورت کیلئے بھی ضروری ہے؟

سوال: عورت کو تکبیر تحریمہ نماز شروع کرتے وقت کہنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: سب کو کہنا چاہئے ہیں اس میں مردوں کی تخصیص نہیں ہے۔ (کما فی عامۃ کتب الفقہ) (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۲ ص۱۲۳)

ٹرین میں حتی الوسع استقبال قبلہ ضروری ہے

سوال: ٹرین میں نماز کے دوران قبلہ کا استقبال مشکل ہو جاتا ہے تو وہاں کیا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: ٹرین میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے لیکن عورت پردے کے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھے اور کھڑی نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ (دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص۱۱۳)

عورتوں کا بغیر عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا بلا عذر عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۴ ص۱۲۳)

چارپائی پر نماز پڑھنا درست ہے؟

سوال: چارپائی پر نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر ہو یا تخت پر پڑھے؟

جواب: چارپائی پر اس حالت میں نماز درست ہو جائے گی اگرچہ وہ بہت سخت ہو کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے سجدہ کے لیے ٹکائیں گے تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۴ ص ۱۱۳)

سجدے میں دونوں پاؤں اُٹھنے کا حکم

سوال: سجدے میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر تھوڑی دیر تک اُٹھے رہیں تو فاسد ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

جواب: دونوں پیروں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ دیئے تو نماز ہو جائے گی۔ (بعض مجبوری اور حالت میں اس میں گنجائش ہے) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۴ ص ۱۱۳)

سجدہ کی حالت میں عورتوں کی مسنون کیفیت کیا ہے

سوال: سجدہ میں عورتوں کو کیا کیفیت اختیار کرنی چاہیے کیا عورتیں بھی مردوں کی ہیئت کی طرح سجدہ کریں گی یا عورتوں کیلئے شریعت کی کوئی خاص ہیئت ہے اگر ہے تو اس کی ہیئت کیا ہونی چاہیے؟

جواب: سجدہ میں عورتوں کی کیفیت مردوں سے الگ ہے بہتر یہ ہے کہ عورتیں سجدہ کرتے وقت قدموں کو اٹھائیں نہیں بلکہ پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر سجدہ کریں جبکہ بازوؤں کو جسم کے ساتھ ملا کر زمین پر رکھیں یعنی جو کیفیت زیادہ ستر والی ہو اختیار کریں۔

قال الحصكفي: (والمرأة تنخفض) فلا تبدي عضديها (وتلصق بطنها بفخذيها) لأنه أستر وحررنا في الخزائن أنها تخالف الرجل في خمسة وعشرين. وذكر في البحر أنها لا تنصب أصابع القدمين كما ذكره في المجتبى (رد المحتار ج ۱ ص ۵۰۴ باب صفة الصلوٰة)

والمرأة لا تجافي في ركوعها وسجودها وتقعد على رجليها وفي السجدة تفترش بطنها على فخذيها كذا في الخلاصة (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۷۵ الفصل الثالث في سنن الصلوٰة) ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۱ باب صفة الصلوٰة، فتاوى حقانيه ج ۳ ص ۷۲

نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے

سوال: چار رکعت والی نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: واجب ہے۔ کذا فی الدر المختار (فتاوی دارالعلوم دیوبند)

ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے

سوال: ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: مکروہ تحریمی فعل سے بے شک نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ کذا فی الدر المختار۔

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے

سوال: نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشہد ان لا الٰہ پر اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہیے؟

جواب: شرح منیہ میں امام حلوانی سے نقل کیا ہے کہ لا الٰہ پر انگلی کو اٹھائے اور الا اللہ پر نیچے رکھ دے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع کی ہیئت

سوال: بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں کولہوں کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہیے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے؟

جواب: سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور رکوع کی کامل حالت بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے لیکن اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھکا دے کہ ساتھ ساتھ کمر بھی جھک جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ کما فی الشامیہ عن شرح المنیۃ۔ فقط (مفتی عزیز الرحمن)

نماز کی حالت میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟

سوال: نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رکھنی چاہیے؟

جواب: آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پیروں کی پشت کی طرف اور سجدے کی حالت میں ناک کے کنارے کی طرف اور قعدہ و تشہد کی حالت میں اپنی گود کی طرف نظر رکھیں۔ (درمختار) (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۴)

نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

سوال: فرض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعا کا پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: فرض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا بسم اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن۔ (حصن حصین) میں مذکور ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند)

عورتوں کی امامت کرانا مکروہ ہے؟

سوال: اسلام میں عورت بھی امامت کے فرائض سر انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب: عورت مردوں کی امامت تو نہیں کرسکتی مگر عورتوں کی امامت کرے تو مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے؟

سوال: عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ عام طور پر سننے میں آیا ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھ کر گھر آ جائیں تو اس کے بعد عورتوں کو پڑھنی چاہیے؟

جواب: فجر کی نماز تو عورتوں کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ دوسری نمازیں مسجد کی جماعت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

نسوانی مدرسہ میں طالبات کا باجماعت نماز ادا کرنا جب کہ مسجد شرعی موجود ہو؟

سوال: ایک مدرسہ کے احاطہ میں طلبہ کے لیے شرعی مسجد بنائی گئی تھی مگر اب طلاب اس مدرسہ کو طالبات کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے اب وہاں صرف طالبات مقیم ہیں اس مسجد میں مدرسہ کے دو تین اساتذہ حضرات نماز باجماعت ادا کریں اور تمام طالبات مسجد کی بالائی منزل میں اقتداء کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو یہ طریقہ کیسا ہے؟ (بینوا توجروا)

جواب: عورتوں کے حق میں جماعت نہ مطلوب ہے نہ وہاں کی مسجد اور مکلف ہیں۔ وہ فرداً فرداً ہی نماز ادا کریں۔ مسجد آباد رہے وقت پر اذان بھی ہو اور جماعت بھی ہو اس مقصد سے کم از کم دو تین اساتذہ حضرات پردہ کے اہتمام کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت ادا کر لیں۔ اگر وقت میں زیادہ گنجائش نہ ہو تو وہاں صرف فرض ادا کر لیں اور سنت اپنے مقام (کمرہ) میں ادا کر لیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۴ ص ۱۰۵)

مفسدات الصلوٰۃ

نماز کے مفسدات ومکروہات وغیرہ کا بیان

نماز میں قہقہہ سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہوتے ہیں

سوال: نماز میں قہقہہ لگانا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کرتا ہے یا صرف نماز کو؟

جواب: نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہوجاتی ہیں۔ (جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قہقہہ لگانے والے نمازیوں کو وضو اور نماز دونوں دہرانے کا حکم فرمایا تھا) اور ردالمحتار میں یہ مسئلہ نواقض وضو میں صراحت سے موجود ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۳۹)

سجدہ میں پاؤں اٹھ جانے سے نماز نہ ہونے کا مطلب

سوال: بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہوگی کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر لگی رہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ مسئلہ دونوں پاؤں اٹھنے کا درمختار اور شامی میں بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل پورے سجدے میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا اور جب سجدہ نہ ہو تو نماز نہ ہوگی کم از کم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جاتے یہ نہیں کہ اگر زمین سے دونوں پاؤں اٹھ گئے تو فوراً ہی نماز فاسد ہوجائے گی بلکہ اگر اسی سجدہ میں پاؤں رکھ لیے تو نماز ہوجائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر پورے سجدے میں بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۳۹)

نماز کی حالت میں عورت مرد کا یا مرد عورت کا بوسہ لے لے تو؟

سوال: زید کہتا ہے کہ مرد نماز میں تھا عورت نے آکر اس کا بوسہ لے لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی تو نماز جاتی رہی اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہو یا نہ ہو عورت کی نماز فاسد ہوگئی اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہیں ہے، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لے لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز

فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا عورت نے اس کا بوسہ لے لیا اور مرد کو شہوت ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۹۰)

یہ الگ بات ہے کہ اس طرح بوسہ لینا گناہ کی بات ہے

نامحرم مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے سے کر سکتی ہیں

سوال: اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھا رہا ہے اور مستورات کسی پردے یا دیوار کے پیچھے فاصلے سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو ان عورتوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: ان عورتوں کی نماز درست ہے۔ (لیکن مکروہ اس وقت ہے جب امام غیر کا محرم یا آدمی صرف ان عورتوں کو الگ جگہ میں نماز پڑھائے) (کفایت المفتی)

نماز میں بلند آواز سے یا اللہ کہنا کیسا ہے؟

سوال: ایک شخص کی عادت ہے کہ نماز میں بلند آواز سے "یا اللہ" کہا جاتا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب: یہ عادت مکروہ اور واجب الترک ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

للمصلی اذا مر بآیة فیها ذکر النار او ذکر الموت فوقف عندها وتعوذ من النار واستغفر او مر بآیة فیها ذکر الرحمة وقف عندها او سأل الله الرحمة فههنا ثلاث مسائل مسألة المنفرد والجواب فیها انه ان کان فی التطوع فهو حسن وان کان فی الفرائض یکره الخ فتاویٰ تاتارخانیہ الفصل الرابع فی بیان ما یکره للمصلی ان یفعل فی صلاته وما لا یکره ج ۱ ص ۵۷۵ فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۱۲۶

بحالت نماز لکھی ہوئی چیز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر گھر یا مسجد میں پردہ پر کچھ لکھا ہو (قبلہ کی سمت میں) اور نمازی نماز پڑھتے ہوئے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں پڑھ لے اور سمجھ جائے تو کیا کسی لکھی ہوئی چیز کے پڑھ لینے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: قصداً و ارادۃً دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پڑھتے وقت زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تکلم ہوا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد و ارادہ اتفاقاً نظر پڑ جائے تو معاف ہے مکروہ بھی نہیں مگر نظر نہ جمائے رکھے۔ (درمختار، بحر الرائق، شامی، مراقی الفلاح وغیرہ میں یہ مسئلہ تفصیل سے باب مفسدات الصلوٰۃ و مکروہاتها میں مذکور ہے) (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۵ ص ۱۲۵)

مورتیوں کے سامنے نماز

سوال: پلاسٹک کے کھلونے، ہاتھی، شیر وغیرہ جانوروں کی مورتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: یہ بت پرستی سے مشابہ ہے، اس لئے جائز نہیں اور ان مورتیوں کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے۔

ٹی وی والے کمرے میں نماز تہجد پڑھنا

سوال: کیا جس کمرے میں ٹی وی رکھا ہوا ہو اور شام کے بعد ٹی وی بند کر دیا جائے تو رات کو نماز تہجد پڑھنا جائز ہے؟ یعنی جس کمرے میں ٹی وی پڑا ہوا ہو؟

جواب: گھر میں ٹی وی رکھنا ہی جائز نہیں ہے، جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ٹی وی بند ہے تو اس کمرے میں آپ کی نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اگر ٹی وی چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو جگہ لہو و لعب کے لئے مخصوص ہو وہاں میں بھی نماز مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

نمازی کے آگے کتا اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال: اگر بحالت نماز سامنے سے عورت یا کتا گزر جائے تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت اور کتے کا نمازی کے سامنے سے گزرنا مفسد نماز نہیں۔

قال ابن عابدين: (قوله وهو امرأة او كلب) بيان للاطلاق والمشار به الى الرد على الظاهرية لقولهم بقطع الصلوة مرور المرأة والكلب والحمار ونص احمد فى الكلب الاسود. (رد المحتار ج ١ ص ٤٦٦ باب مايفسد الصلوة) (مار فى موضع سجوده لا تفسد) سواء المرأة والكلب والحمار لقوله صلى الله عليه وسلم لا يقطع الصلوة شئ وادرؤا ما استطعتم فانما هو شيطان (رواه ابو داؤد) (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ج ١ ص ١٩٧، فتاوى حقانية ج ٣ ص ٢٢٨)

قالین اور فوم کے گدوں پر نماز کا حکم

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں ایک صاحب خیر نے نمازیوں کیلئے قالین بچھایا ہے

جواب: جائے اقامت کی آبادی کی حدود سے نکلتے ہی سفر شروع ہوتا ہے بڑے شہروں میں بعض چھاؤنی کے مراکز سے متصل شہر کے حدود شروع ہوتے ہیں تاہم بعض جگہوں پر تھوڑا بہت فاصلہ بھی ممکن ہے۔

قال عبدالله التمرتاشی من خرج من عمارة موضع اقامته قاصدا مسيرة ثلثة ايام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعی ركعتين الخ (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۲ باب صلوة المسافر) وفی الهندية الصحيح ما ذكرنا بمجرد مجاوزة عمران المصر الخ (الهندية ج ۱ ص ۱۳۹ الفصل الخامس عشر فی صلوة المسافر ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۸ باب المسافر۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۳۵۲۔

عورت شادی کے بعد والدین کے گھر جاکر قصر پڑھے یا نہیں؟

سوال: نکاح کے بعد جب عورت اپنے شوہر کے ہاں چلی جائے اور پھر والدین کے ہاں آئے جو کہ شرعی مسافت سفر کے فاصلے پر رہتے ہوں اور عورت کا ارادہ پندرہ دن سے کم قیام کا ہو تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

جواب: وہاں پر بھی عورت پوری نماز پڑھے گی کیونکہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔ (چونکہ وطن اصلی وہ ہے جہاں انسان پیدا ہوا ہو یا وہاں شادی کی ہو، یا کسی جگہ کو ٹھکانہ بنائے) (کمافی الدرالمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۴۳۹)

مسافر کی نماز

سوال: کیا مسافر اور مقیم کی نماز میں فرق ہے؟ سنتوں اور نفلوں کا بھی یہی مسئلہ ہے یا صرف فرضوں کا ہے؟

جواب: اگر کوئی عورت یا مرد اپنے اقامت والے شہر سے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ دور کسی جگہ کے سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے تو شہر سے باہر نکلتے ہی وہ شرعی طور پر مسافر بن جائیں گے اور اس کے بعد جس نماز کا وقت ہوگا وہ اگر ظہر، عصر یا عشاء کی نماز ہے تو فرض نماز چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھی جائے گی اسے قصر کہتے ہیں اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر سفر میں چل رہے ہیں تو سنت چھوڑی جاسکتی ہے اور اگر دوسرے شہر پہنچ گئے یا کہیں اطمینان سے ٹھہر گئے تو پڑھ لینا چاہئے لیکن راستہ میں اطمینان نہیں تو نہ پڑھیں۔ البتہ وتر نہیں چھوڑی جائے گی لیکن سنتوں کو چھوڑنا بھی درست

نماز قصر قضا ہوئی تو وطن میں آکر بھی قصر ہی پڑھی جائیگی

سوال: سفر کے دوران قصر نماز قضاء ہو جائے تو کیا گھر آنے کے بعد بھی اسے قصر پڑھا جائے گا یا مکمل؟

جواب: نماز قصر کی قضاء قصر ہی پڑھنی چاہیے۔ (جیسا کہ فتاویٰ شامی باب قضاء الفوائت میں مذکور ہے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ ص۳۲۴)

قضاء ادا نہ ہوسکی اور مرض الموت نے آن گھیرا

سوال: اگر قضاء کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذے سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی عذاب ساقط ہونے کا موجب ہوسکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ جو چاہے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ ص۳۵۸)

قضاء روزے اور نماز توبہ سے معاف نہیں ہوتے

سوال: کیا فوت شدہ روزے اور نمازیں توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

سوال: زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے پچاس برس تک قضا ہوئی ہیں، وہ اب اس توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ نصوح سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

جواب: زید کو گزشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح وقتیہ نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا فرض ہے۔ ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر میں وصیت کر جاوے فدیہ کیلئے لازم ہے کہ ورثہ بعد میں باقی ماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کریں اور حدیث التائب من الذنب کمن

لا تقبل له کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت چھوڑ کر پڑھنے سے جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور پھر واضح ہو کہ جیسے حقوق العباد کی توبہ یہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو حق ہے جو ادا ہو سکے تب توبہ قبول ہوگی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ جو ادا نہیں ہوئیں ان کی توبہ یہ ہے کہ ان کو ادا کرے یعنی بدون ادا کئے وہ تائب نہ ہوگا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو کر تبدیلی ہو سکتی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۵۸)

وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجميع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ ط س ج ۲ ص ۶۶ ظفير (۵) مشكوة باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۴ ظفير

نفل نمازیں

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

سوال۔ نفل نماز پڑھنے کی کیفیت کیا ہے؟ کھڑے ہو کر یا بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نفل نماز بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ البتہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلہ میں نصف ہوتا ہے۔

قال الامام البخاریؒ: عن عمران بن حصين قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن صلوة الرجل وهو قاعد فقال من صلى قائماً فهو افضل ومن صلى قاعداً فله نصف اجر القائم (الحديث) (جامع الصحيح للبخاری ج ۱ ص ۱۵۰ باب صلوٰۃ القاعد)

جبکہ معذور کو بیٹھ کر پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا۔

قال العلامة الحصكفيؒ: ويتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعاً الا بعذر ابتداء وكذا بناء بعد الشروع بلا كراهة في الاصح (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۶ باب الوتر والنوافل)

قال ابن نجيم المصري رحمه الله: ويتنفل قاعداً مع قدرته على

القیام ابتداءً وبناءً وقد حکی فیہ اجماع العلماء وبعد عدۃ اسطر قال واما اذا صلاہ مع عجزہ فلا ینقص من ثوابہ شئ (البحر الرائق جلد ۲ ص ۶۳ باب النوافل) فتاوی حقانیہ ج ۳ ص ۲۶۳)

نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: میں نفل اکثر پڑھتی ہوں میں یہ آپ کو کئی بتادوں کہ نماز بہت کم پڑھتی ہوں لیکن جب بھی پڑھتی ہوں تو اس کے ساتھ نفل ضرور پڑھتی ہوں، گزارش یہ ہے کہ میں نفل کھڑے ہو کر جس طرح فرض اور سنت پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھتی تھی، لیکن میری خالہ اور نانی نے کہا کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور اکثر لوگوں نے کہا کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں مجھے قبول نہیں ہوئی آپ یہ بتائیں کہ نفل کس طرح پڑھنے چاہئیں؟

جواب: آپ کی خالہ غلط کہتی ہیں یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے کہ تمام نمازوں میں وہ پوری نماز کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں مگر نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ نفل بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ضرور ہے لیکن بیٹھ کر نفل پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے اس لئے نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ پنج وقتہ نماز کی پابندی ہر مسلمان کو کرنی چاہئے اس سے کوتاہی کرنا ودیاو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب ہے۔ (آپ کے مسائل)

کیا عورت تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

سوال: اگر عورت پانچ وقت کی نمازوں کی پابند ہے، کیا وہ پانچوں نمازوں میں تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے اور کیا عصر اور فجر کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

جواب: عصر اور مغرب سے پہلے پڑھ سکتی ہے، صبح صادق کے بعد سے نماز فجر تک صرف فجر کی سنتیں پڑھی جاتی ہیں دوسرے نوافل درست نہیں۔ سنتوں میں تحیۃ الوضو کی نیت کرلے تو وہ بھی ادا ہو جائے گا اور مغرب سے پہلے پڑھنا اچھا نہیں کیونکہ اس سے نماز مغرب میں تاخیر ہو جائے گی اس لئے نماز مغرب سے پہلے بھی تحیۃ الوضو کی نماز نہ پڑھی جائے بہر حال اس مسئلہ میں مرد و عورت کا ایک ہی حکم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲)

و کذا رواہ البیہقی (ج ۲۔ ۴۹۶) سے حضرت سائب بن یزید صحابیؓ سے بھی بسند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے (نصب الرایہ صفحہ ۱۵۴ ج ۲)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے بیس تراویح کا معمول چلا آتا ہے اور یہی نصاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہو سکتی کہ وہ دین کے کسی معاملہ میں کسی ایسی بات پر بھی متفق ہو سکتے تھے جو منشائے خداوندی اور منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

اجماع کا لفظ تم نے علماء دین کی زبان سے سنا ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی زمانے میں تمام مجتہدین کسی مسئلہ پر اتفاق کریں۔ ایسے طور کہ ایک بھی خارج نہ ہو اس لیے کہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقع نہیں بلکہ عادۃً ممکن بھی نہیں بلکہ اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ ذوی الرائے حضرات کے مشورہ سے یا بغیر مشورہ کے کسی چیز کا حکم کرے اور اسے نافذ کرے۔ یہاں تک کہ وہ شائع ہو جائے اور جہاں میں مستحکم ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت کو۔ (الحدیث) (ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۳)

آپ غور فرمائیں گے تو بیس تراویح کے مسئلہ میں یہی صورت پیش آئی کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو بیس تراویح پر جمع کیا اور مسلمانوں نے اس کا التزام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں شائع شدہ اور مستحکم ہوئی یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بیس تراویح کو بجا طور پر اجماع سے تعبیر کیا ہے۔ ملک العلماء کاسانیؒ فرماتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماہ رمضان میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء پر جمع کیا اور وہ ان کو ہر رات بیس رکعتیں پڑھاتے تھے اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی۔ پس یہ ان کی جانب سے بیس تراویح پر اجماع ہوا۔ (بدائع الصنائع صفحہ ۲۸۸ ج ۱)

اور موفق ابن قدامہ المقدسی (ج ۱ صفحہ ۸۰۳) میں فرماتے ہیں۔ وھذا کالاجماع (اور یہ اجماع کی طرح ہے) اور یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) بیس تراویح پر متفق ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتب فقہ سے واضح ہے۔ آئمہ اربعہ کا اتفاق بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ بیس تراویح کا مسئلہ سلف سے تواتر کے ساتھ منقول چلا آتا ہے۔

اس ناکارہ کی ناقص رائے ہے کہ جو مسائل خلفائے راشدین سے تواتر کے ساتھ منقول

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ (صلوٰۃ التسبیح کا بیان) کب پڑھی جائے؟

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروف پندرہ مرتبہ قرأت سے پہلے اور دس مرتبہ قرأت کے بعد ہے۔ جیسا کہ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں دوسرے سجدے کے بعد دس مرتبہ پڑھنا آیا ہے۔ احناف کے نزدیک کس پر عمل ہے کہ سجدے کے بعد پڑھے تو تکبیر کہہ کر بیٹھ کر کھڑا ہو یا نہ کس طرح کرے؟

جواب: شامی میں دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن پہلی صورت حدیث مشہور کے موافق ہے کہ قرأت کے بعد پندرہ بار اور دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائے اور دس بار تسبیح مذکور پڑھے پھر اٹھے (یہ صورت پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں ہے) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۲ بحوالہ ردالمحتار باب صلوٰۃ التسبیح ج ۱ ص ۶۳۵)

صلوٰۃ التسبیح کی تسبیحات ایک جگہ بھول جائے تو کیا دوسری جگہ وہ بھی پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتے ہوئے چلے جائیں اور اس رکن میں اس کی تسبیح پڑھ لیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس میں کچھ حرج نہیں اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۳)

صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح میں زیادتی کرنے کے متعلق

سوال: صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا اضافہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حدیث کی رو سے تسبیح میں صرف مذکورہ بالا الفاظ ہی آئے ہیں مگر بعض روایات میں پچھلے الفاظ کی بھی زیادتی ہے لہٰذا پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ احیاء العلوم میں مذکورہ زیادتی سے پڑھنے کو مستحسن بتایا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص [illegible])

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

سوال۔ صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک

صلوٰۃ العیدین (عید کی نماز)

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال۔ عیدین کی نماز میں پردہ نشین عورتوں کو مکان میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

جواب۔ درمختار میں ہے ویکرہ تحریماً جماعۃ النساء الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ فرض اور واجب میں ہو، مسنون ونفل میں کذا فی الشامی پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمی کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہوگی نہ آگے۔ کما فی الدر المختار فان فعلن تقف الامام وسطهن فلو تقدمت اثمت الخ اور آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ وعیدین کیلئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے۔

(الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸ ط س ج ۱ ص ۵۶۵ ۱۲ ظفیر افادان الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا ونفلا (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸ ط س ج ۱ ص ۵۶۵ ظفیر (فتاوی دار العلوم ج ۵ ص ۱۳۵)

تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے نہیں

سوال: تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے درست ہیں یا نہیں؟

جواب۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق عورتوں کیلئے تکبیرات تشریق کا حکم نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ۵ ص ۲۴۷)

عورتوں کو عیدگاہ جانا مکروہ وممنوع ہے

سوال: مردوں کی طرح عورتوں کو عیدگاہ میں نماز کے لیے جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس زمانے میں ایک بہت زمانہ پہلے ہی صحابہ کرامؓ کے زمانے میں عورتوں کا مسجد و عیدگاہ جانا منسوخ ہوچکا تھا جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ فقہاء نے بھی اس مسئلے کو وضاحت سے لکھا ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے بوڑھی عورتوں کے لیے مسجد وغیرہ جانے کی گنجائش لکھی ہے جس سے اس کو بھی منع فرمایا ہے۔ (الدر المختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۹۷)

نماز کے متفرق مسائل

سچے دل سے نماز پڑھنے کی کیا پہچان ہے؟

سوال: نماز سچے دل سے پڑھنے اور دکھاوے کی پڑھنے والوں کی کیا پہچان ہے؟

جواب: سچے دل سے نماز پڑھنے کی پہچان یہ ہے کہ جس وقت کوئی دیکھنے والا اور کہنے سننے والا موجود نہ ہو اس وقت بھی نماز کو پورے آداب اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ (جیسا کہ مجموعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے)۔ واللہ اعلم (امداد المفتین)

رکوع و سجدہ کرنے سے ریح خارج ہوجاتی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: مجھے سخت ریاحی تکلیف ہے نماز میں جب رکوع اور سجدہ میں جاتی ہوں اور پیٹ پر دباؤ پڑتا ہے تو پیٹ پر دباؤ کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے میں نماز کس طرح ادا کروں اس کی بڑی فکر رہتی ہے احقر کی رہنمائی فرمائیں؟

جواب: پیٹ پر دباؤ پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو آپ اس طرح نماز ادا کریں کہ پیٹ پر دباؤ نہ آئے اور وضو کی حفاظت ہوسکے۔ اگر رکوع اور سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو تو آپ بیٹھ کر رکوع و سجدہ کو اشارہ کرکے نماز ادا کریں سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہو۔

جیسا کہ در مختار و طحطاوی علی المراقی میں سلسل البول اور زخم والے شخص کے لیے نماز اور رکوع کے سجدہ کے لیے اشارہ اور قدرت قیام ہونے پر قیام اور ... ہونے پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (باب صلوٰۃ المریض) (باب صلوٰۃ المریض) واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

سجدہ کا فرق

مرد سجدہ کی حالت میں پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے جدا رکھے اور کہنیاں اور کلائی زمین سے علیحدہ (اٹھی ہوئی) رکھے اور عورتیں پیٹ رانوں سے اور بازو دونوں کو بغل سے ملا ہوا رکھیں اور کہنیاں اور کلائیاں زمین پر بچھا کر سجدہ کریں نیز مرد سجدہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھ کر انگلیاں قبلہ رخ رکھے اور عورتیں پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں نہ کہ قبلہ رخ رکھیں۔

کنز الدقائق میں ہے وأبدى ضبعيه وجافى بطنه عن فخذيه ووجه أصابع رجليه نحو القبلة وسبح فيه ثلاثا والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها (قوله والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها) لأنه أستر لها فإنها عورة مستورة ويدل عليه ما رواه أبو داود في مراسيله أنه عليه الصلوٰة والسلام مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل (بحر الرائق فصل وإذا أراد الدخول في الصلوٰة ص ۳۲۰، ۳۲۱ ج ۱) ويزاد على العشرة أنها لا تنصب أصابع القدمين (بحر الرائق ص ۳۲۱ ايضاً)

جلسہ وقعدہ کا فرق

مرد جلسہ وقعدہ میں اپنا داہنا پیر کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے دونوں ہاتھ زانو پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں گھٹنے کی طرف نہ ہو جائیں اور عورتیں اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھیں۔

وإذا فرغ من سجدتي الركعة الثانية افترش رجله اليسرى فجلس عليها ونصب يمناه ووجه أصابعه نحو القبلة ووضع يديه على فخذيه وبسط أصابعه وهي تتورك (كنز الدقائق مع بحر ج ص ۳۲۲ ايضاً) بحر الرائق میں ہے وذكر الشارح أن المرأة تخالف الرجل في عشر خصال ترفع يديها إلى منكبيها وتضع يمينها على شمالها تحت ثدييها ولا تجافي بطنها عن فخذيها وتضع يديها على فخذيها تبلغ رؤوس أصابعها ركبتيها ولا تفتح إبطيها في السجود وتجلس متوركة في

مگر اس زمانے میں اکثر لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرضوں کو جو اہم اور سب سے اقدم رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا جس کے ذمہ فرض نمازوں کی قضاء ہے ان کو لازم ہے کہ اس کی ادائیگی کی فکر کریں اور نفلوں کے بجائے قضاء نمازیں پڑھا کریں کیونکہ قیامت میں فرضوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ ہاں فرضوں کی کامل مکمل ادائیگی کرتے ہوئے جس قدر بھی نوافل ادا کیے جائیں بہتر ہوگا۔ جو لوگ فرض کے ساتھ نوافل پڑھتے رہتے ہیں اللہ پاک کی بارگاہ میں نزدیک ہو جاتے ہیں اور ان کی سماعت و بصارت و جوارح (ہاتھ پاؤں، آنکھ کان وغیرہ) نیکیوں سے مانوس ہو جاتے ہیں اور گناہ کے کام چھوٹتے چلے جاتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نامہ اعمال میں فرائض کے ساتھ نوافل کا بھی ذخیرہ ہے جس طرح نوافل بلا فرائض مقبول نہیں اسی طرح فرائض میں سے بعض کا ادا کر لینا کافی نہیں ہے۔ تاوقتیکہ سب ہی کو ادا کرے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:

ترجمہ: "یعنی چار چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض قرار دیا ہے جو شخص ان چار میں سے تین ادا کرے وہ اس کے لیے کچھ مفید نہیں ہو سکتیں۔ تاوقتیکہ سب نہ کرے۔ نماز اور زکوٰۃ اور صوم رمضان اور حج بیت اللہ۔" (مسند احمد)

یہ اس لیے کہ جس مسلمان پر حق تعالیٰ نے جتنی چیزیں فرض کی ہیں ان فرضوں پر اسلام کا قصر (محل) قائم ہے۔ ان فرضوں میں سے ایک کے بھی چھوڑنے سے دین کا محل خطرے میں پڑ جاتا ہے جس طرح محل کے بعض ستون گر جانے سے دوسرے ستون بھی کمزور ہو جاتے ہیں اس لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: "ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ" یعنی جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

دو پیسے کے بدلے سات سو نماز کے ثواب کا ضبط ہونا

سوال: تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لینے کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب سلب ہو جائے گا۔ کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد ان کے پیسے ہیں؟

جواب: کتب فقہ میں "دانق" ذکر ہے کہ ایک دانق کے بدلے سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب ضبط کر لیا جائے گا اور علامہ شامی نے سات سو مقبول نماز کا لکھا ہے۔
دانق تقریباً سات رتی کا ہوتا ہے تو گویا سات رتی چاندی کے برابر ناحق لی ہوئی مالیت کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب ضبط کر لیا جائے گا۔ کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی تو

آیت سجدہ پڑھے بغیر نماز میں سجدہ تلاوت کرلیا
آیت سجدہ پڑھ کر بھی نماز میں سجدہ تلاوت نہیں کیا

سوال (الف) تراویح کی نماز میں امام صاحب نے سورۂ علق پڑھی اور آیت سجدہ باقی تھی کہ سجدہ تلاوت کرلیا اور حسب قاعدہ نماز ختم کردی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں اور ان دونوں رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا یا نہیں؟

(ب) دوسری دو رکعتوں میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا اس کا کیا حکم ہے؟

جواب جب کہ آیت سجدہ پڑھی نہیں گئی تو سجدہ بھی واجب نہیں ہوا اس لیے جو سجدہ کیا گیا وہ فضول اور بے موقع ہوا لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور ان دو رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا۔ اگر نماز میں سجدہ کیا تو ادا نہیں ہوگا لیکن نماز باطل نہ ہوگی۔ (امداد جلد اول صفحہ ۷)

(ب) دوسری رکعت میں سجدہ تلاوت واجب ہوا ہے اور نماز ہی کے اندر اس کا ادا کرنا ضروری تھا مگر نماز میں ادا کرنے سے رہ گیا اس لیے ساقط ہوگیا خارج نماز میں قضا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر قصداً ترک کیا ہوگا تو آدمی سخت گناہگار ہوتا ہے۔

واذا تلاها في الصلوة سجدها فيها لا خارجها لما مر الخ

(درمختار قولہ لما مر الخ [illegible] شامی ج ۱ ص ۷۲۰)

صورت مذکورہ میں امام نے سجدہ کی آیات کے بعد دو یا تین آیتوں سے زائد نہیں پڑھا تھا اور رکوع کرلیا تھا اور اس میں امام اور مقتدیوں نے سجدہ تلاوت ادا کرنے کی نیت بھی کرلی ہو تو سب کا سجدہ ادا ہوگیا اور اگر امام نے رکوع میں سجدہ کرنے کی نیت نہیں کی تو پھر سجدہ میں بلا نیت بھی سب کا سجدہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر تین آیتوں سے زائد پڑھنے کے بعد رکوع کیا ہے تو سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوا لہٰذا اس غلطی پر اللہ سے معافی چاہیے۔

(قوله ثم لو ركع وسجد لها اى للصلوة فورا ناب اى سجود المقتدى عن السجود التلاوة بلا نية تبعا لسجود امامه) (شامی صفحہ ۷۲۲) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

باب سجود السہو

نماز میں اگر سجدہ تلاوت بھول جائے

سوال:۔ اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آئے تو کس طرح سے ادا کرے۔

جواب:۔ اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آئے کرلے۔ اور پھر سجدہ سہو کرے۔

المصلی اذا نسی سجدة التلاوة فی موضعها ثم ذکرها فی الرکوع او السجود او فی القعود فانه یخر لها ثم یعود الی ما کان فیه و یعیده استحسانا وان لم یعد جازت صلوته کذا فی الظهیریة فی فصل السهو (عالمگیری کشوری کتاب الصلوٰة باب ثالث عشر فی سجود التلاوة ج ۱ ص ۱۳۲ ط س ج ۱ ص ۱۳۳) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۰۷)

سجدہ سہو بھول سے ایک ہی کیا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: امام صاحب سے سہو ہونے پر سجدہ سہو کیا لیکن سجدہ سہو صرف ایک کیا نماز کا وقت گزر جانے پر خیال آیا کہ سجدہ سہو بھی سوا ایک ہی کیا ہے تو اب نماز کا اعادہ کس طرح کیا جائے؟ آیا ان مقتدیوں کو جمع کر کے نماز پڑھی جائے یا فرداً فرداً پڑھی جائے، مقتدیوں کو جمع کرنا مشکل ہے اگر اعادہ نماز کی ضرورت ہو تو بھی تحریر فرمائیں؟

جواب: سجدہ سہو میں دو سجدے کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ایک سجدہ رہ جانے سے نماز ناقص اور واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

یجب سجدتان بعد التشهد (صفحه ۵۱۱) وان المقتدی لا دخل فی صلوٰة الامام وان لم یسجد وجبت الاعادة علی المقتدی ایضاً (شامی ۱: ۴۲۵)

ایسی صورت میں نماز منتشر ہونے سے پہلے یاد آجائے تو نماز کا اعادہ باجماعت ضروری ہے۔ منتشر ہونے کے بعد سب کو جمع کرنا ضروری نہیں فرداً فرداً ادا کر لینا کافی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۵ ص ۱۹۲)

وتر کی تین رکعات ہیں "ایک" نہیں

سوال: ہماری یہاں ایک مذہبی تقریب میں کئی حضرات آرہے تھے کہ یہاں کسی صاحب نے

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کئی احادیث ایسی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

البتہ بعض روایات میں "ایتار برکعۃ واحدۃ" یا "الوتر رکعۃ من آخر اللیل" کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ آخر شفع یعنی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت ملا کر اسے تین رکعت وتر بنالو اور اسی پر صحابہؓ نے عمل کیا اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک رکعت اکیلی پڑھی جائے۔

کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے "الوتر رکعۃ من آخر اللیل" والی حدیث روایت کی ہے۔ حالانکہ خود ان سے تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے اور وہ وتر کی مثال مغرب کی نماز سے دیتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم اور موطا امام محمد صفحہ ۱۰۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مطلب احناف نے اس حدیث سے لیا ہے وہ بھی اس کے قائل تھے۔

اس کے علاوہ اگر ایک آدھ صحابی سے تین رکعت دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا مروی ہے تو وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اتنی ساری احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل اور صحابہ کے تین رکعت پڑھنے کے سامنے اس اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور یہ تو کہیں بھی ثابت نہیں جو آج کل کے نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پڑھی اور چل دیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بتیراء" نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ یہ کہ "کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے" (دیکھئے نصب الرایہ وغیرہ)

اور اس حدیث کی ایک سند حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں نقل کی ہے جو انتہائی ثقہ راویوں پر مشتمل ہے۔ دیکھئے (معارف السنن صفحہ ۲۳۰ تا ۲۲۸/۴) ان تمام روایات اور دلائل کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ وتر ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعت ہے اور مخالف فریق کے دلائل انتہائی کمزور ہیں۔ لہٰذا سنت نبویہ یہی تین رکعات وتر ہیں۔

کتاب الجنائز

سیلاب میں عورت بہہ کر آئی ہو تو کفن دفن اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

سوال۔ سیلاب میں کوئی عورت بہہ کر آگئی ہو اور بدن پر کپڑے نہ ہوں اور ایسی کوئی علامت نہ ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم تو اس کے کفن کا کیا حکم ہے؟ نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ صورت مذکورہ میں جب مسلمان ہونے کی کوئی علامت نہ ہو تو مسنون طریقہ کی رعایت کئے بغیر اس کو نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہو کہ مسلمان ہوگی تو نماز پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

درمختار میں ہے (الدر) لو لم یدر امسلم ام کافر ولا علامة فان فی دارنا غسل وصلی علیه والا لا (قوله فان فی دارنا الخ) افاد بذکر التفصیل فی المکان بعد فقد العلامة ان العلامة مقدمة وعند فقدها یعتبر المکان فی الصحیح لانه یحصل به غلبة الظن کما فی النهر عن البدائع وفیها ان علامة المسلمین اربعة الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانة اه قلت فی زماننا لبس السواد لم یبق علامة (درمختار مع الشامی ج ص ۸۰۷ باب صلوٰة الجنازة قبیل مطلب فی الکفن) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۲)

کفن دیتے ہوئے عورت کے بال کیسے رکھے جائیں؟

سوال۔ کفن کے وقت عورت کے سر کے بالوں کو کیسے رکھا جائے؟

جواب۔ بالوں کی دو حصے کر کے پیچھے سے نکال کر سینہ پر رکھ دی جائیں۔ جیسا کہ (رسائل اورکان صفحہ ۱۵۱) میں صاف ہو سے۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ)

مرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں یا محمد رسول اللہ کی؟

سوال۔ حدیث میں ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو تو کیا صرف لا الہ

غسل دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۸۷)

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

سوال: اگر بیوی مر جائے یا شوہر مر جائے تو شوہر کو یا بیوی کو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زوجہ مر جائے تو اس کا شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور بیوی بھی اپنے مرحوم شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۸۸)

شوہر اپنی بیوی کو کندھا دے سکتا ہے اور بضرورت قبر میں بھی اُتار سکتا ہے

سوال: شوہر کو بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگانا اور قبر میں اتارنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر شرعاً اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور نکاح کا علاقہ منقطع ہو جاتا ہے اس لیے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے منع لکھا ہے۔ (جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے) لیکن بیوی کا چہرہ دیکھنا اور جنازے کو کندھا دینا درست ہے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو اسے قبر میں بھی اتارنا درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے کفن کے اوپر سے ہاتھ لگانا درست ہے۔ جیسا کہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں مفصل موجود ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۹۳)

میت کو غسل کس طرح دیا جائے؟

سوال: اگر میت کو غسل دیا جاوے تو کس طرح سے دیں اور کس طرف سے شروع کریں؟ اگر کسی نے بغیر شرعی ترتیب کے غسل دے دیا تو غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجاء کرانے کے بعد اس کو وضو کرایا جاوے اور اس کے سر اور تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکایا ہوا پانی ڈالا جاوے اور اس کے سر کے بال (خطمی) وغیرہ سے دھوئے جائیں پہلے بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ پر سے پانی بہایا جائے پھر دائیں کروٹ دھوئی جائے پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھایا جائے اور آہستہ آہستہ اس کے پیٹ کو ملا جائے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھو لیا جائے پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی بہا دیا جائے۔ اس میں صرف ایک بار بدن کو دھونا فرض ہے باقی سب امور مستحب ہیں اگر بے ترتیب بھی غسل دے دیا تو غسل ہو جائے گا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت غسل دیا جائے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۸۹)

لڑکے اور لڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟

سوال: لڑکے اور لڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟ جواب: لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین

صورت مسئولہ میں شوہر کو چاہئے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کسی عالم سے سمجھ لی جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۱۷)

بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے

سوال۔ کیا عورت اپنے خاوند کو مرنے کے بعد غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ شوہر کے مرنے کے بعد دونوں کا نکاح کلی طور پر ختم نہیں ہوتا اور عورت ایام عدت میں کسی حد تک شوہر کے نکاح میں ہوتی ہے اس لئے شوہر کے مرنے کے بعد وہ اسے غسل دے سکتی ہے۔

لما قال العلامة الحصكفيؒ وهي لا تمنع من ذلك قال ابن عابدين تحت قوله وهي لا تمنع من ذلك) اي من تغسيل زوجها دخل بها اولا (رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۸ كتاب الجنائز مطلب في حديث كل سبب الخ)

وقال العلامة ابن نجيمؒ والزوجة تغسل زوجها دخل بها اولا بشرط بقائها زوجة عند الغسل. (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۳ باب الجنائز)

شوہر بیوی کو کفن نہیں پہنا سکتا

سوال۔ کیا کوئی شوہر اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے کفن پہنا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ بیوی کے مرنے کے بعد میاں بیوی دونوں کا رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کیلئے اجنبی بن جاتے ہیں اس لئے مرد کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو کفن پہنائے تاہم دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة الحصكفيؒ ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الاصح (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۸ كتاب الجنائز مطلب في حديث كل سبب)

وقال الشيخ وهبة الزحيلي قال الحنفية لا يجوز للرجل غسل زوجته ومسها لانقطاع النكاح ويجوز له النظر اليها في الاصح لان النظر اخف من المس (الفقه الاسلامي وادلته ج ۲ ص ۴۵۸ كتاب الجنائز ثالثا صفة الغاسل ومثله في امداد الفتاوى ج ۱ ص ۴۹۳ باب الجنائز (فتاوى حقانيه ج ۳ ص ۵۸))

بیوہ کو تیجا پر نیا دوپٹہ اوڑھانا

سوال: ہمارے یہاں عرف عام ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی بیوی کو اس کے متعلقین یا دوپٹہ جو اوڑھاتے ہیں اس طرح جو بیوی کے پاس سے سفید دوپٹے لے کر آجاتے ہیں اور اسے سفید دوپٹے کے عوض کچھ روپیہ نقد دینے کے لیے دے دیتے ہیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ اور یہ شوہر کے انتقال پر چونکہ عورت چار ماہ دس دن عدت کرتی ہے عورت کا حق ہے اس لیے دوپٹہ اوڑھانے میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟ اس میں مسئلہ کیا ہے؟ خلاف ورزی تو نہیں ہوتی؟ وضاحت فرمائیں؟

جواب: بیوہ کو تیجے میں یا دوپٹہ اوڑھانے کی رسم جو آپ نے لکھی ہے یہ بھی لغو اور خلاف شریعت ہے۔ بیوی کی عدت چار مہینے دس دن ہے، اور اس دوران بیوہ کو نیا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں۔ معلوم نہیں کہ اس رسم کے جاری کرنے والوں کا منشا کیا ہوگا، ممکن ہے دوسری قوموں سے یہ رسم مسلمانوں میں آئی ہو یا مقصود بیوہ کی خدمت کرنا ہو، بہرحال یہ رسم خلاف شرع ہے۔ اس کو ترک کر دینا چاہیے، بیوہ کی خدمت اور اس کی غمخواری کے لیے اگر نقد روپیہ پیسہ دے دیا جائے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں، اس رسم میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۲۰)

اگر عورت اپنی آبرو بچانے کیلئے ماری جائے تو شہید ہوگی

سوال: اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کیلئے اپنی جان قربان کر دے تو کیا یہ خودکشی ہوگی؟ اور اسے اس بات کی آخرت میں سزا ملے گی یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کے لیے ماری جائے تو شہید ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۲۹)

انسانی لاش کی چیر پھاڑ اور اس پر تجربات کرنا جائز نہیں

سوال: آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے کہاں تک درست ہے؟ قرآن اور حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کیے جا سکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، نہ مسلمان کی نہ غیر مسلم کی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۲۹)

نماز جنازہ

وضع حمل میں وفات پانے والی ماں اور اس کے بچے کی نماز کا طریقہ

سوال: زچگی (حالت وضع حمل) میں ایک عورت اور اس کا نومولود بچہ دونوں وفات پا گئے ہیں، اب ان دونوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھی جائے یا الگ الگ؟

جواب: دونوں کی نماز جنازہ الگ الگ پڑھنا اولیٰ ہے، ایک ساتھ پڑھی ہو تو امام کے آگے پہلے بچے کا اور پھر اس کی ماں کا جنازہ رکھا جائے، یا بچے کی پائنتی پر ماں کا جنازہ رکھا جائے یہ بھی جائز ہے۔ دونوں کی ایک ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں اولاً بالغ کی دعا اور پھر نابالغ کی دعا پڑھی جائے۔ فلو کان معہم مکلفون [illegible] للمکلفین کما مر۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۲۵ باب احکام الجنائز) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۱۳۳)

حاملہ عورت کا ایک ہی جنازہ ہوتا ہے

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک عورت فوت ہوگئی اس کے پیٹ میں بچہ تھا یعنی زچگی کی تکلیف کے باعث فوت ہوگئی اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا، امام صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے دو جنازے ہونے چاہئیں تھے، دلیل اس طرح دیتے ہیں کہ فرض کرو ایک آدمی حاملہ عورت کو قتل کرتا ہے تو اس پر دو قتل کا الزام ہے؟

جواب: جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنازے ہونے چاہئیں تھے وہ غلط کہتے ہیں، جنازہ ایک ہی ہوگا اور مردوں کا الگ جنازہ بھی پڑھا جا سکتا ہے جبکہ ماں کے پیٹ ہی میں مرگیا ہو اس کا جنازہ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۴۱)

نماز جنازہ میں عورتوں کی شرکت

سوال: کیا عورت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے یعنی جماعت کے پیچھے عورتیں کھڑی ہو سکتی ہیں؟

جواب: جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے عورتوں کو نہیں، تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہو جائیں تو نماز ان کی بھی ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۰۵)

عورت مزار پر جائے تو نکاح رہے یا باطل ہو جائے؟

سوال: عورت جو مردوں کی بزرگ کے مزار پر جائے تو عورت نکاح سے نکل جائے گی؟ جواب تحریر فرما۔

اور اگر مردہ ہی پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ بچے کے بدن کا اکثر حصہ باہر آنے تک زندگی کے آثار باقی رہیں یعنی سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک پاؤں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک نکلے اس وقت تک آثار حیات باقی ہوں تو بچہ زندہ شمار ہوگا اور مسنون طریقے سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا اور اگر اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر جائے تو مردہ شمار ہوگا اس کو دھو کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نماز جنازہ دفن کر دیا جائے اور دونوں صورتوں میں نام رکھا جائے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

حائضہ عورت کا میت کے پاس ٹھہرنا

سوال۔ میت کے قریب حائضہ عورت کا موجود ہونا کیسا ہے؟

جواب۔ اولیٰ یہی ہے کہ حائضہ عورت قریب نہ رہے (اور نہ ہی کوئی غیر مسلم مسلمان میت کے قریب ہو) درمختار میں ہے کہ میت کے پاس سے جنبی، حائضہ اور نفساء ہٹ جائیں۔ اھ۔ مراقی الفلاح میں اس کی ایک وجہ لکھی ہے کہ فرشتہ رحمت ان کی موجودگی میں نہیں آتا۔ بعض فقہاء کے نزدیک ان کو نہ نکالا جائے کیونکہ بسا اوقات نکالنا ممکن نہیں ہوتا اور میت کے قریب ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ (مثلاً وہ میت کے اقارب ماں، بہن، بیٹی، بیوہ وغیرہ ہوں) بہشتی زیور میں ہے کہ میت کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت جس کو نہانے کی ضرورت ہے اس کے پاس نہ رہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۹۱ حصہ دوم درمختار ص ۷۹۳) پس بہتر ہے کہ میت کو حیض و نفاس والی عورت نہ چھوئے کیونکہ یہ مکروہ و ممنوع ہے۔ ایسا ہی ہے واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۴۳)

عورت کا کفن اس کے ماں باپ، بھائی کے ذمے ہے یا شوہر کے؟

سوال۔ عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کا کفن کس کے ذمے ہے؟ عورت کے ماں باپ کہتے ہیں کہ لڑکی کا انتقال ہو جائے اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو اس کے ذمے اس کا کفن ہے یا بھائی زندہ ہو تو اس کے ذمے ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟ یا عورت کے مال میں سے اس کا خرچ لیا جائے یا شوہر سے لیا جائے؟

جواب۔ عورت کے انتقال کے وقت اگر اس کا شوہر زندہ ہو تو اس صورت میں عورت چاہے مالدار ہو اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے ماں باپ کے یا مال سے نہیں ہوتا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے چاہے عورت مالدار ہو (کتاب الفرائض) صفحہ ۱۰ اور شامی میں ہے

کہتا ہے وہ سب کافر ہو گئے کیا اس کا کہنا صحیح ہے؟

جواب: اس لڑکی کا جنازہ مسلمانوں کو ہی پڑھنا چاہیے تھا غیر مسلموں نے پڑھا، نادرست کیا، اس سے کوئی کافر نہ ہوگا (بلکہ ایسے بچوں کا جنازہ مسلمانوں کا حق ہے) (مفتی محمد تقی عثمانی)

مطلقہ رجعیہ اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

سوال: کیا مطلقہ اپنے مرحوم خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

جواب: اصل تو مرد کو مرد ہی نہلائیں اور اقارب کو غسل دینا چاہیے لیکن بہرحال اگر رجعی ہو اور عدت میں ہو تو غسل دے سکتی ہے۔ بہشتی اصلاحی (ص ۲۲۵ ج ۱)

اگر طلاق رجعی دی ہو اور مر گیا تو عورت اسے غسل دے سکتی ہے کیونکہ زوجیت کا رشتہ ختم نہیں ہوا لیکن اگر طلاق بائن دی ہو تو غسل نہیں دے سکتی۔ واللہ اعلم (مفتی محمد انور صاحب)

کنواری عورت کی بہشت میں شادی ہوگی یا نہیں؟

سوال: جو عورت نیک سیرت اور اچھے اعمال کے ساتھ کنواری رہے یعنی اس دار فانی سے کوچ کر جائے تو جنت کے اندر اس کا کیا ہوگا؟ جیسا کہ مردوں کے لیے حوریں ہوں گی؟

جواب: غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح سے متعلق کوئی روایت نظر سے نہیں گزری، البتہ قرآنی آیت: اور تمہارے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کو تمہارا جی چاہے اور آنکھوں کو لذت ہو (پ ۲۴) کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کی خواہش ہوئی تو پوری کی جائے گی۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالستار صاحب)

میت سے سوال کس زبان میں ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قبر میں میت سے سوال کس زبان میں ہوتا ہے عربی میں یا میت کی اپنی زبان میں؟ بینوا توجروا

جواب: بعض اہل اللہ کا قول ہے کہ سریانی زبان میں سوال ہوتا ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ سوال عربی میں ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر ایک سے اس کی زبان میں خطاب ہو۔ تفصیل کے لیے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور صفحہ ۷۷ ملاحظہ کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۹۰)

باب الزکوٰۃ

مہر پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: دین مہر نکاح کی زکوٰۃ مرد و عورت کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اور مہر ادا نہیں ہوا تو کسی صورت سے مہر کے روپے زکوٰۃ کا ہونا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: مرد جب دین مہر عورت کو دے دے اور وہ مقدار نصاب ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تب عورت کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر وہ مقدار نصاب نہیں بلکہ اس سے کم ہے اور عورت کے پاس باقی مقدار موجود ہے جس کو مہر کے ساتھ ملا کر پورا نصاب ہو سکتا ہے تو اس کو ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر نصاب پورا نہیں ہو سکتا تو اس پر زکوٰۃ نہیں اسی طرح وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں۔ فتاویٰ محمودیہ باب زکوٰۃ المہر ج ۳ ص ۸۷۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۲۔

زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا؟

سوال: زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی بار آیا ہے اور کون سے سن ہجری میں اس کا حکم نازل ہوا؟

جواب: در مختار و شامی میں ہے زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے۔ نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا۔ قرآن مجید میں ملاحظہ کر لیا جائے اور ہجرت کے دوسرے سال میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔ (کذا فی الدر المختار والشامی) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۶ ص ۴۷)

مقدار نصاب زکوٰۃ کی کیا ہے؟

سوال: زکوٰۃ میں زیور وغیرہ کتنا ہو کہ اس کی زکوٰۃ نکالی جائے اور ایک مرتبہ دینے سے تا عمر معاف ہوگی یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ مقدار نصاب کیا ہے؟

جواب: زیور میں زکوٰۃ واجب ہے چاندی کا نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت چاندی میں ملا کر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بنتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (یا سونا چاندی اور نقد رقم گھر کی غیر ضروری زائد اشیاء جو شرعی ضرورت میں نہیں مثلاً ٹی وی یا گھر میں کام نہ آنے

والے یا سال میں ایک آدھ مرتبہ استعمال ہونے والے بڑے برتن وغیرہ میں سب کی قیمت بھی اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی) اور اس مال پر سال بھی گزر چکا ہو کل مال میں سے زکوٰۃ مطلق قیمت نکالی جائے گی اور زکوٰۃ کا نصاب مال کا موجود ہے تو ہر سال زکوٰۃ دینی ہوگی خلاصہ یہ کہ جس کے پاس ضروریات اصلیہ کے ماسوا نصاب کے برابر روپیہ زیور وغیرہ ہو تو وہ مالک نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (ملخص) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۱۳۸)

عورت اپنے شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اپنے زیور وغیرہ کی زکوٰۃ دے سکتی ہے

سوال: جس عورت کے پاس جہیز کا زیور وغیرہ ہو بغیر اطلاع اپنے خاوند کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جہیز کا زیور عورت کا مملوک ہے اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں۔ (فقہاء کی تصریح کے مطابق جہیز میں دیا ہوا سامان زیور وغیرہ عورت کی ملکیت بن جاتا ہے جسے اس سے کوئی بھی نہیں لے سکتا اور وہ اس میں تصرف کرنے کی مختار ہوتی ہے۔) (امداد الفتاویٰ) (خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۴۲)

بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

سوال: بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر کو صاحب نصاب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ قربانی اور زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا، قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں۔ (بلکہ بیوی خود اپنے مال سے قربانی کرے گی اور زکوٰۃ دے گی چاہے اسے زیور بیچنا پڑے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۵۱)

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ دے؟

سوال: ہندہ کے پاس جو زیور ہے اس پر کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے اور ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ زیور فروخت کرے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند زیور سے مگر وہ ناراض رہتا ہے اور زیور فروخت کرنے پر راضی نہیں۔ کیا ہندہ زیور اس کی مرضی کے بغیر فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے؟

جواب: اگر زیور شوہر کا دیا ہوا ہے اور ہمارے عرف کے مطابق اس نے ہندہ کی ملکیت

میں نہیں دیا تو وہ شوہر کا ہے اور شوہر ہی پر اس کی زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے لیکن اگر وہ زیور بیوی کے اپنے ماں باپ کے پاس سے جہیز میں ملا ہے تو وہ عورت کی ملک ہے اس میں سے کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دے دے شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۹۳)

زکوٰۃ کے ڈر سے غیر مسلم لکھوانا

سوال: ایک صاحب نے ایک بیوہ عورت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے کو بینک میں غیر مسلم لکھوا دیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں ہوگا؟

جواب: کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے اور زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا دوہرا کفر ہے اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے بیوہ کو غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اسے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی لازم ہے اور اگر بیوہ نے اس کفریہ مشورہ پر عمل کر لیا ہو تو اس کو بھی از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ حکومت کو بھی اپنے اس نظام زکوٰۃ پر نظر ثانی کرنی چاہئے جو لوگوں کو مرتد کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مال سے جتنی مقدار زکوٰۃ کے نام سے وصول کرتی ہے (یعنی اڑھائی فیصد) اتنی ہی مقدار غیر مسلموں کے مال سے رفاہی ٹیکس کے نام سے وصول کیا کرے۔ اس صورت میں کسی کو زکوٰۃ سے فرار کی راہ نہیں ملے گی اور غیر مسلموں پر رفاہی ٹیکس کا عائد کرنا کوئی غلط بات بھی نہیں کیونکہ حکومت کے رفاہی کاموں سے استفادہ میں غیر مسلم باشندے بھی برابر کے شریک ہیں اور اس فنڈ کو غیر مسلم معذوروں کی امداد اعانت اور خبر گیری میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۳۴۴)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے

نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ

سوال: حکومت نے بینک اکاؤنٹس میں سے زکوٰۃ منہا کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں تو فرمائیں کہ چھوٹے بچوں کے نام سے ان کے مستقبل کے لئے جو رقم بینک میں جمع کرائی جاتی ہے یا مختلف تقریبات میں ان کو رقم ملتی ہے وہ بھی بینک میں جمع ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔ حکومت اگر نابالغ بچے کے مال سے زکوٰۃ کاٹتی ہے تو یہ صحیح نہیں۔ بینات ج ۲ ص ۲۴۳ محرم [illegible] آپ کے مسائل ص ۱۲۵۔

اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال: میری تین بیٹیاں ہیں۔ عمر ۱۲ سال، ۱۰ سال اور ۸ سال ہے۔ میں نے ان کی شادی کے لیے ۲۴ تولہ سونا لے رکھا ہے اس کے علاوہ دوسری چیزیں مثلاً برتن، کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہی ہوں، کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ بچیوں کے نام پر الگ ہیں، براہ مہربانی تفصیل سے بتائیے؟

جواب: اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنا دیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں، جوان ہونے کے بعد ان میں سے جو صاحب نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی، اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا بلکہ آپ ہی کی ملک ہے تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے، برتن، کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کے لیے رکھی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۶۳)

زیور کی زکوٰۃ

سوال: چونکہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہیے یا بیوی کو اپنے جیب خرچ سے؟ اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگرچہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس پیسہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا؟

جواب: زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے اور زکوٰۃ نہ دینے پر وہی گناہگار ہوگی، شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔ بیوی یا تو اپنا جیب خرچ بچا کر زکوٰۃ ادا کرے، یا زیورات کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۶۷)

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

سوال: اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو مگر جب اس کی بیوی شادی ہو کر اس کے گھر آئے تو اتنا زیور لے آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض بھی ہے اور اس کی تنخواہ بہرحال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے، زکوٰۃ قربانی واجب ہے گی اور اللہ تعالیٰ شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال و جواب کئے جائیں گے؟

جواب: چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہے اس لیے قربانی اور زکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا اور اگر وہ ادا نہیں کرے گی تو گناہگار بھی وہی ہوگی، شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۳۶۱)

حساب سے ۵۰۰ گرام ۱۰۰ ماشہ کے ہونے اور مثقال وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ
اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے اور علامہ کرنوی نے اس کو اختیار کیا ہے جس کی ۵۰۰ گرام ۱۰۰ ماشہ ۳۲۰ ماشہ کے
ہوتے ہیں اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۴۲۵۲ تولہ چاندی قیمت نکلا جو کہ نصاب ہے۔ تفصیل کیلئے
دیکھئے رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ شامی ج ۱ ص ۲۵ ۳۲ تفسیر فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص ۴۸۔

ساڑھے سات تولے سونے سے کم پر نقدی ملا کر زکوٰۃ واجب ہے

سوال: میری چار لڑکیاں بالغ ہیں ہر ایک کے پاس کم و بیش چار تولہ سونا ہے جس میں سے
جہیز کے لیے رکھ دیا تھا اور ہر ایک کے پاس تقریباً چار سو ریال جو سالانہ جمع رہتا ہے
کیا ان سب پر زکوٰۃ قربانی، صدقہ فطر وغیرہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: آپ نے جو صورت لکھی ہے اس میں آپ کی سب لڑکیوں پر الگ الگ زکوٰۃ
قربانی، صدقہ فطر لازم ہے کیونکہ سونا اگرچہ نصاب سے کم ہے مگر نقدی کے ساتھ سونے کی قیمت
ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام) کی قیمت بن جاتی ہے۔ (کیونکہ یہی
نصاب زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ وغیرہ واجب ہیں) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۶۲)

زیور کے نگ پر زکوٰۃ نہیں سونے کے کھوٹ پر ہے

سوال: کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائی جائے گی وزن بابت میں ان کے نگ وغیرہ کے وزن کو
شامل کریں گے اور سونے کے کھوٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب: سونے میں جو نگ وغیرہ لگائے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ ان کو الگ کیا جا سکتا ہے
البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا اس کھوٹ سمیت سونے کی بازار میں
جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۶۷)

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

سوال: بعض اقوام میں تاریخ اور کا نکاح کر دیتے ہیں۔ دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور
چڑھاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

جواب: وہ زیور جو دولہا کا باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے
لہٰذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے
اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔ تفسیر) فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص ۴۹۔

باپ چھوڑ کر فوت ہوا ہے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی چچا کے ذمہ بنتی ہے؟

جواب: شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے۔ پھر اسے شرعی حصص پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۰۲)

مصارف زکوٰۃ

(زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کی جگہیں)

لڑکے کے پاس رقم ہو مگر اس کی والدہ محتاج غریب ہو تو اس کی والدہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کی بیوہ عورت اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے عورت کے پاس کچھ زمین ہے اس پر مکان بنانا چاہتی ہے مگر غریب محتاج ہے کچھ رقم نہیں ہے اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟ ایک شخص نے عورت کے بیٹے کو رکشا خریدنے کیلئے تیس ہزار روپے دیئے ہیں وہ رقم اس لڑکے کے پاس موجود ہے تو اس حالت میں اس لڑکے کی والدہ کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: صورت مسئولہ میں تیس ہزار روپے لڑکے کو دیئے ہوں اور لڑکے نے وہ رقم اپنے ہی پاس رکھی ہو اپنی والدہ کو مالک بنا کر نہ دیئے ہوں اور اس کی والدہ غریب محتاج ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے البتہ یہ خیال میں رہے کہ یکمشت اتنی رقم نہ دی جائے جس سے وہ عورت صاحب نصاب بن جائے مکان بنانے کیلئے رک رک کر تھوڑی تھوڑی رقم دیتے رہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۱۸۸)

خوشدامن (ساس) کو زکوٰۃ دینی درست ہے یا نہیں؟

سوال: خوشدامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی خوشدامن کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جائے کہ وہ جہاں چاہے خرچ کرے (ساس چونکہ مصارف ممنوعہ (جن کو زکوٰۃ دینا منع ہے) میں داخل نہیں ہے اس لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۱۸۳)

ہندو اور پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں

سوال: جو لوگ گداگری کا پیشہ کرتے ہیں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟ بعض فقیر ہندو ہوتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول (مالدار) ہوتے ہیں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۱۴۴)

ہندو فقیر کو نفلی صدقہ دینا درست ہے مگر زکوٰۃ دینا جائز نہیں وہ مسلمان کا حق ہے۔

بیوہ اور بچوں کو ترکہ ملنے پر زکوٰۃ

س: ایک بیوہ عورت ہے جس کی اولاد زیرِ تعلیم ہیں اسے اپنے شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپے ملے اس نے وہ رقم بینک میں فکسڈ ڈپازٹ رکھوا دی اور اس پر جو سود یا اب منافع ملتا ہے اس سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے کیا اس کے اوپر زکوٰۃ واجب ہے؟ (یاد رہے کہ اس کے علاوہ ان کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں)

ج: اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۳ ص ۵۱۴)

زکوٰۃ سے غریب لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنا

سوال: زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی مذہبی تعلیم (وغیرہ) تو درست جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنا دیا جائے لہٰذا غریب لڑکیوں کو اگر نقد، کپڑا، کتابیں دے دی جائیں (یا کتابیں خرید کر ان کی تملیک کر دی جائیں) تو درست ہے مگر معلم اور دیگر سازوسامان کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست نہیں ہے۔

(مزید تفصیل کی ضرورت ہے) (فتاویٰ دارالعلوم جلد ۶ ص ۱۴۲)

سگے بھائی اور بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال: والدین حیات ہیں صاحبِ نصاب زکوٰۃ اور شرعاً غنی ہیں لیکن معاشی تنگی ہے تو کیا کوئی مرد یا عورت اپنے نابالغ بہن بھائیوں کو جو کہ معاشی پریشانی میں مبتلا ہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بھائی بہنوں کو جو کہ مالک نصاب نہیں ہیں تو پھر اگرچہ والدین مالدار ہوں تب بھی

اس لڑکی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر وہ جوان لڑکی جس کے ماں باپ غنی ہوں مگر اس کا نان و نفقہ بسبب چونکہ مفت جو ملتا ہے وہ اس کے علاوہ نہیں ملتا اس لیے زکوٰۃ دینا درست ہے اور شوہر یا ماں باپ کا مالدار ہونا اسے شرعاً غنی نہیں بناتا جب تک کہ وہ مالک نصاب نہ ہو۔ (عالمگیری) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۱۸۷)

بہو بیٹے کی بیوی مالک نصاب نہ ہو تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ایک خاتون مالدار ہیں مگر ان کا بیٹا معاشی تنگی میں ہے اگرچہ بیٹا بھی صاحب نصاب ہے لیکن بہو صاحب نصاب نہیں ہے کیا اسے زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑا وغیرہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر بہو محتاج ہے تو اسے زکوٰۃ کے پیسے بھی دیئے جا سکتے ہیں اور زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑے وغیرہ بنا کر بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم)

سید کی بیوی کو زکوٰۃ

سوال: ہمارے ایک عزیز جو کہ سید ہیں جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں ان کے گھر کا خرچ ان کی بیوی جو کہ غیر سید ہیں بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیز ان کی مدد سے چلاتی ہیں، سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیر سید ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۸۸)

سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

سوال: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی جس سے اس کے دو بچے ہیں، کچھ عرصے کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کر کے ان کی پرورش کرتی ہے زید بچوں کی پرورش کے لیے اس کو کچھ نہیں دیتا۔ ہندہ سادات سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بچے صدیقی ہیں، ہندہ کے عزیز و اقارب بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لیے زکوٰۃ دے ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے کیونکہ ہندہ کے لیے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے؟ شرعی اعتبار سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں؟

جواب: بچے سید نہیں بلکہ صدیقی ہیں اس لیے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لیے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے اپنے لیے نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۱۲)

بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال: (۱) معلوم ہے بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے اگر بدقسمتی سے شوہر غریب ہو جائے اور بیوی مالدار ہو تو شرعاً شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

(۲) مذکورہ شوہر کی بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا درست ہوگا؟

جواب: (۱) عورت پر شوہر کے لیے جو حقوق ہیں وہ امیر و غریب دونوں حالتوں میں یکساں ہیں شوہر کے غریب ہونے سے بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیش نظر صرف اس قدر نان و نفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہو سکے البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار کرنے کی اجازت دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۰۵)

شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا

سوال: ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے لیکن وہ لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ان کو خیرات صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: اگر وہ غریب ہے اور مستحق ہے تو جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۱۲)

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ

سوال: ایک عورت جو کہ بیوہ ہے لیکن اس کے چار پانچ لڑکے برسر روزگار ہیں اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے اگر وہ لڑکے ماں کی بالکل بھی امداد نہیں کرتے تو کیا اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ اگر بالفرض وہ تھوڑی بہت امداد کرتے ہیں جو اس کے لیے ناکافی ہے تب اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس خاتون کے اخراجات اس کے صاحبزادوں کے ذمہ ہیں لیکن اگر وہ نادار ہے اور لڑکے اس کی مالی امداد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرہ ضروریات کے لیے کافی ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۱۰)

مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال: ہمارے محلے میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے جو کہ مقامی کالج میں پڑھتی ہے۔ اس بیوہ عورت کا ایک بھائی ہے جو ۱۲۰۰ تک کی ملازمت کرتا ہے اور مہینے کے دو ہزار روپے کماتا ہے لیکن اپنی بیوہ بہن اور ماں کو کچھ بھی نہیں دیتا۔ اس بیوہ عورت کی ماں بالکل ضعیف اور بیمار ہے ان سب کا خرچ عورت کا بھتیجا اٹھاتا ہے اور اس بھتیجی کی بھی شادی ہوئی ہے اور اس کی ایک

ہے تو جائز ہے اور اسی طرح اگر ایسے لڑکے کو، جو بقدر ضرورت سمجھ رکھتا ہے یعنی پھینک نہیں دیتا کوئی
دھوکہ دے کر اس سے لے نہ لے۔ تب بھی جائز ہے اور کم عقل فقیر کو دیا تب بھی جائز ہے۔
(رد المحتار ج ٢ ص ٣٤) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ٧ ص ١٨٥)

داماد کو زکوٰۃ دینا

سوال: میرے پاس زکوٰۃ کے پیسے ہیں میرا داماد غریب بھی ہے اور مقروض بھی ہے تو کیا میں اس کو پیسے دے سکتا ہوں یا نہیں؟ قرض کی ادائیگی کے بعد وہ بچے ہوئے پیسوں سے اپنے گھر کی مرمت کرانا چاہتا ہے تو وہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کے بعد مالدار ہو جائے تو اس کے لیے زکوٰۃ کے پیسوں سے مرمت کیے ہوئے مکان میں رہنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: داماد غریب ہو تو زکوٰۃ کے پیسے دے سکتے ہیں اور وہ ان پیسوں سے گھر کی مرمت بھی کرا سکتا ہے اور وہ مستقبل قریب یا بعید میں مالدار ہو جائے تو اس کے بعد وہ اس گھر کو استعمال کر سکتا ہے اس کے لیے کوئی اشکال نہیں وہ غریب ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ٧ ص ٨٠)

صدقہ فطر

صدقہ فطر کی مقدار

سوال: صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے اور قیمت کی ادائیگی میں بصورت تفاوت کون سی قیمت معتبر ہوگی؟

جواب: فقہ حنفی کی رو سے نصف صاع یعنی ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم صدقہ فطر کی مقدار ہے البتہ جو یا کھجور سے ایک صاع یعنی [illegible] ادا کیا جائے گا۔ وفی الہدایہ: وھی نصف صاع من بر او صاع من شعیر او تمر۔ (ج ١ ص ١٠١ باب صدقۃ الفطر) اس میں انگریزی کلو اور ملکی سیر متفاوت ہیں اس لیے تولے کی مقدار سے ملکی سیر کا تعین آسان ہے اور ادائیگی میں فقیر کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے، اگر قیمت میں قاعدہ عامہ مروجہ قیمت ادا کی جائے۔

قال علاء الدین الحصکفی رحمہ اللہ: ویقوم فی البلد الذی المال فیہ

(الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ٢ ص ٢٨٦ باب زکوٰۃ الغنم)

قال الشیخ ابن الھمام: (ویقومھا) ای المالک فی البلد الذی فیہ المال الخ

(فتح القدیر ج ٢ ص ١٩٧ فصل فی العروض) ومثلہ فی الھندیہ ج ١

ص ۱۸۰ الفصل الثاني في المصرف فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۳۳

صدقہ فطر کن لوگوں پر واجب ہے؟

سوال: (الف) کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہے اور ان کی نابالغ اولاد کا صدقہ فطر بھی ان کے ذمہ واجب ہے؟ (ب) کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ان لوگوں کے ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں، کس کا کہنا صحیح ہے؟

جواب: الف کا کہنا صحیح ہے، ب کا کہنا غلط ہے۔ مسئلہ یہی ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کا صدقہ باپ پر واجب ہے۔ (جیسا کہ اوپر بھی حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کے حوالے سے یہی مسئلہ لکھا ہے۔) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۳۰۳)

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

سوال: عورت کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟ باپ کے یا شوہر کے؟ عورت کے پاس مال نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: عورت اگر صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے، شوہر اگر اس کی طرف سے ادا کردے گا تو ادا ہو جائے گا، باپ پر واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مرد اپنی بیوی اور بالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر نہیں دے گا۔ اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہو (یعنی دینا ان کی طرف سے ضروری نہیں) ہاں اگر دے دے گا تو ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۳۲۲)

بیوی کا فطرانہ کس کے ذمہ واجب ہے

سوال: کیا بیوی کا فطرانہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا وہ خود ادا کرے گی جب کہ اس کا ذاتی مال نصاب کو نہیں پہنچتا ہو؟

جواب: جب عورت مالک نصاب ہو تو صدقہ فطر کی ادائیگی وہ خود کرے، اور شوہر کے ذمے بیوی کا فطرانہ ادا کرنا لازم نہیں، تاہم اگر شوہر نے بیوی کی طرف سے فطر دے دیا تو ادا ہو جائے گا، اور اگر وہ نصاب کی مالک نہ ہو تو سرے سے اس پر فطرانہ واجب ہی نہیں۔

لما قال العلامة المرغينانيؒ: ولا يؤدي عن زوجته ولا عن أولاده الكبار وإن كانوا في عياله ولو أدى عنهم أو عن زوجته أجزأهم استحساناً (الهداية ج ۱ ص ۱۹۲ باب صدقة الفطر)

وفي الهندية: ولا يؤدي عن زوجته ولا عن أولاده الكبار وإن كانوا في عياله ولو أدى عنهم أو عن زوجته أجزأهم استحساناً (الفتاوى الهندية

ج ۱ ص ۱۹۳ الباب الثامن فی صدقة الفطر ومثله فی الجوهرة النيرة

ج ۱ ص ۱۶۳ باب صدقة الفطر فتاوىٰ حقانیہ ج ۳ ص ۳۷.

کم سنی میں بچی کے نکاح کی وجہ سے اس کے صدقۂ فطر کا حکم

سوال۔ بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ بہت کم سنی میں ماں باپ بچی کا نکاح کر دیتے ہیں تو شرعاً اس بچی کا صدقۂ فطر اس کا باپ پر واجب ہے یا سسرال والوں پر؟

جواب۔ جس لڑکی کا نکاح کم سنی میں ہوا ہو تو اس کے صدقۂ فطر کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ خود صاحب مال ہو تو صدقۂ فطر اسی کے مال سے دیا جائے گا اور صاحب مال نہ ہو تو اگر رخصتی نہ ہوئی ہو تو باپ سے کا ورنہ کسی پر بھی واجب نہیں۔

لما قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری رحمه الله زوج ابنته الصغيرة من رجل وسلمها اليه ثم جاء يوم الفطر لا يجب على الاب. صدقة الفطر (الفتاوى التاتارخانية ج ۲ ص ۴۲۶ الفصل الثالث عشر فی صدقة الفطر لما فی الهندية: زوج ابنته الصغيرة من رجل وسلمها اليه ثم جاء يوم الفطر لا تجب على الاب صدقة الفطر (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۹۲ باب صدقة الفطر ومثله فی امداد الفتاوىٰ ج ۲ ص ۸۰ باب صدقة الفطر. (فتاوىٰ حقانیہ ج ۳ ص ۱۳).

کتاب الصوم

سحری قائم مقام نیت کے ہے یا نہیں؟

سوال۔ بوقت سحری روزہ کی نیت کرنا بھول گیا تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ سحری کے وقت یہ ارادہ نہ ہو کہ آج مجھے روزہ رکھنا نہیں ہے تو سحری کرنا یہ بھی روزہ کی نیت ہی ہے جو ہو چکی ہے فالسحور فی شهر رمضان نية ذكره نجم الدين النسفی وكذا اذا تسحر لصوم اخر كان نية له وان تسحر على انه لا يصبح صائما لا يكون نية (جوہرة ج ۱ ص ۱۳۰ کتاب الصوم) نوٹ۔ یاد رہے کہ ماہ رمضان میں روزہ کی نیت صرف احتیاطاً شرعی سے پہلے پہلے کرتے ہیں۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۳۱)

جواب۔ درود وغیرہ نہیں ہونے چاہئیں۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل ج ۶ ص ۴۸۸۔

سحری کے وقت اعلان کرنا کیسا ہے

سوال۔ ہمارے گاؤں میں عرصہ دراز سے سحری کے آخری وقت پر سلام پڑھی جاتی تھی جیسا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وغیرہ کہ سب انبیاء کرام کے نام سے کر پڑھی جاتی تھی۔ جس سے لوگ اپنے روزہ بند کرتے اور سحری کا آخری وقت ہوتا لیکن اب گاؤں میں مولانا صاحب کہتے ہیں کہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ چونکہ سنت تو یہ ہے کہ دو اذان کی جائے۔ ایک سے سحری کا آخری وقت معلوم ہو اور دوسری اذان فجر کیلئے۔ وہ بخاری شریف جلد اول سے استدلال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو سحری کی اذان کیلئے مقرر فرمایا تھا اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو اذان فجر کیلئے۔ چنانچہ تو یہ ہے۔ اس وقت سے گاؤں میں سلام کا طریقہ بند ہو گیا اور مولانا صاحب کے کہنے سے دو اذان ہوتی ہے ایک اذان سحری کا آخری وقت بتلانے کیلئے اور دوسری نماز فجر کیلئے۔

آپ مذکورہ بالا معاملہ کی تفصیل مع حوالہ کتب تحریر فرما دیجئے کہ بجائے سلام کے اذان کہنا جائز ہے یا نہیں اور آخری وقت کی آگاہی کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب۔ سحری بند کرنے کیلئے نہ سلام پڑھنا سنت ہے نہ اذان کہنا۔ لوگ خود بخود سحری کا وقت معلوم کر سکتے ہیں سب کے سب پاس گھڑیاں ہیں تاہم کسی وقت یا کسی جگہ ضرورت ہو تو نقارہ کر دینا کافی ہے۔ کہ سحری کا وقت قریب الختم ہے لیکن اس کو مسنون نہ سمجھا جائے۔ حضرت بلالؓ کی روایت میں صبح صادق سے پہلے اذان نہ دینے کا صریح حکم موجود ہے۔ لہٰذا اذان متروک العمل ہے۔

بحرالرائق میں ہے۔ وعند ابی حنیفة رحمه الله ومحمد رحمه الله لا یؤذن فی الفجر قبله کما رواه البیهقی انه علیه الصلوٰة والسلام قال یا بلال لا تؤذن حتی یطلع الفجر قال فی الامام رجال اسناده ثقات یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک صبح صادق سے پہلے اذان نہ کہی جائے کیونکہ بیہقی میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلالؓ جب تک صبح صادق نہ ہو اذان فجر نہ کہے۔ رواۃ حدیث معتبر ہیں (ص ۲۶۳ '۲۶۲ ج ۱ باب الاذان تحت قوله ولا یؤذن قبل الوقت) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاوی رحیمیہ ج ۶ ص ۲۴۲

روزہ کھلوا دیا جائے یعنی تڑوا کر روزہ رکھنے کے بعد توڑ دیا تو اس پر قضا واجب نہ ہوگی۔

یومر الصبی بالصوم ... الخ (در مختار)

(قوله اذا اطاقه) وقدره بسبع والمشاهد فی ... الخ (شامی ج ۲ صفحہ ۷۰) (محمد انور عفا اللہ' خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۲۳)

عورت نصف قامت پانی سے گزر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا

سوال: ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر عورت جاری پانی سے گزر جائے اور وہ پانی گہرائی کے لحاظ سے اتنا ہو کہ عورت کی ناف تک گزرے تو اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اگلے راستے میں پانی رسائی کر جاتا ہے؟

جواب: جب تک پانی اندر پہنچ جانے کا یقین نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

والصائم اذا استنجی فی ... الخ (ج ۱ صفحہ ۱۰۰)

(الجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ عفی عنہ) (خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۷۶)

حائضہ سحری سے پہلے پاک ہوگئی تو روزہ رکھے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت رمضان المبارک میں سحری کے وقت حیض سے پاک ہوگئی غسل نہیں کیا کیا یہ عورت بغیر غسل کے روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سحری ختم ہونے سے پہلے دم حیض بند ہوگیا ہے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگیا۔

ولو انقطع قبل الصبح فی رمضان بقدر مایسع ... الخ (شامی صفحہ ۱۷۲ ج ۱) (خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۷۶)

وریدی انجکشن مفسد (روزہ کو فاسد کرنے والا) صوم نہیں؟

سوال: کیا وریدی انجکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: مفسد صوم وہ چیز ہے جو جوف معدہ و دماغ تک پہنچ جائے۔ وریدی انجکشن کے ذریعے جو دوا پہنچائی جاتی ہے وہ رگوں کے اندر رہتی ہے جوف معدہ یا دماغ تک نہیں پہنچتی اور اس کو ناک یا منہ میں ڈالی جانے والی دوا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان میں ڈالی جانے والی دوا بلاواسطہ جوف تک پہنچ جاتی ہے۔

او ادهن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمه ... الخ رد المحتار' صفحہ ۱۹۸' ج ۲' مطبوعہ بیروت) (خیر الفتاویٰ)

جواب: اس صورت میں روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا روزہ صحیح ہے لقولہ ولو قطر شیئا من الدواء فی عینہ لا یفسد صومہ عندنا الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ۴ ج ۱ ص ۱۹۰ و کذا جدید ج ۱ ص ۲۰۳ مختصر فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص ۴۰۸)۔

صرف یوم عرفہ کا روزہ مکروہ نہیں

سوال: اکیلا عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مکروہ تو نہیں؟

جواب: مکروہ نہیں بلکہ مستحبات میں شمار کیا گیا ہے۔

والمندوب کأیام البیض ... الخ (در مختار علی الشامی ج ۲ ص ۳۷۵)

(خیر الفتاوی جلد ۴ ص ۳۶)

حاملہ طبی معائنہ کرائے تو روزے کا حکم

سوال: روزہ دار حاملہ عورت کا دائی معائنہ کرتی ہے۔ جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے کہ فرج کے اندر ہاتھ داخل کرنا وغیرہ۔ اس صورت میں روزہ صحیح رہے گا یا نہیں؟ قضا لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے اور اگر انگلی پر پانی یا تیل لگا ہوا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

شامی میں ہے: لو ادخل اصبعہ ... (خیر الفتاوی جلد ۴ ص ۷۷ کتاب الصوم)

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا وہ کیا کرے؟

سوال: ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے مجبور ہوئی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے؟ جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے اس وقت گزشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے؟

جواب: اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچے کی طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضا کرے۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند مسائل روزہ ج ۶ ص ۴۰۳ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۳۷۔

بچے کو روزہ کی حالت میں لقمہ چبا کر دینا

سوال: بچہ چھوٹا ہے روٹی چبا کر کھلانی ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں کھا سکتا ہے ایسی صورت

میں حالت صوم روٹی چبا کر اس کی ملیدہ بنا کر کھلائے تو روزے پر کوئی اثر ہوگا؟

جواب: جب بچہ بغیر لقمہ چبائے نہ کھا سکتا ہو اور کوئی رحم قصائی سے روٹی چبا کر دینا مکروہ نہیں، ہاں بلا ضرورت چبانا مکروہ ہے، اسی طرح خاوند یا مالک ظالم ہوں، کھانے میں نمک کم یا زیادہ ہونے پر خفا ہوتے ہوں گالیاں دیتے ہوں تو زبان سے چکھنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ والاعدہ میں ہے: چشیدن چیزے بدہان بے ضرورت روزہ مکروہ است و طعام برائے طفل خاییدن بدون ضرورت حرام است جائز باشد (صفحہ ۹۸) (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۴ ص ۳۳)

روزہ کی حالت میں منجن و مسواک کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: روزہ کی حالت میں مسواک کرنا یا مسوڑھوں سے خون نکلنے کی وجہ سے منجن کا استعمال کیسا ہے؟ اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: روزے کی حالت میں مسواک و منجن کا استعمال جائز ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن منجن ملنے کے فوراً بعد منہ اچھی طرح سے دھو لینا چاہیے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ مادہ پیٹ میں نہ جاتا ہو مگر بچنا بہر حال اچھا ہے کیونکہ یہ خلاف اولیٰ ہے جس کا استعمال مکروہ ہو سکتا ہے۔ (فقط) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۴۰۶)

سحری کے بعد پان کھا کر سو جانا

سوال: بعض مرد و عورتوں کو پان کھانے کی عادت ہوتی ہے اگر کوئی سحری کے بعد پان منہ میں رکھ کر سو جائے اور بعد میں بیدار ہونے کے بعد منہ میں جو سرخی وغیرہ ہو اسے تھوک دے اور کلی کر لے تو روزہ درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: روزہ درست ہو گیا مگر احتیاطاً ایک قضا روزہ رکھ لے لیکن آئندہ احتیاط کریں۔ کیونکہ روزے میں کسی چیز کا چکھنا، چبانا بلا عذر مکروہ ہے۔ (درمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۴۰۶)

مسوڑھوں کا خون اندر جانے سے روزے کا حکم

سوال: مسوڑھوں کا خون یا منہ کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں؟

جواب: صحیح یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ اس کی مکمل تفصیل فتاویٰ شامی میں ہے۔ اصل اعتبار اس بات کا ہے کہ خون اور سواد تھوک سے زائد ہو جاتا ہے۔ اگر نقد وغیرہ محسوس ہو جائے تو روزہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر سوتے وقت دانت سے خون نکلا اور پیٹ میں چلا گیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۴۱۲)

ذیابیطس شوگر کے مریض کے روزے کا مسئلہ

سوال: مریض کی عمر ۵۵ برس ہے اور کئی سال سے ذیابیطس میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے شدید کمزوری ہے اور پانی کی پیاس اس مرض میں سخت تنگ کرتی ہے روزہ رکھنا بڑا دشوار ہے خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں کیا کریں؟

جواب: ایسے مریض پر کہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف اور مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان میں درست ہے لیکن جب تک صحت کی توقع ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ صحت کے بعد قضاء لازم ہے لیکن اگر صحت کی امید نہ ہے اور مرض کا اتصال ہے تو ان روزوں کا فدیہ دے دے یعنی ہر روزہ کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ادا کرے (جیسا کہ درمختار میں مریض کے لیے خوف شدت مرض میں روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے اور استطاعت نہ ہونے پر فدیہ ادا کرنے کا اور شامی نے لکھا ہے کہ جب مریض کو مرض سے صحت ہونے کی امید نہ ہے تو روزوں کا فدیہ ادا کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۴۹۸)

زچہ دودھ پلانے والی عورت کیلئے افطار کا حکم

سوال: ایک عورت جس کی گود میں دو ماہ کی بچی ہے اور دودھ بہت کم ہے سحری کا کھانا ہضم نہیں ہوتا اور رمضان کے روزے نہ رکھ سکے تو کیا حکم ہے فدیہ دے یا روزہ چھوڑ کر بعد کو ادا کرے؟

جواب: ایسی عورت کے لیے روزوں کا افطار کرنا (نہ رکھنا) درست ہے مگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے جس وقت بچی بڑی ہو جائے اور اس کا دودھ چھوٹ جائے اس وقت قضاء کرے۔ اسی طرح زچہ کا جب وضع حمل ہو جائے اور طاقت آ جائے تو اگر صحت نہ ہو تو دوسرے وقت روزے رکھے ورنہ صورت اول کی طرح کرے لیکن فدیہ دینا کافی نہ ہوگا۔ (جیسا کہ عالمگیری میں ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں جب اپنے نفس پر یا اولاد پر جان کا خوف کریں تو انہیں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور قضاء واجب ہے اگر کسی دن اس عورت نے دو رمضان کے درمیان روزہ نہ رکھا تو بھی قضاء ہی واجب ہے کفارہ نہیں)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۴۹۸)

روزہ کی حالت میں بیوی سے بغلگیر ہونا

سوال: اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ بغلگیر ہو کر سو جائے اور دونوں میں سے کسی کو انزال نہ ہو تو کیا اس سے روزہ متاثر ہوگا یا نہیں؟ براہ کرم شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا، ایک دوسرے کے ساتھ چمٹنا، بغلگیر ہونا ہو جانا ممنوع نہیں بشرطیکہ اپنے اوپر پورا قابو ہو اور اگر قدرت نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تاکہ کسی خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر میاں بیوی دونوں میں سے کسی کا انزال نہ ہوا ہو تو روزہ فاسد نہیں، البتہ دونوں میں سے جس کا بھی انزال ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

لما قال العلامة قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ: بوس و بوسہ کردن و مس بشہوت کردہ اگر انزال شد روزہ فاسد شود والا فاسد نہ شود (مالا بد منہ ص ۹۷ کتاب الصوم) فتاوی حقانیہ ج ۴ ص ۱۶۱۔

سحری کے بعد شوہر کا بیوی سے ہم بستر ہونا جائز ہے

سوال: رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد شوہر اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور غسل کب تک کر لینا چاہیے؟

جواب: رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق سے پہلے اگر کافی وقت باقی ہو تو اپنی بیوی سے مباشرت کر لینا درست ہے، غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے مباشرت سے فراغت ہو جانی چاہیے، غسل چاہے صبح صادق کے بعد ہو، روزے میں کوئی نقصان نہ آئے گا۔ (صبح صادق کا وقت اوقات کے چارٹ سے دیکھا جا سکتا ہے) جیسا کہ سورۃ بقرہ میں رمضان کی راتوں میں مباشرت کو حلال کہا گیا ہے۔ احکام القرآن جصاص میں رفث سے مراد مباشرت لکھا ہے اور فرمایا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور شامی میں ہے کہ اگر فجر سے پہلے جماع کیا اور طلوع کے وقت فارغ ہو گیا تو روزہ برقرار ہے کیونکہ (باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد) (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ۶ ص ۴۲۹)

ان چیزوں کی اجمالی تفصیل جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: وہ کام جس میں بظاہر کھانے پینے یا جسم کو طاقت فراہم کرنے والے افعال ہوتے ہیں ان کی اجمالی تفصیل بتا دیں؟

جواب: وہ صورتیں جن سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے یہ ہیں:

(۱) بھول کر کھانا پینا (۲) بیوی سے محبت کرنا۔ (۳) احتلام ہونا۔ [illegible] کپڑے کا [illegible] دکھانا کرنا۔ (۴) کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔ (۵) خود بخود قے آنا۔

(۶) آنکھوں میں دوائی یا سرمہ لگانا۔ (۷) مسواک کرنا۔ (۸) سر اور بدن میں تیل لگانا۔

دوسری قومیں اپنے تہوار کھیل کود، شغل یا لغویات میں گزارتی ہیں مگر اہل اسلام پر حق تعالیٰ شانہ کا انعام و احسان ہے کہ ان کی خوشی کے دن کو بھی عبادت کا دن بنا دیا۔ چنانچہ حضرات شریعت کے تجویز کردہ اور عشق و محبت گزارنے کی خوشی منانے کے لیے حق تعالیٰ نے تین عبادتیں مقرر فرمائیں۔ ایک نماز عید دوسرے صدقۂ فطر اور تیسرے حج بیت اللہ (حج اگرچہ ذوالحجہ میں ادا ہوتا ہے مگر رمضان المبارک ختم ہوتے ہی یکم شوال سے موسم حج شروع ہو جاتا ہے۔) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم ص ۲۰۶)

قضاء روزوں کا بیان

بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

سوال: بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں۔ اب میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میں بالغ تھی اور میرے خیال کے مطابق میں نے چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کیے؟

جواب: بالغ ہونے کے بعد جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے ان کی قضاء لازم ہے۔ اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو تو اپنی عمر کے چودھویں سال سے آپ کو بالغ سمجھ کر چودھویں سال سے روزے قضاء کر لیں۔ (بلوغ کا اندازہ ماہواری آنے سے ہے) اگر اس کا کسی طرح یقین ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کر لیں۔ (مرتب) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم ص ۲۰۵)

کئی سالوں کے قضاء روزے کس طرح رکھیں

سوال: اگر کئی سال کے روزوں کی قضاء کرنا ہو تو کس طرح کرے؟

جواب: اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضاء ہوئے تو اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اس کی قضاء کرتا ہوں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم ص ۲۰۷)

قضاء روزے ذمہ ہوں تو کیا نفل روزے رکھ سکتا ہے؟

سوال: میں نے سنا ہے کہ فرض روزوں کی قضاء جب تک پوری نہ کریں تب تک نفل روزے رکھنے نہیں چاہئیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟ مہربانی فرما کر اس کا جواب دیجئے؟

جواب: درست ہے کیونکہ اس کے عمل میں فرض کی قضاء زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ تاہم اگر فرض قضاء چھوڑ کر نفلی روزے کی نیت سے روزہ رکھ لیا تو نفل ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم ص ۲۰۷)

قضاء روزوں کا فدیہ

عورت کیلئے کفارہ کا طریقہ

سوال: اگر عورت کو روزے کا کفارہ ادا کرنے کے دوران حیض آ جائے تو کیا وہ دوبارہ دو ماہ روزے رکھے گی یا نہیں۔

جواب: روزے کے کفارہ کے دوران اگر حیض آ جائے تو اس کے غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے روزوں کی توالی (پے در پے) پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاہم حیض کے ختم ہوتے ہی فوراً روزہ رکھنا چاہئے ورنہ تاخیر کی صورت میں استیناف لازم ہوگا۔

قال العلامة شمس الدين سرخسيؒ: فان كانت امرأة فافطرت فيهما بين ذلك للحيض لم يكن عليها استقباله. (مبسوط سرخسی ج ۳ ص ۸۱ کتاب الصوم)

قال ابن نجيمؒ: وكذا في كفارة القتل والظهار بنص على التتابع الا لعذر الحيض لانها لاتجد شهرين عادة لا تحيض فيهما لكنها اذا طهرت تصل بما مضى فان لم تصل استقبلت. (البحرالرائق ج ۲ ص ۲۷۷ باب مايفسد الصوم) ومثله في فتاوى قاضي خان ج ۱ ص ۱۰۶ الفصل الخامس فيما يفسد الصوم، فتاوىٰ حقانيه ج ۴ ص ۱۸۰

نہایت بیمار عورت کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے

سوال: میری والدہ محترمہ نے بوجہ بیماری کے چھ روزے چھوڑے ہیں اور اب بھی بیمار ہیں اور روزے رکھنے کے قابل نہیں ان کا تین مرتبہ دل کا آپریشن ہو چکا ہے اب ان کو یہ فکر لاحق ہے کہ ان روزوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا حل بتا کر مشکور فرمائیں؟ نیز روزوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟ کس چیز سے ادا ہو سکتے ہیں؟ معذرت آپ کو زحمت دے رہے ہیں۔ آمین

جواب: آپ کی والدہ کو چونکہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے اس لیے جتنے روزے ان سے رہ گئے ہیں ان کا فدیہ ادا کریں، ایک روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت اسی حساب سے قضا شدہ روزوں کا فدیہ ادا کریں اور آئندہ بھی جتنے روزے رہ جائیں ان کی زندگی میں اسی حساب سے ان کا فدیہ دیتی رہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۲۸۴)

روزہ رکھ سکتا ہو اور آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہاں روزوں کی قضاء رکھ سکے گا۔ آپ چونکہ دوسرے وقت میں ان روزوں کی قضاء کر سکتی ہیں اس لیے آپ کی طرف سے روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۲۸۳)

نفل نذر اور منت کے روزے

نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے تو کیا کرے

سوال۔ ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہوئی تو خدا کی قسم ہر بچہ کی ولادت پر 7 ماہ کے روزے رکھوں گی اب اس کے اولاد ہوئے گی اور نذر کے روزے رکھ نہیں سکتی ہے۔ جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اب عورت فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو سکے اور جب رکھنے سے بالکل ناامید ہو جائے اس وقت فدیہ کی وصیت کرے۔

کسی نے اپنے نذر کے روزے پورے نہیں کئے اور انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے

سوال۔ زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی۔ بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا اب ان کے دس روزے جو باقی ہیں ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

جواب۔ اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہو اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزوں کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیا جاوے اور اگر زید نے وصیت نہیں کی تو اگر ورثاء اس کے دس روزوں کا فدیہ ادا کر دیں تو بہتر ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاوے گا۔

ولو اخر القضاء حتى صار شيخا فانيا او كان النذر بصيام الابد فعجز الخ فله ان يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا على ما تقدم (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سادس ج ۱ ص ۱۹۲ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۲۰۹) ظفیر

ولو قال مريض لله علي ان اصوم شهرا فمات قبل ان يصح لا شئ عليه وان صح ولو يوما ولم يصم لزمه الوصية بجميعه على الصحيح كالصحيح اذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصية بالجميع

بالاجماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳، ج ۲ ص ۱۶۲، طحطاوی ج ۲ ص ۳۳۷، فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۴۹۸

منت کے روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

سوال: منت کے مانے ہوئے روزے اگر نہ رکھیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ یا جب وہ کام ہو جائے تو روزہ رکھنا ہے یا جب بھی رکھیں؟

جواب: منت کے روزے واجب ہو جاتے ہیں ان کا ادا کرنا لازم ہے، ان کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، اگر کسی چیز کے ہونے پر روزوں کی منت مانی تھی اب تو ان متعین دنوں کے روزے رکھنا واجب ہے، تاخیر کرنے پر گناہگار ہوگا اس کوتاہی پر استغفار کرنا چاہئے، مگر تاخیر کرنے سے وہ روزے معاف نہیں ہوں گے بلکہ اتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھنا واجب ہے، اور اگر دن متعین نہیں کئے تھے مطلقاً یوں کہا تھا کہ اتنے دن کے روزے رکھوں گا تو جب بھی ادا کرے ادا ہو جائیں گے لیکن جتنی جلد ادا کرے بہتر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۲۱۵)

کیا جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پچھلے روزے معاف ہو جاتے ہیں؟

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پچھلے تمام روزے معاف ہو جاتے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: بالکل غلط اور بہتان ہے، پورے رمضان کے روزے رکھنے سے بھی پچھلے روزے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضا واجب ہے، شیطان نے اس قسم کے خیالات لوگوں کے دلوں میں اس لئے پھیلا دیئے ہیں تاکہ وہ فرض عبادات میں کوتاہی کریں، ان لوگوں کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ اگر صرف جمعۃ الوداع کا ایک روزہ رکھ لینے سے ساری عمر کے روزے معاف ہو جایا کریں تو ہر سال رمضان کے روزوں کی فرضیت (نعوذ باللہ) ایک فضول بات ہوتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۲۶۸)

اعتکاف کے مسائل

عورتوں کا اعتکاف بھی جائز ہے

سوال: میں محمد صدیق [illegible] سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہم رمضان میں اعتکاف بیٹھیں [illegible] میرا [illegible]

باب الحج

پہلے حج یا بچی کی شادی

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ یا تو وہ حج کر سکتا ہے یا اپنی جوان بچی کی شادی کر سکتا ہے براہ کرم مطلع فرمائیں کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے اپنی بچی کی شادی کرے، اگر اس نے اپنی بچی کی شادی کر دی تو پھر وہ حج نہیں کر سکے گا؟

جواب: اس پر حج فرض ہے اگر نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ (خلاصہ فتاویٰ محمودیہ متفرقات جلد ۱۳ ص ۱۸۸)(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۳۱)

فریضہ حج اور بیوی کا مہر

سوال: ایک دوست ہیں وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے علماء دین سے معلومات لی ہے اگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۱۵۰۰۰ کا قرضہ ہے کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے؟ کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دبئی میں ہیں تو ایسا بتائیں ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

جواب: آپ کا دوست حج ضرور کرے بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لیے کوئی شرط نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۳۱)

عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حج بدل کیلئے مسلمان عاقل بالغ ہونا ضروری ہے خواہ مرد ہو یا عورت، البتہ اگر عورت نے حج بدل کیا تو فقہاء کی تصریح کے مطابق مکروہ ہے تاہم حج بدل ادا ہو جائے گا۔

وفي الهندية ولو احج عنه امرأة او عبدا او امة باذن السيد جاز ويكره هكذا في محيط السرخسي (الفتاوى الهندية ج ص ٥٧ الباب الرابع عشر في الحج عن الغير)

قال الشيخ ابن الهمام ويجوز حجاج الحر والامة والحرة وفي الاصل نص على كراهة المرأة (فتح القدير ج ٣ ص ١٥ باب الحج عن

الفرس رسالہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱ باب الحج عن الغیر۔

عورت پر حج کی فرضیت

سوال: حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

جواب: عورت پر بھی فرض ہے جبکہ کوئی محرم میسر ہو، اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کر دے۔ (آپ کے مسائل جلد ۴ ص ۳۲)

والد کے نافرمان بیٹے کا حج

سوال: میرا بڑا لڑکا مجھ کو بہت برا کہتا ہے بات اس طرح سے کرتا ہے کہ میں اس کی اولاد ہوں اور وہ میرا باپ ہے۔ میرا لڑکا اسی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے اور مجھ کو سخت صدمہ ہے۔ میں اس کیلئے ہر وقت بددعا کرتا ہوں اور خاص کر حرم شریف پر بددعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اس پر لاعلاج کرائے اور اس کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس کے اس طرز عمل پر سخت پریشان ہوں، محبت بہت ہوتی ہے۔ جواب دیجئے کہ اس کا خدا کے گھر کیا حال ہوگا؟ اور یہ حج کرنے کو بھی جانے لگا ہے میں تو اس کو معاف کروں گا لیکن باپ کے ناراض ہونے پر کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ سنا تو یہ ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا میں اس لڑکے کو بھی معاف نہیں کروں گا۔

جواب: اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو حج پر تو اس کو جانا لازم ہے اور اس کا فرض بھی سر سے اتر جائے گا۔ لیکن حج پر جانے والے کیلئے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام حقوق کے حقوق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔ پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کرے اور معافی مانگ لے۔ اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اس کا نقصان ہوگا اور آپ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر معاف کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی حالت سدھر جائے اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی۔ آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۴۔

منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

سوال: اگر حج کی تیاری مکمل ہو، لڑکی کی منگنی ہو جائے تو کیا وہ پھر بھی باپ کے ساتھ حج نہیں کر سکتی؟

جواب: ضرور جا سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۳۴)

حائضہ عورت کیلئے حج کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر عورت حج کیلئے جائے اور

حاملہ بیوی کی وجہ سے شوہر کا حج مؤخر کرنا

سوال۔ احقر کا ایک دوست اس سال حج کیلئے جانا چاہتا ہے میاں بیوی دونوں پر حج فرض ہے لیکن بیوی حاملہ ہے اور ایام حج میں ولادت کا امکان ہے تو کیا شوہر بیوی کے اس عذر کی وجہ سے اپنا حج مؤخر کر سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ صحیح تو یہی ہے کہ جب حج فرض ہو جائے تو اسی سال حج کیلئے جانا چاہئے بلا عذر شرعی تاخیر نہ کرنا چاہئے حدیث میں ہے۔ من اراد الحج فلیتعجل رواہ ابو داؤد عن ابن عباس۔ یعنی جو حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔ (زجاجۃ المصابیح ج ۲/ ۲۰۲ کتاب المناسک) لہٰذا شوہر تو اسی سال حج کیلئے چلا جائے وہ اپنا حج مؤخر نہ کرے اور عورت آئندہ اپنے شوہر یا کسی محرم کے ساتھ حج ادا کرے۔ در مختار میں ہے۔ (فرض مرۃ علی الفور) فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام (در مختار مع رد المحتار ۲/ ۱۹۱ کتاب الحج) ہدایہ اولین میں ہے۔ ثم ھو واجب علی الفور عند ابی یوسف رحمہ اللہ وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ما یدل علیہ (ہدایہ اولین ص ۲۳۲ کتاب الحج) فقط واللہ اعلم بالصواب فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۰۸۔

غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

سوال: (۱) جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور والدین نے حج نہیں کیا ہو اور یہ شخص حج کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا حج ہو سکتا ہے؟

(۲) اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت نہ دیں تو کیا وہ حج کر سکتا ہے؟

جواب۔ اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے اور حج فرض کے لیے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

جس کا کوئی محرم نہ ہو وہ کسی حج پر جانے والے کیساتھ نکاح کرے

سوال۔ اگر عورت حج کرنا چاہتی ہے محرم ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے یا وہ کسی مرد کا خرچ برداشت نہیں کر سکتی تو کیا وہ مستورات کی کسی جماعت کے ساتھ حج پر جا سکتی ہے جن کے محرم ساتھ ہوں کیا کوئی صورت بغیر محرم کے حج کرنے کی ہے اگر کوئی عورت بغیر محرم سفر حج کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جو محرم ساتھ جائے اس کے کون کون سے اخراجات عورت برداشت کرے اور

ہوسکتی ہے؟ کرم فرما کر تحریر فرمائیں؟

جواب: جس عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یا محرم ہو لیکن اس کے کرایہ کی گنجائش نہ ہو تو اس عورت پر حج لازم نہیں ہے۔

اما شرائط وجوبه فمنها الاسلام ومنها العقل (هندیه صفحه ۲۱۸

ج ۱ کتاب الحج) ([illegible] محمد [illegible]) ([illegible] محمد عبداللہ [illegible])

موجودہ دور میں بھی عورت بلا محرم سفر حج نہ کرے

سوال: مکرمی محترمی جناب حضرت مولانا صاحب السلام علیکم۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ جب بھی حج کا زمانہ قریب آتا ہے عورتوں کے لیے حج کا مسئلہ ضرور زیر بحث آتا ہے کہ کیا اس زمانے میں عورت بغیر محرم کے سفر حج کرسکتی ہے؟ کیونکہ اس زمانے میں بہت سی ایسی آسانیاں ہو گئی ہیں جن کا پہلے زمانے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

● پہلے زمانہ میں سفر پیدل یا اونٹ اور گھوڑے پر ہوتے تھے جن پر بیٹھنے اور اترنے کے لیے عورت کو سہارے کی ضرورت ہوتی تھی اور عورت کو سہارا صرف محرم ہی دے سکتا ہے جس کی اس زمانے میں ضرورت نہیں ہے یا اسی قسم کے دوسرے مسائل ہیں جس میں ایک محرم یا چند افراد کی ضرورت ہے؟

مجھے امید ہے کہ آپ جناب اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر میری معروضات پر غور فرما کر قرآن و حدیث اور فقہائے امت کے فتاویٰ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں گے؟

فقہائے امت نے حج کے لیے دو قسم کی شرائط متعین فرمائی ہیں۔

پہلی قسم کی شرائط کا تعلق حج کے واجب ہونے سے ہے۔ دوسری قسم کی شرائط کا تعلق ادائے ارکان حج سے ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت جس پر بھی یہ شرائط پوری ہو جائیں گی اس پر حج فرض ہو جائے گا۔ ان شرائط پر تمام فقہائے امت متفق ہیں۔ یہ سات شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) صحت اور قدرت ہونا (۶) وقت کا ہونا (۷) دارالحرب میں رہنے والے مسلمان کو حج کی فرضیت کا علم ہونا

ان شرائط میں عورت کے لیے علیحدہ کوئی شرط نہیں ہے جو بھی شرائط پر پورا اترے گا مرد ہو یا عورت اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

اب رہا یہ کہ عورت سفر فرض حج محرم کے ساتھ کرے یا بغیر محرم کے؟ اکثر محدثین کرام نے فرض حج کے سفر میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ ان محدثین کرام میں امام مالک

ساتھ حضرت زینب کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات یہ کہ وہ زمانہ ایسا شر و فساد کا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں جن کا احترام صحابہ کرام تمام امت کرتی تھی۔ ان معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) عورت فرض حج کے لیے بغیر محرم کے اس قافلہ میں سفر کر سکتی ہے کہ جس قافلہ میں ثقہ عورتیں اور مرد شامل ہوں۔ تنہا سفر نہیں کر سکتیں یا اس قافلہ میں شرکت نہیں کر سکتیں جس میں ثقہ عورتیں شامل نہ ہوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ عورت بغیر محرم کے واجبات حج ادا نہیں کر سکتی چاہے محرم وہاں پہلے سے موجود ہو یا کسی اور جگہ سے وہاں پہنچ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر حج فرض ہے تو سفر حج بغیر محرم کے ہو سکتا ہے مگر واجبات حج بغیر محرم کے ادا نہیں ہو سکتے؟ مجھے امید ہے کہ جناب قرآن و سنت اور فقہائے امت کے فتاویٰ کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں گے؟

جواب: مذہب حنفی کے مطابق عورت خاوند یا محرم کے بغیر سفر حج نہیں کر سکتی بلکہ مسافت شرعی سے کم سفر بھی اس زمانہ فساد کے دور میں حضرات محققین کے ارشاد کے مطابق درست نہیں۔

ولهذا قال ابو حنيفة و ابو يوسف مرة يكره لها الخروج (اعلاء السنن)

اس قول کی تائید بخاری ومسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ... (اعلاء السنن ص ۱۰)

ایسے ہی دو یوم کے سفر میں ممانعت وارد ہے "كما رواه الشيخان عن ابي سعيد الخدري" لیکن اصل مذہب تین دن کے سفر کے بارے میں ہے کیونکہ اکثر روایات میں تین دن کا ذکر ہے جب عام سفر شرعی محرم و خاوند کے بغیر درست نہیں تو اس سے سفر حج کو مستثنیٰ قرار دینے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ سفر حج کے بارے میں بالتخصیص یہ حکم تو کہ وضاحت سے وارد ہوا ہے۔

حديث ابن عباس بطريق ابن جريج عن عمرو بن دينار قال

(اخرجه الدارقطني وصححه ابو عوانة)

اور اس حکم کے خلاف کوئی روایت موجود نہیں۔ ازواج مطہرات نے جو سفر حج کیا اس کا جواب امام صاحب سے یہ منقول ہے کہ ازواج مطہرات چونکہ امہات المومنین ہیں اس لیے تمام لوگ ان کے لیے بمنزلہ محرم کے تھے کیونکہ ان سے نکاح کی حرمت ابدی ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔

علامہ ابن منذرؒ فرماتے ہیں امام مالک اور امام شافعی وغیرہ حضرات نے جو شرائط ثقہ عورتوں وغیرہ کی لگائی ہیں اس مسئلہ میں ان حضرات کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

قال ابن المنذر و ظاهر الحديث (اعلاء السنن صفحہ ۱۰ ج ۱۰)

امام ابوبکر رازیؒ فرماتے ہیں۔

سقط الشافعي اشتراط المحرم الخ (اعلاء السنن ج ۱۰)

لو جاز لها ذلك لقال عليه السلام اعني الخ (اعلاء السنن ج ۱۰)

محرم کی شرط میں جو اتارنے اور سوار کرنے میں جو سہارے کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہاں حکم کی حکمت تو ہو سکتی ہے علت قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا اس پر حکم کا مدار نہیں۔ اصل علت تو ارشاد نبوی ہے۔ شرعی سفر میں اگرچہ بہت سہولتیں میسر ہیں تاہم اس دور میں خطرات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جہاز کا اغوا، بم دھماکوں کا مسئلہ، بیماری کا عذر بھی پیش آ سکتا ہے۔

(بحوالہ مولانا عبد القدوس ...) (البلاغ ج ...)

عورت کو حج بدل پر بھیجنا خلاف اولیٰ ہے

سوال: زید پر حج فرض تھا مگر اس نے غفلت کی وجہ سے حج ادا نہیں کیا اب وہ بیمار ہو گیا ہے کہ گھر سے مسجد تک آنا بھی اس کے لیے مشکل ہے اس کے رشتہ داروں میں اس کی بھانجی ہے جو بہت نیک ہے اور قرآن پاک حافظہ ہے اس کو حج بدل پر بھیجنا چاہتا ہے کیا اس کا بھیجنا درست ہے؟

جواب: افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ کسی ایسے مرد کو حج کے لیے بھیجیں جو نیک اور خوف خدا رکھتا ہو اور حج کے مسائل خوب جانتا ہو، لیکن اگر عورت کو بھیجے گا تو بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

(الحج الصرورة) ومهملة من له الخ (صفحہ ۲۳۳ شامی ج ۲)

بیوی کے تنہا رہ جانے کی بناء پر کسی کو حج پر بھیجنا

سوال: ایک شخص کی دو عورتیں ہیں اولاد نہیں ہے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور حقیقی بھائی بھی نہیں ہیں اور وہ شخص زمانہ کی رفتار کو دیکھ کر زوجین کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا اور تجارتی کاروبار سنبھالنے کی وجہ سے کسی اور کو واسطہ کرے تو فریضہ حج ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لیے اپنی جگہ حج پر دوسرا آدمی بھیجنا جائز نہیں ہے۔ خلیفہ حاج میں اس وقت جائز ہوتا ہے جب خود جانے سے عاجز ہو اور صورت مسئولہ میں عجز نہیں ہے کیونکہ تجارتی کاروبار کے لیے ملازم رکھ سکتا ہے اور اپنی عورت کو اس کے والدین کے پاس چھوڑ جائے۔ اگر کوئی حقیقی بھائی ہو تو اس کو بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ (خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس ملتان)

بغیر محرم کے ہم عمر بوڑھی عورتوں کے ساتھ سفر حج پر جانا

سوال: زینب حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتی ہے مگر اس کا خاوند زید ساتھ جانے سے انکاری ہے رضا و رغبت سے زینب کو حج بیت اللہ کی اجازت دیتا ہے زینب کی عمر پچپن سال کی ہے ہم عمر عورتیں اور بھی اس کے ساتھ تیار ہیں مگر کوئی محرم ساتھ نہیں تو زینب بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے؟

جواب: اگر زید ساتھ جانے سے انکاری ہے تو زینب کسی دوسرے محرم کو ساتھ لے کر فریضہ حج ادا کر سکتی ہے۔ محرم کا خرچ بھی زینب کے ذمہ ہوگا اگر کوئی محرم بھی نہیں جاتا اور زید بھی ساتھ جانے کے لیے تیار نہیں تو ایسی صورت میں زینب کو سفر حج کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

قال فی البحر بعد نقل الاحادیث ۔ الخ

قال فی البدائع فی شرائط ۔ الخ (صفحہ ٣٣٨، ج ٢)

وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لا تحجن امرأة ۔ الخ (صفحہ ٢٢ ج ٢)

وفی الدر المختار (صفحہ ٣٦٥ ج ٢) ومع زوج او محرم ۔ ۔ ۔ الخ

محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے عمر بھر نکاح حرام ہو جیسے باپ بھائی لڑکا وغیرہ۔

(بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ خادم الافتاء خیر المدارس ملتان)

(الجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ)

حائضہ حج کیسے کرے؟

سوال: ایک عورت اپنے محرم کے ساتھ حج کو جا رہی ہے عمرہ کا احرام باندھے گی تو اس کو حیض آ گیا اب وہ احرام باندھے یا نہ؟

کیا وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے تحت مکہ میں احرام کھول سکتی ہے اگر کھول دے تو اب اس کا احرام باندھے اور کہاں سے؟

اگر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے بغیر احرام عمرہ کے مکہ میں داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ اگر بغیر احرام داخل ہونے پر دم واجب ہے تو اس دم سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ اگر وہ مکہ سے مدینہ چلی جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آ جائے تو دم ساقط ہو جائے گا؟

جواب: حائضہ احرام باندھ لے اور وقت احرام یہی نیت کرے کہ اگر پاک ہونے سے پہلے ایام حج شروع ہو گئے تو اب عمرے کا احرام کھول دے اور حج کا احرام باندھ کر حج کو چلی جائے اور

حج کے اعمال

حجاج کو رخصت کرنے کیلئے عورتوں کا اسٹیشن جانا

سوال۔ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حجاج کرام جب حج کیلئے جاتے ہیں تو اسٹیشن تک رخصت کرنے کیلئے عورتیں بھی جاتی ہیں اسٹیشن پر مرد اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے بے پردگی ہوتی ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ رسم مذموم اور بہت سی برائیوں پر مشتمل ہے۔ چند قابل ذکر یہ ہیں حج کے نام پر لوگوں نے عورتوں کا اجتماع اور اختلاط وغیرہ بہت سی ناجائز اور منکر اور بدعات ایجاد کر رکھی ہیں جو بجائے ثواب کے لعنت کی مستوجب بن رہی ہیں اس لئے اس رسم کو قطعاً بند کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۱۳۶۔

حج کے دوران عورتوں کیلئے احکام

سوال: میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازوں کا حکم ہے اس دوران اگر ایام شروع ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

جواب: آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ حج کے اعمال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے احرام سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ نہ پڑھے عمل کے لحاظ سے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے۔ اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے منیٰ جانے سے پہلے پاک ہو گئی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر اس کا کفارہ بھی لازم ہے۔

دوسرا طواف دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے جسے طواف زیارت کہتے ہیں یہ حج کا فرض ہے۔ اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے یہ واجب ہے لیکن اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف اس کو چھوڑ دے اس سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔

کر دے کیونکہ دسویں، گیارہویں، بارہویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے ہے لہٰذا قبل از زوال رمی صحیح
نہیں زوال کے بعد دوبارہ کرنی ہوگی نہ کرنے پر دم لازم ہوگا عورت بھی زوال کے بعد کرے
البتہ ہجوم کی بنا پر زوال کے بعد رمی نہ کر سکے تو مغرب کے بعد رمی کرے۔ عورتوں کیلئے رات کا
وقت افضل ہے۔ ایک دن زیادہ قیام کر کے تیرہویں کے زوال کے بعد رمی سے فارغ ہو کر کے
جائے تیرہویں کی صبح کو بھی رمی جائز ہے مگر مکروہ، تنزیہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ گیارہویں، بارہویں
تیرہویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے ہے البتہ زوال سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔ (ان وقت
الرمی فی هذه الایام بعد الزوال عرف بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یجوز قبلہ۔ (مبسوط ج ۴ ص
۶۸ باب رمی الجمار وعمدۃ المناسک مع غنیۃ الناسک ج ۱ ص ۱۹)

سوال۔ چھ آدمی حج کر گئے مجھے معلوم ہوا ہے۔ گرانی کی وجہ سے قربانی نہ کر کے اپنے وطن
لوٹ گئے کہ ہماری طرف سے یہ حصہ ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کر دیا
جائے گا ہے؟ کیا سب علیحدہ علیحدہ قربانی کریں یا ایک سب کیلئے کافی ہے یا ہر ایک قربانی ضروری ہے۔

جواب۔ ہر ایک حاجی پر قربانی واجب نہیں، قارن، متمتع پر دم شکر واجب ہے مفرد پر واجب
نہیں مستحب ہے اور قربانی حرم کی حد میں ہو سکتی ہے۔ حرم کے باہر جائز نہیں۔ جس حاجی کے پاس
قربانی کی رقم نہ ہو، سامان نہ ہو جس کو بیچ کر قربانی کا جانور خرید سکے ایسے مفلس آدمی قران یا تمتع
کرے تو اس پر بجائے قربانی کے دس روزے رکھنے واجب ہیں۔ لیکن روزے حج کے مہینوں میں
یکم شوال سے نو ذی الحجہ تک رکھنا ضروری ہے۔ بہتر ہے کہ ساتویں، آٹھویں، نویں کو روزہ
رکھے اور بقیہ سات روزے تیرہویں ذی الحجہ کے بعد گھر آ کر رکھے اس کی بھی گنجائش ہے۔ نو یوم
ذی الحجہ سے پہلے تین روزے نہ رکھے تو قربانی کرنی پڑے گی۔ قارن، متمتع پر دم شکر واجب ہے
اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ یا ایک بکری کافی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۷۰)

کیا ہجوم کے وقت خواتین کی کنکریاں دوسرا مار سکتا ہے؟

سوال: خواتین کو کنکریاں خود مارنی چاہئیں رش کو دیکھ کر عورت کو رمی چھوڑ کر کیا خواتین
خود مارنے کے بجائے دوسروں سے کنکریاں مروا سکتی ہیں؟

جواب۔ رات کے وقت رش نہیں ہوتا عورتوں کو اس وقت (رمی کرنی چاہیے) خواتین کی
جگہ کسی دوسرے کا رمی کرنا صحیح نہیں۔ البتہ کوئی ایسا مریض ہو کہ رمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ
رمی کرنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۵ ص ۱۰۳)

سوال: کیا عورتوں کی کنکریاں مارنے کیلئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب: عورتوں کی کنکریاں مارنے کیلئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے اس حالت میں بھی رمی کرنا جائز ہے۔ خواتین کا حج ص ۱۸۶۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۵۲۔

رمی جمار کے وقت پاکٹ گر گیا تو کیا اس کو اٹھا سکتے ہیں

سوال: جمرات کی رمی کرتے وقت میرے گلے میں جو پاکٹ لٹکا ہوا تھا گر گیا میں نے اسے اٹھا لیا پر تو میں نے سنا تھا کہ کنکری گر جائے تو نہیں اٹھانی چاہئے کہ وہ مردود ہوتی ہے لیکن ایک صاحب مجھ سے کہتی ہے کہ کوئی بھی چیز وہاں گرے مردود ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً جس کنکری سے رمی کی گئی ہو اور وہ کنکری جمرے کے قریب گری ہوئی ہو وہ کنکری وہاں سے اٹھا کر اس سے رمی کرنا مکروہ ہے کہ وہ مردود ہے۔ معلم الحجاج میں ہے۔ "مسئلہ: مزدلفہ سے سات کنکریاں چنے کی مثل یا چھوٹی اور لوبیا کے دانے کے برابر اٹھا لے رمی کرنے کیلئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے مگر جمرے (جس جگہ پر کنکری ماری جاتی ہے) کے پاس سے نہ اٹھائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکری اٹھا لی جاتی ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں لہٰذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوئی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۶) مزدلفہ سے رمی کے لئے کنکریاں اٹھانا۔

ہر گری ہوئی چیز کو مردود کہنا صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ نے اپنا گرا ہوا پاکٹ اٹھا لیا ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۹۰۔

حلق

(ذیل صفحہ ۵۱۱)

رات کے وقت رمی کرنا

سوال: رمی جمرات کے وقت کافی رش ہوتا ہے اور حجاج پاؤں تلے دب کر مر جاتے ہیں تو کیا کمزور مرد وعورت بجائے دن کے رات کے کسی حصے میں رمی کر سکتے ہیں؟ کیونکہ یہاں کے علماء کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹے رمی جمار کر سکتے ہیں۔

جواب۔ ملاقات دو مردوں یا عورت کے وقت روکی کرنا مکروہ ہے۔ البتہ عورتیں ہوں تو گرد سر کو کی بجائے رات کو ہی کریں تو ان کیلئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۳۔

شوہر یا باپ کا اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹنا

سوال۔ کیا شوہر یا باپ اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے؟

جواب۔ احرام کھولنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے۔ عورتیں یہ کام خود بھی کر لیا کرتی ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۴۴)

طواف زیارت و طواف وداع

حائضہ عورت طواف زیارت کرے یا نہیں

سوال۔ حائضہ عورت بغیر طواف زیارت کے واپس چلی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ بغیر طواف زیارت کے واپس چلے جانے سے حج ادا نہیں ہوتا۔ زندگی میں کبھی بھی یہ طواف کرنا ہوگا۔ جب طواف کرے گی اس وقت حج ادا ہو جائے گا۔ جب تک طواف زیارت نہ کرے گی حج ادا نہ ہوگا اور مرد پر عورت حرام رہے گی (یعنی صحبت نہیں کر سکے گا) وہ پاک ہونے تک صبر کرے، پاک ہونے کے بعد طواف کر کے آئے۔ لاعلمی اور مسئلے سے ناواقفیت کی بناء پر (بحالت حیض) طواف زیارت کرنے کی وجہ سے حج ادا ہو جائے گا لیکن توبہ استغفار لازم ہوگا اور اونٹنی یا گائے ذبح کرنی پڑے گی۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۷۰۔

کیا ضعیف مرد یا عورت ۱۲ یا ۱۳ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتے ہیں؟

سوال۔ کوئی مرد یا عورت جو نہایت کمزوری کی حالت میں ہوں اور دس (۱۰) ذوالحجہ کو حرم شریف میں بہت رش ہوتا ہے تو کیا ایسا شخص بارہ یا تیرہ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتا ہے یا نہیں تاکہ آنے جانے کے مرنے سے بچ جائے۔ نیز اگر کوئی تیرہ یا چودہ تاریخ کو طواف زیارت کرے تو کیا فرض ادا ہو جائے گا؟

جواب۔ طواف زیارت کا وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کر لینا واجب ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو گیا اور اس نے طواف

زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمے دم لازم آئے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۱۲۵)

تیرہویں کو صبح سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو رمی لازم نہیں

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ بارہویں تاریخ کو ہم بھی عورتوں نے رات کو رمی کا عمل ادا کیا اور پھر غروب کے بعد وہیں سے نکلے۔ پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ غروب کے بعد نکلنے سے تیرہویں ذی الحجہ کی رمی ضروری تو نہیں ہو گئی؟ کیونکہ بعض لوگوں نے وہاں بتلایا کہ بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہویں کی رمی کرنا واجب ہو جاتی ہے اور یہ بھی بتائیں کہ ہمارے ان عملوں سے کوئی حج میں نقص واقع تو نہیں آیا؟ اگر آیا ہے تو اس کا تاوان کیا ہے؟

جواب: بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہو گئی تو اب تیرہویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو گئی اب اگر رمی کے بغیر منیٰ سے چلا جائے گا تو دم لازم ہو گا۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۲۸)

خواتین کو طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہیے

سوال: بعض خواتین طواف زیارت خصوصی ایام کے باعث وقت مقررہ پر نہیں کر سکتیں اور ان کی فلائٹ بھی پہلے ہوتی ہے کیا ایسی خواتین کو فلائٹ چھوڑ دینی چاہیے یا طواف زیارت چھوڑ دینا چاہیے؟

جواب: طواف زیارت حج کا رکن عظیم ہے جب تک طواف زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے بلکہ اس معاملے میں احرام بدستور باقی رہتا ہے اس لیے خواتین کو ہرگز طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۱۰۳)

عورت کا ایام خاص کی وجہ سے بغیر طواف زیارت کے آنا

سوال: اگر کسی عورت کی ۱۲ ذوالحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص ایام میں ہے تو کیا طواف زیارت ترک کر کے وطن آ جائے اور دم دے دے یا کوئی مانع چیز (دوائی وغیرہ) کا استعمال کر کے طواف ادا کرے؟ یا اسے بعد میں واپس حج کرایا جائے؟ ایسی صورت میں کیا کرے؟

جواب: طواف حج کا فرض ہے وہ جب تک ادا نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے اور احرام ختم نہیں ہوتا اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر آ جائے تو اس پر لازم ہے کہ یا احرام ہی کے بغیر واپس آ جائے اور طواف کرے جب تک نہیں کرے گا میاں

مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ اپنے فریضۂ حج کا چھوڑنے والا ہے دوسرے کی طرف سے، حج بدل کا ہو تا ہے چاہے اس کا اپنا فریضہ حج سے سبکدوش ہونا چاہیے تھا۔ حج بدل کیلئے اولیٰ یہ ہے کہ جس نے اپنا فرض حج کر لیا ہو اور مناسک حج سے واقف ہو اس کو بھیجنا چاہئے۔ حج بدل کے مسائل بہت مشکل اور نازک ہیں جاہل آدمی کو غلطی کر کے حج بدل فاسد و برباد کر دیتا ہے۔ (شامی ج ۲ ص ۲۳۲)

لكنه يشترط لصحة النيابة العجز الدائم المعذور بصحة الافعال ثم فرع عليه بقوله مجاز حج الصرورة قال في الشامية تحت قول لصحة الافعال عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المرتفق فانه لعل الصحة دون الوجوب قوله ثم فرع عليه اى على ان الشرط هو الاهلية دون الشرائط اى يكون الصرورة قد حج عن نفسه باب الحج عن الغير (فتاوىٰ رحيميه ج ۸ ص ۱۲۱)

بغیر وصیت کے حج بدل کرنا

سوال: حج بدل میں کسی کی وصیت نہیں ہے کوئی آدمی اپنی مرضی سے مرحوم ماں باپ یا کسی اور جن کی طرف سے حج بدل کرتا ہے استطاعت بھی ہے تو وہ فرض حج ادا کر سکتا ہے؟ اور وہ قربانی بھی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں؟

جواب: اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہے کر سکتا ہے وہ حج بدل نہیں ہوگا بلکہ برائے ایصال ثواب ہوگا جس کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو پہنچا دے گا جس کی طرف سے وہ کیا گیا ہے قربانی بھی اسی طرح برائے ایصال ثواب کی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۱۲۵)

میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں؟

سوال: ایک متوفی پر حج فرض تھا مگر وہ حج ادا نہ کر سکا اب اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج ادا کر سکتا ہے؟

جواب: میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا اور اگر تہائی سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب وارث بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دیدیں تو پورے کل مال سے بھی کسی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو پھر وارثوں کی مرضی پر موقوف ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرما کر اس کے ذمہ سے ساقط فرما دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ ص ۷۰)

والدہ کا حج بدل

سوال: میری والدہ محترمہ کا انتقال گزشتہ سال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کر سکتا

ہوں؟ جبکہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے کیا مجھے پہلے اپنا حج اور پھر والدہ کی طرف سے حج کرنا پڑے گا یا پہلے صرف والدہ کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ حج بدل میں ایسے شخص کو بھیجے جس نے اپنا حج کیا ہو جس نے اپنا حج نہ کیا اس کا حج بدل پر جانا مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۴ ص ۷۳)

بیوی کی طرف سے حج بدل

سوال: میری امی کو حج کا بڑا ارمان تھا (اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے) اب اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے ان شاء اللہ تو کیا میں یہ نیت کر لوں کہ اس کا ثواب میرے ساتھ ساتھ میری امی کو بھی پہنچے گا؟ اس کے لیے کیا نیت کروں؟ نیز میرے ساتھ ابو جائیں گے جنہوں نے پہلے ہی سے حج کیا ہوا ہے تو کیا وہ حج بدل کی نیت (امی کے لیے) کر سکتے ہیں؟

جواب: آپ اپنی طرف سے حج کریں یا والدہ کی طرف سے ادا کریں۔ آپ کے والد صاحب ان کی طرف سے حج بدل کریں تو ان کی طرف سے حج ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۴ ص ۷۳)

مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں

سوال: مذہب حنفی کی طرف سے کوئی عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں۔

جواب: مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔

در مختار فجاز حج الضرورۃ الخ والمرأۃ الخ وغیرھم اولی الخ

در مختار فقط۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۳۳۱۔

ایسی عورت کا حج بدل جس پر حج فرض نہیں تھا

سوال: میری پھوپھی مرحومہ (جنہوں نے مجھے پال پوس کر بڑا کیا تھا) اور ان کا کوئی حق میں ادا نہ کر سکا (کیونکہ جب اس قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں) مالی حالات اور دیگر حالات کی بنا پر ان پر حج فرض نہیں تھا کیا میں ان کے ایصال ثواب کے لیے ان کی طرف سے کسی خاتون کو حج بدل کروا سکتا ہوں؟ کیا یہ حج کوئی مرد بھی کر سکتا ہے؟

جواب: آپ مرحومہ کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں مگر چونکہ آپ کی پھوپھی پر حج فرض نہیں تھا ان کی طرف سے وصیت بھی نہیں اس لیے ان کی طرف سے آپ جو حج کرائیں گے وہ نفل ہوگا۔

کسی خاتون کی طرف سے حج بدل کرانا ضروری نہیں کہ کوئی خاتون ہی حج بدل کرے

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرم جا سکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جائز نہیں تو اس لحاظ سے تو سالی محرم ہی ہوئی۔ بہرحال اگر حکومت پاکستان اس مسئلہ کی وضاحت اخباروں میں شائع کرا دے تو بہت سے لوگ ذہنی پریشانی سے بچ جائیں گے؟

جواب: محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو سالی محرم نہیں۔ چنانچہ شوہر اگر بیوی کو طلاق دے دے یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے سالی محرم بن جاتا ہے۔ (ق س)

کیا عورت ان عورتوں کے ساتھ حج کیلئے جا سکتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ جا رہی ہیں

سوال: ایک بیوہ عورت جس کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہے حج کو جانا چاہتی ہے پانچ اور عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے ہمراہ جا رہی ہیں۔ زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہو گئی تو کیا بغیر محرم جا سکتی ہے اور اگر کوئی منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے۔ جواب: جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہے اور جانا جائز نہیں ہے۔

ومع زوج او محرم ای مع وجوب النفقة علیها لمحرمها ای لامرأة حرة ولو عجوزا فی سفر (ایضاح ج ۲ ص ۱۴۸ شامی ج ۲ ص ۴۶۴) ہدایہ میں ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے فتح القدیر کتاب الحج ص ۱۸۴ فقط۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۴۲۴۔

عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو

سوال: ایک خاتون بالفرض حج پر جانا چاہتی ہیں، شوہر کا انتقال ہو گیا، کسی اور محرم کا انتظام نہیں ہو پاتا، کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جا سکتی ہیں جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو یا کسی خاتون کے ساتھ جا سکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرم ہو؟

جواب: عورت کے لیے محرم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے اور نہ مذکورہ صورت کے تحت جانا جائز ہے۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے اور بغیر محرم ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ (فتح القدیر کتاب الحج) (مفتی عزیز الرحمٰن)

اگر عورت کو مرنے تک محرم حج کیلئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے

سوال: ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہو چکا ہے جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لیے کوئی محرم نہیں

ہے تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرم کے ساتھ حج کے لیے جا سکتی ہیں؟ جبکہ ان کی عمر تقریباً ۷۲ سال ہے؟

جواب: عورت غیر محرم کے ساتھ حج کے لیے نہیں جا سکتی، اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔ چنانچہ اس صورت میں نامحرم کے ساتھ جا ہی نہیں سکتی ہے اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا لیکن گناہگار ہوگی۔ اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لیے محرم میسر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وصیت کر دے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔

احرام باندھنے کے مسائل

عورت حالت احرام میں چہرہ کس چیز سے ڈھانپے

سوال: عورت حالت احرام میں چہرہ کس چیز سے ڈھانپے؟ بستی میں جو کھجور کا پنکھا چہرہ ڈھانپنے کیلئے فروخت ہوتا ہے اس کو مولانا صاحب موصوف نے ناکافی لکھا ہے۔

جواب: ہاں وہ پنکھا تو ناکافی ہے بہتر صورت یہ ہے کہ چھجے دار ٹوپی سر پر رکھ کر اوپر سے برقعہ اوڑھ لے۔ اس صورت میں چہرے پر کپڑا نہ پڑے گا۔ (معلم الحجاج ص ۹۸)

عورتوں کا احرام میں چہرے کو کھلا رکھنا

سوال: میں نے سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا احرام چہرے میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہیے حالانکہ قرآن و حدیث میں عورت کو چہرہ کھولنے سے سختی سے منع فرمایا ہے؟ لہٰذا ایسی صورت کیا ہوگی جس سے اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور چہرہ بھی ڈھکا رہے؟ کیونکہ مجھے امید ہے کہ اس کی کوئی صورت شریعت مطہرہ میں ضرور رکھی گئی ہوگی؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو پردے کی چھوٹ ہوگی نہیں بلکہ جہاں تک ضروری ہو پردہ ضروری ہے! تو سر پر کوئی چھجا سا لگا لیا جائے اور اس کے اوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہو جائے مگر کپڑا چہرے کو نہ لگے یا عورت ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے اور اسے چہرے کے سامنے کر لیا کرے، اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پرہجوم سفر میں عورت کے لیے پردے کی پابندی بڑی مشکل ہے لیکن جہاں تک ہو سکے پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور جو بے بسی ہے امید ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔

عورت کے احرام کی کیا نوعیت ہے اور وہ احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: مردوں کے لیے احرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے عورتوں کے لیے احرام کیا

مشکل ہوتی ہے کیا احرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا جبکہ میں برقعہ کی حالت میں ہوں؟

جواب: مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے منع ہیں اس لیے وہ احرام باندھنے سے پہلے دو چادریں یعنی لپٹتے ہیں۔ عورتوں کو احرام باندھنے کے لیے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں اس لیے وہ معمول کے کپڑوں میں احرام باندھتی ہیں۔ البتہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے اس لیے احرام کی حالت میں وہ چہرے کو اس طرح نہ ڈھکیں کہ کپڑا ان کے چہرے کو لگے مگر نامحرموں سے چہرے کو چھپانا بھی لازم ہے اس لیے ان کو چاہیے کہ سر پر کوئی ایسی چیز باندھ لیں جو چھجے کی طرح آگے کو بڑھی ہوئی ہو اس پر نقاب ڈال لیں تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ حج کا احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے گھر سے باندھنا ضروری نہیں۔

عورت کا احرام کے اوپر سے سر کا مسح کرنا غلط ہے

سوال: آج کل دیکھا گیا ہے کہ عورتیں جب احرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں پس اس کا سر سے بار بار اتارنا عورتوں کے لیے مشکل ہوتا ہے تو کیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اوپر ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: عورتیں جو سر پر رومال باندھتی ہیں شرعاً اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ رومال صرف اس لیے باندھا جاتا ہے کہ بال گر کر کہیں وضو میں نہ گریں۔ عورتوں کو یہ مسئلہ پہلے سے آگاہ کر دینا چاہیے کہ وضو میں رومال اتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے جو مسئلہ جانے بغیر رومال کے اوپر مسح کرتی ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اور ان کی نمازیں نہیں ہوتیں، نیز طواف بھی صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ بے وضو طواف جائز نہیں اور سر پر مسح کرنا فرض ہے بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا ہے۔

عورت کا ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا

سوال: کیا عورتیں ماہواری سے قبل یا ماہواری کی حالت میں احرام باندھ سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: حیض کی حالت میں عورت احرام باندھ سکتی ہے یعنی دو رکعت پڑھے بغیر حج یا عمرہ کی نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لے۔

حج میں پردہ

سوال: آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں عورتوں کے ساتھ کوئی پردہ نہیں کرتا ہے حالت احرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ گرمی ہو کیا جائے چہرے کے اوپر کپڑا لگے گا تو اس کے لیے کیا کیا جائے؟

جواب: پردہ کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہیے۔ احرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔

تحریر فرمائیں اور کیا قربانی سے پہلے طواف زیارت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جب تک طواف زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی' گویا بیوی کے حق میں احرام باقی رہتا ہے' قربانی سے پہلے طواف زیارت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ بعد میں کرے۔

طواف

عمرہ کے طواف کے دوران بالغ ہونے والی لڑکی کیا کرے؟

سوال: ایک بچی اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئی روانہ ہونے کے وقت بچی بلوغت کو نہیں پہنچی تھی اس کی عمر تقریباً ۱۲ برس تھی۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کا طواف کیا اور سعی کی اور سعی کے بعد بچی نے اپنی والدہ کو حیض کے آنے کی اطلاع دی' ناواقفیت کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں اس کی ماں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا' گویا اسی حالت حیض میں اس نے پورا یا طواف کا بیشتر حصہ ادا کیا اور پھر اسی حالت میں سعی بھی کی ایسی صورت میں اس بچی کے اس فعل پر جو ناواقفیت کے عالم میں ہوا کوئی چیز واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیا چیز ادا کرنی ہوگی؟

جواب: اس کو چاہیے تھا کہ عمرہ کا احرام نہ کھولتی بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف اور سعی کرتی' بہرحال اس نے چونکہ احرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا اس لیے اس پر دم جنایت نہیں' مناسک ملا علی قاری میں ہے:

"اور اگر بچے نے ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں' خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلف نہیں تھا۔"

حج مبرور اور اس کی علامت

سوال: حج مبرور کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا علامت ہے؟

جواب: حج مبرور یعنی مقبول حج وہ حج ہے کہ حاجی گناہوں سے توبہ و استغفار کرے اور کامل ارکان فرائض و واجبات سنن اور مستحبات کے ساتھ ادا کرے' بحالت احرام ممنوعات سے اجتناب کرتا رہے۔ ریا و نمود اور مال حرام سے بچے اور جملہ اخراجات (کھانا پینا پہننا وغیرہ) حلال مال سے ہوں اور حج کے بعد بھی حالت بہتر ہو تو سمجھے کہ حج مقبول اور مبرور ہوا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۹۹)

عورت کا حج بدل کون کرے؟

سوال: کیا عورت حج بدل میں عورت کو بھیجے یا کسی مرد کو بھی بھیج سکتی ہے؟ نیز کیا حج بدل میں کسی عامل کو بھیجے یا اسے جس نے ابھی حج نہ کیا ہو؟ کسے بھیجنا ضروری ہے؟ حج بدل پر جانے والا اگر آتے جاتے راستہ میں انتقال کر جائے یا حج کرنے کے بعد واپس اپنے مقام پر نہ لوٹے تو یہ حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے حاجی بھی حج بدل کرتے ہیں کیا اس طرح حج بدل ہو جاتا ہے؟

جواب: عورت کا حج بدل عورت کر سکتی ہے مگر حج بدل مرد کرے تو افضل ہے اور جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانا مکروہ ہے اس لیے اولیٰ یہی ہے کہ حج بدل میں اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کر لیا ہو۔ اگر حج بدل کرنے والا حج کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو حج ادا نہیں ہوا لیکن حج کرنے کے بعد وہاں یا راستہ میں انتقال کر جائے تو حج ادا ہو گیا۔ اگر اتنی رقم ہو کہ مکہ یا مدینہ سے حج کرایا جا سکتا ہو تو وہاں سے حج کرایا جائے یا کوئی بلا وصیت اپنی طرف سے تبرعاً حج کرائے تو جہاں سے چاہے کرا سکتا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ص ۱۲۳)

لڑکی اپنے والد کے ماموں کے ساتھ حج کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: والد کے ماموں کے ساتھ لڑکی حج پر جا سکتی ہے یا نہیں اور اس سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: والد کا ماموں محرم ہے اس سے نکاح حرام ہے لہٰذا اس کے ساتھ حج اور سفر درست ہے لیکن محرم کے ساتھ سفر کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو محرم دیندار پابند شریعت ہو فاسق نہ ہو بے نمازی اور بے پرواہ محرم کے ساتھ سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ فتاویٰ شامی میں جہاں فاسق کے ساتھ سفر کا ذکر کیا ہے وہاں اس بات کو عام رکھا ہے کہ وہ فاسق چاہے شوہر ہو یا محرم ہو۔

شرح لباب میں ہے کہ اگر وہ ایسا بے پرواہ ہو کہ اس کو فکر نہ ہو ان لوگوں سے حفاظت نہیں ہو سکتی اور جس شخص میں مردانگی غیرت نہ ہو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں چاہے وہ شوہر ہی کیوں نہ ہو۔ (شامی صفحہ ۴۶۹ ج ۲) (فتاویٰ رحیمیہ)

ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر میں بھی عورت کیساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے

سوال: سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ (اگرچہ خلاف بھی ہو رہا ہے) لیکن دبئی، افریقہ، انگلینڈ اور امریکہ وغیرہ دور دراز کے سفر اکثر اسی حالت میں بلا محرم

کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ دو چار روز کا سفر ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر شرعی یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ دور جانے کے ارادے سے نکلا جائے تو سفر کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز میں قصر، عورت کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا، خواہ سفر چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہو۔ سفر خواہ حج کا ہو یا تجارت یا سیر و تفریح کے لیے ہو، ان سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ تین دن رات سے زیادہ کا سفر (یہ پیدل چلنے سے مسافت کی مدت ہے) اختیار نہ کرے۔ سوائے یہ کہ اس کے ساتھ باپ، بیٹا، شوہر، بھائی یا کوئی محرم ہو۔ واللہ اعلم (مسلم شریف) (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۵۹)

عدت کی حالت میں حج پر جانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: میاں بیوی دونوں اس سال حج پر جانے والے تھے کہ شوہر کا انتقال ۲۹ رمضان المبارک کو ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اب اس کی بیوہ حج پر جا سکتی ہے یا نہیں؟ عورت کے ساتھ اس کے والد حج پر جانے کے لیے تیار ہیں نیز وہ اپنے مرحوم داماد کی طرف سے حج بدل کے لیے جائیں گے اور وہ اپنا فرض حج ادا کر چکے ہیں۔ ایک بات واضح رہے کہ اگر عورت اس سال حج کے لیے جا نہ سکے گی تو آئندہ سال دو دشواریاں ہیں کہ اول منظوری ملے نہ ملے دوم یہ کہ محرم ملے یا نہیں ملے کیونکہ اس کے والد بہت عمر رسیدہ ہیں ان امور کو پیش نظر رکھ کر جواب مرحمت فرمائیں؟

جواب: عدت کی حالت میں عورت کو حج کے لیے سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ اگر جائے گی تو گناہ گار ہوگی آئندہ سال یا جب منظوری مل جائے تو محرم کے ہمراہ حج کے لیے جائے۔ اگر خدا نخواستہ آخر تک اجازت نہ ملی یا محرم نہ ملا تو حج بدل کی وصیت کر جائے۔ شامی وغیرہ میں ہے کہ عورت کسی بھی قسم کی عدت میں ہو حج پر نہیں جا سکتی۔

معلم الحجاج میں ہے کہ عورت کے لیے حج پر جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو اگر عدت میں ہو تو جانا واجب نہیں، عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح کی یا طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن کی سب کا حکم ایک ہے۔ (معلم الحجاج صفحہ ۹۸)

بہشتی زیور میں ہے کہ اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں ہے۔

واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۶۰)

حالت احرام میں بام، توتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال

سوال: وکس اور بام جو درد سر یا سردی کی وجہ سے لگایا جاتا ہے اسی طرح دوسرے بام یا

دوا ہیں جن میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے مرض یا درد کی وجہ سے احرام کی حالت میں لگانا کیسا ہے؟ لگانے پر جزا ہے یا نہیں؟ اسی طرح منجن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں لونگ، کافور، یا الائچی وغیرہ یا خوشبودار دوا ملی ہوئی ہے ایسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: وکس یا بام خوشبودار چیز ہے اور اس کی خوشبو تیز ہے اگر پوری پیشانی پر لگایا تو دم لازم ہوگا۔ فقہاء نے ہتھیلی کو بڑا عضو شمار کیا ہے ہاتھ کے تابع نہیں کیا ہے۔ (دیکھئے معلم الحجاج ص ۲۳۳) اس لیے پیشانی بھی بڑا عضو ہونا چاہیے۔ غنیۃ المناسک میں ہے کہ خوشبودار دوا لگائی یا خوشبودار دوا لگائی اور وہ پکی ہوئی نہ ہو اور زخم پر لگائی تو دم واجب ہے جبکہ زخم بڑا ہے یا کامل عضو پر ہے اور اگر اس کے جس پر بار بار لگایا تو دم واجب ہوگا۔ الخ۔ معلم الحجاج میں ہے کہ اگر زخم بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ واجب ہے۔

اور درد کی وجہ سے بام لگائیں تب بھی یہی حکم رہے گا۔ معلم الحجاج میں ہے کہ جنایت قصداً کی یا بھول کر یا خطا کی جانتے بوجھتے کی یا مسئلہ میں غلطی سے کی یا بیہوشی کی حالت میں کی سوتے کی یا جاگتے نشہ میں ہو یا بیہوش مالدار ہو یا غریب مضطر ہو یا غیر مضطر سب صورتوں میں جزا واجب ہے الخ (ص ۲۳۳)

اور منجن ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں لونگ، کافور، الائچی یا خوشبودار چیز مغلوب ہو یعنی کم ہو تو ایسا منجن احرام کی حالت میں استعمال کرنا مکروہ ہوگا مگر صدقہ واجب نہ ہوگا اور اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں خوشبودار چیز غالب ہو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ کے اندر لگ جاتے ہیں لہٰذا دم واجب ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مسواک ہی استعمال کرے منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کریں اس سے سنت کی ادائیگی ہوگی۔ لہٰذا مسواک ہی کو اختیار کرنا چاہیے۔

ولو اكل طيبا كثيرا وهو ان يلتصق باكثر فمه يجب الدم وان كان قليلا بان لم يلتصق باكثر فمه فعليه الصدقة الخ. والله اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

الحمد للہ جلد ۵ ختم ہوئی